جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ والمنہ کہ حصۂ اول رسالہ شریفہ متینہ موسوم بہ

دق الخیشوم لمنافی مصیبة المظلوم

جوازِ ذکرِ عروسی حضرت قاسم علیہ السلام مین بجواب رسالہ

سفك المهج لضعاف الحجج

حسب فرمائش مومنین موقنین باہتمام سید سجاد حسین صاحب

مطبع دبدبۂ احمدی مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی اعلی الحق وازھق الباطل والصلوۃ علی محمد وآلہ الذین انقضوا ظہر کل لاغ
وھازل اما بعد کہتا ہی اقل طلبہ سید مہدی دہلوی کہ جناب مولانا آقا سید ابو الحسن صاحب مد ظلہ العالی نے حسب اصرار بعض امرا
وروساء وشہزادگان شہر لکھنؤ کے ایک رسالہ عجالہ موسوم بہ حجج قاطعہ جواز ذکر عقد حضرت قاسم بن الحسن علیہما السلام
مجالس عزا جناب سید الشہداء روحی وروح العالمین لہ الفداء مین تحریر فرمایا ہی اور وہ ایسا رسالہ ہی کہ جسکا جواب
نہین دیسکتا مگر وہ شخص جو مثل حیرت منکر مصائب مظلوم کربلا ہو لوگ تو لا الہ الا اللہ کا بھی جواب دیتے
ہین اور بھی اوس رسالہ مین جناب ممدوح نے کسی شخص خاص پر تعرض نہین کیا ہے اور نکوئی درشتی کی ہے اور
نہ الفاظ نامربوط وغیر مہذب جو طریقہ جہال وعوام الناس کا ہی استعمال کئے ہین بلکہ جو طریقہ وشان شایان علماء کرام
ہی اوس طریقہ سے بلا نفسانیت اپنے قول مختار کو بدلائل ثابت کیا ہی اور شبہات مانعین کو مہذبانہ طور سے
دفع کیا ہی جیسا کہ ناظرین رسالہ پر واضح وآشکار ہی اور اسیوجہ سے وہ رسالہ مقبول ومطبوع طبایع اہل انصاف وتارکان
جدل واعتساف بھی ہوا ہی مگر نہین معلوم کہ جناب مولوی ظہور الحسن صاحب میران پوری معلم مدرسہ کو کسوجہ سے یہ رسالہ
دیکھکر ہیجان طبع پیدا ہوا اور آتش غیظ وغضب اونکے سینہ بے کینہ مین مشتعل ہوئی کہ اونھون نے ایک رسالہ موسوم بہ
سفک المہج لضعف الحجج جسکے نام سے خون ٹپکتا ہی مولوی سید حسن علی صاحب وقار جونپوری کے نام سے شائع کیا ہے
اور اوسمین الفاظ نامربوط غیر مہذب طعن وتشنیع جو طریقہ عوام وجہال کا ہی بنسبت صاحب حجج قاطعہ اور دیگر علماء کرام کے
استعمال کئے ہین چھوٹا منہ بڑی بات کا لانا عیتر شح بما فیہ از کوزہ ہمان چیز تراود کہ دروست جو الفاظ عامیانہ صاحب
حجج کے نسبت لکھے ہین یہ ہین حق پوش عوام فریب صاحب افترا وبہتان نالایق بے فہم صحیح الدماغ نہین قوف نہین
اس قسم کے الفاظ لکھے ہین علاوہ انکے طعن وتشنیع بہت کی ہی باوجود اس عامیانہ تحریر کے پھر ادعاء فضل وکمال بین بنا
لہ ازکجا نسبت تا بکجا اور وہی مطالب پارینہ جو تقریر حاسم مین بعبارات طولانی زائد از مطلب جنکا جواب حجج قاطعہ مین دیا گیا ہے
اس رسالہ مین بھی لکھے ہین اور اپنے خیال مین جواب حجج قاطعہ کا دیا ہے این خیالست ومحالست ومحال سواد دیدہ دہنی ونوشگانی

و تطویل بلاطائل و ادعاء فضل و کمال کے جواب اصل مطلب کا نہین ہے صاحب حجج کا مطلب کچھ ہے
اور مولف رسالہ کچھ لکھتے ہین جسکو تعلق مطلب حجج قاطعہ سے نہین ہے بلکہ از قبیل سوال از آسمان و
جواب از ریسمان ہے دو امر سے خالی نہین ہے یا تو مولف رسالہ مطلب حجج قاطعہ کا نہین سمجھے
اور یہ بعید معلوم ہوتا ہے اور یا تجاہل کیا ہے تاکہ جواب دینے مین سہولت ہو اور عوام کالانعام مین
نام ہو جاوے کہ حجج قاطعہ کا جواب بڑی تحقیق سے او نیس ۱۹ جزو مین لکھا ہے بہرحال مولف رسالہ
صفحہ ۳ سطر ۳ مین لکھتے ہین کہ علماء کا قدیما و حدیثا یہی طریقہ ہے کہ اظہار قول صواب کے واسطے ایک
دوسرے پر تعرض کرتا ہے پس بنا بر اسکے اگر صاحب حجج نے بھی بنظر اظہار قول صواب اپنے قول مختار کو
ثابت کیا اور مخالف پر تعرضات کیئے تو آپ کیون برہم ہوے لکھ دینگے دیکھئے دین اگرچہ مقتضی
کما تدین تدان اور کلوخ انداز را پاداش سنگ است کا یہ تھا کہ ہم بھی بخوبی مولف رسالہ کی خبر لین اور
جواب ترکی بترکی دین مگر چونکہ یہ منجر اپنے ہی فرقہ کے توہین کے جانب ہوگا اور موجب طعن مخالف
مذہب کا ہوگا اور ارباب علم و صاحبان فہم کے نزدیک کمال بدتہذیبی ہے اور طریقہ جہال عوام
لہذا بمفاد کالاے بد بریش خاوندش ہم مناسب نہین سمجھتے کہ زیادہ درشتی کیجاے اور بھی چونکہ
مقصود ہمارا جواز ذکر عقد حضرت قاسم ہے کوئی مجادلہ و سخن پروری و اظہار لیاقت منظور نہین
ہے لہذا پہلے ہم دیباچہ مین جو مولف رسالہ نے گہر افشانی کی ہے اونکے فقرات کو نقل کرتے
ہین بعدہ جو جوابات و اعتراضات مولف رسالہ نے حجج قاطعہ پر کیئے ہین اونکا حاصل مطلب
لکھکر جواب دینگے اور جو تطویل بلاطائل اور شقوق لاحاصل جنکو تعلق اصل مطلب سے نہین ہے لکھے ہین
اون سے تعرض کرنا بجز حجم کتاب بڑہانے کے کوئی فائدہ نہین لہذا اون سے اعراض کیا گیا فہا انا
اشرع فی الجواب بعون اللہ الملہم للصواب قول مولف رسالہ اور طرہ یہ ہے کہ خود ہی
بتصریح ارشاد فرماتے ہین کہ ہم وقوع قصہ مذکورہ کے حتما مدعی نہین ہین کہ ضرور ہوا اور نہ یہ کہتے
ہین کہ ہرگز نہین ہوا جس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ مولف صاحب مذبذبین بین ذلک
مین سے ہین اونکے لیے زیادہ تر مناسب یہ تھا کہ وہ کسی طرف سے گفتگو نکرتے بلکہ خاموش رہتے ع
تا مرد سخن نگفتہ باشد ؛ عیب و ہنرش نہفتہ باشد ؛ انتہی اقول سبحان اللہ اپنی بسم اللہ ہی مین غلطی کی
آئندہ کیا ہوگا ہے مشتی نمونہ از خروارے خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج صاحبان بصیرت ملاحظہ

فرمادین کہ حجج قاطعہ مین لکھا کہ ہم مدعی اسکے نہیں ہین کہ عقد قاسم حتماً واقع ہوا اور نہ یہ کہتے ہین کہ یہ موضوع و بے اصل ہے
حتماً واقع نہیں ہوا بلکہ احتمال وقوع و عدم وقوع دونون کا اسمین ہے مثل دیگر روایات فضائل و مصائب کے انتہی ارباب فہم
غور کرین اگر اس بیان سے صاحب حجج قاطعہ مذبذبین بین ذلک مین ہو گئے اونکو سکوت مناسب تھا تو کل علمائے کرام
اور ارباب مقاتل جنہون نے کتابین مصائب و فضائل مین لکھی ہین مثل شیخ مفید و علامہ طبرسی و ابن شہر آشوب و مجلسی وغیرہ
علیہم الرحمۃ والرضوان سب مذبذبین بین ذلک مین داخل ہونگے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اکثر روایات جو ان علمانے
لکھے ہین نہ اونکا وقوع وہ حتمی جانتے ہین اور نہ اونکا عدم وقوع حتمی سمجھتے ہین ان سب علما کو چاہیئے تھا کہ کوئی کتاب
فضائل و مصائب مین ایسے نہ لکھتے باب فضائل و مصائب کے مسدود کر دیتے بلکہ کل فقہا بھی مذبذبین مین ہونگے کیونکہ
اکثر فتاوی اونکے جنمین انھون نے اجتہاد کیا ہے قطعی نہیں ہین بلکہ اظہر و اقوی ہین اور نہ عدم اونکا قطعی ہے بلکہ خود
مولف رسالہ بھی مذبذبین مین ہونگے کیونکہ وہ بھی تو کل روایات کو نہ قطعی الصدور سمجھتے ہین اور نہ قطعی الکذب
جیسا کہ قول صواب و تقریر جاسم سے ظاہر ہے کیا خوب یہ مثل اس مقام پر صادق آتی ہے من حفر بئراً لاخیہ فقد
وقع فیہ چاہ کن را چاہ در پیش اور شعر مذکور بھی بخوبی مولف رسالہ پر منطبق ہو گیا یہ نتیجہ سخن پروری
و ہٹ دہرمی کا ہوتا ہے اللھم احفظنا من شرور انفسنا قولہ مگر رسالہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اکثر
حضرات لکھنو نے مولف عنا کو باصرار بسیار بذریعہ خطوط مجبور کیا کہ وہ اپنا قول مختار تحریر فرماوین جنمین سے ایک صاحب
نے اپنے جہل مرکب کا اعتراف بھی خط مین کیا ہے جو مرض لا علاج ہے اور اسکا تذکرہ اثنائے رسالہ مین بھی کیا جائیگا
انتہی اقول ارباب فہم خوب جانتے ہین کہ اکثر متقلدین اصطلاحات علمیہ سے واقف نہیں ہوتے ہین وہ بیچارے
اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہین اون الفاظ سے جنکو وہ جانتے ہین کہ یہ الفاظ
اعلی درجہ کے انکسار و فروتنی پر دلالت کرتے ہین ایسے مقامات پر طعن و تشنیع کرنا اور اپنی لیاقت جتانا
ارباب فہم کا کام نہیں ہے اور پھر اثنائے رسالہ مین مکرر اسکا تذکرہ کرنا جہلا پر اپنی اظہار لیاقت کرنا ہے
جو عبث ہے اور اگر غرض اس بیان سے اظہار اس امر کا ہے کہ خطوط مذکورہ بمصلحت لکھوائی گئی ہین اگر ایسا بھی
فرض کیا جاوے تو اسمین کیا قباحت ہے بہرحال اس قسم کے تعرضات عبث و قابل التفات نہیں ہین قولہ مولف
صاحب نے بے تامل و تدبر جابجا کتاب مستطاب تقریر جاسم سے بھی تعرض کیا ہے اقول جو تعرضات تقریر جاسم پر
کیے گئے ہین سب بجا اور تامل و تدبر سے کیے ہین جسکو ناظرین خوب سمجھے ہین اور آپ سے بھی اون تعرضات کا جواب
نہیں بنتا کلمات متہافتہ اونکے جواب مین لکھتے ہین جس سے آپکی خوش فہمی کی حقیقت کھلی اور کھلیگی اور بھی تقریر جاسم کو

کتاب مستطاب کہنا بمنزلہ مثل مشہور کس نگوید کہ دوغ من ترش است کے ہے وہ تو مشتمل تطویل بلا طائل اور
مضامین مہملہ پر ہی جیسا کہ ظاہر ہوگا اور بعض مہملات اوسکے حجج قاطعہ مین بھی بیان کیے گئے ہین صاحبان
فہم خوب سمجھ گئے ہونگے ایسی کتاب کو مستطاب کہنا برعکس نہند نام زنگی کافور ہی قولہ اسکا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی
کہ فخر المحققین استاذ معظم جناب مولانا سید ظہور حسن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے رسالہ قاسمیہ مولفہ جناب قبلہ
وکعبہ تاج العلما مولانا سید علی محمد صاحب مرحوم کے بعض شبہات کو قلوب عوام الناس سے دفع کرنیکے لیے محض
بروجہ اجمال تعرض کیا تھا تاکہ عوام کو مطالب مذکورہ کا مضامین تاریخیہ مین ہونا متوہم نہو یہ امر مولویصاحب کے
خلاف مزاج ہوا ہی مگر واضح رہی کہ اظہار قول صواب کے مقام پر علماء دین کا قدیماً و حدیثاً یہی طریقہ مرسوم
رہا ہی انتہی اقول اسکا جواب کئی وجہون سے ہی اول یہ کہ منجملہ اسباب تحریر رسالہ حجج قاطعہ یہ بھی ایک سبب تھا مولف رسالہ
کہدیا گیا تھا کہ جناب تاج العلما پر کوئی تعرض بیجا نکیا جاوے ورنہ جواب اوسکا ضرور دیا جاویگا باوجود ممانعت
اونھون نے تعرضات بیجا بے ادبانہ چھوٹا منھ بڑی بات قاسمیہ جناب تاج العلما اعلی اللہ مقامہ پر کیے
او کچھ پاس و لحاظ اونکی جلالت مرتبت کا نکیا اور یہان بھی اس عنوان سے لکھا ہی کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
تاج العلما نے شبہات قلوب عوام الناس مین پیدا کردیے تھے اونکو ہمنے دفع کیا ہی ناظرین بافہم غور کرین کہ اس
بیان مین بھی کیسی بے ادبی بنسبت جناب مرحوم کے کی ہے اور چونکہ جناب مرحوم اوستاد صاحب حجج قاطعہ کے
تھے اور فضل و کمال مین فخر اہل زمانہ تھے اور اوستاد بجاے باپ کے ہوتا ہی اگر صاحب حجج نے اونکی حمایت جا
کی تو کیا بیجا کیا بیجا تو یہ ہی کہ جو اوستاد اپنا ہو اوسکی روادار توہین کیجاے جیسا کہ مولف رسالہ نے جناب
مولانا سید علی صاحب قبلہ اور جناب مولوی سید علی صاحب محدث مرحوم اعلی اللہ مقامہما کے تکذیب و توہین کی وجہ
دوم یہ کہ مولف رسالہ فخر المحققین نے جناب تاج العلما مرحوم کی تفصیل سے رد کی ہی — صفحہ ۹۸ جلد
دوم تفریحا سم ناظرین ملاحظہ کرین اور فقط رد ہی پر اکتفا نہین کی ہے بلکہ الفاظ بے ادبانہ اور کلمات
طعن و تشنیع بھی اونکی شان مین استعمال کیے ہین صفحہ ۱۱۱ سطر اول جلد مذکور مین جناب مرحوم کے نسبت
لکھا ہی کہ کوئی کشف و کرامات کا اس مقام پر دعوی مسموع نہین ہی اور صفحہ ۹۹ سطر آخر مین لکھا ہی کہ کیا کوئی
پروانہ دستیاب ہوا ہی اور صفحہ ۱۰۲ سطر ۲۰ مین جواب مین جناب مرحوم کے لکھا ہی اگر جناب قاسم کا
میدان جنگ مین کنگنا باندھے ہوے مانجھے کا جوڑہ پہنے ہوے مہندی لگائے ہوے سہرا لگے سامنے جانا
فرض کیا جائے اس حال مین مولف رسالہ کا یہ کہنا کہ محض بروجہ اجمال تعرض کیا ہی جھوٹ ہی یا سچ

فخر المحققین کی یہی شان ہی وجہ سیوم اظہار صواب کے واسطے اگر علماء کرام کا یہ طریقہ ہی کہ ایک دوسرے پر تعرض کرتا ہی تو تہذیب سے کرتا ہی مرتبہ وشان کا لحاظ کرکے نہ یہ کہ نہ مرتبہ کا لحاظ کرے نہ شان کا جو منھ مین آوے مہذب وغیر مہذب کہتا چلا جاوے اور بھی جب طریقہ علماء کا قدیما وحدیثا جاری ہی تو صاحب حجج قاطعہ نے بھی اظہار صواب کے واسطے جواز ذکر عقد حضرت قاسم کو لکھا اور مہذب الفاظ مین لکھا آپ کیون اسقدر برہم ہوے اور طعن وتشنیع الفاظ سخت ودرشت جو طریقہ عوام جہال کا ہی اختیار کیا اگر آپکو بھی تحقیق لکھنا تھی تو مثل حجج قاطعہ بلا نفسانیت مہذب طریقہ سے اپنا قول مختار لکھا ہوتا اسمین ہمکو آپسے کوئی بحث نہوتی کل حزب بما لدیھم فرحون وللناس فیما یعشقون مذاھب **قولہ** ہمکو افسوس ہی کہ مولف صاحب نے بعض مطالب رسالہ قاسمیہ کی حمایت مین تو بلاوجہ اپنی اوقات عزیز کو صرف کیا اور بعض آخری سکوت و اعراض فرمایا جسکی وجہ ناظرین بانصاف خودہی سمجھ لینگے **اقول** آپکو افسوس نکرنا چاہیئے بلکہ شکرگذار ہونا چاہیئے اسواسطے کہ صاحب حجج نے جو مبنائی اعتراض آپکا رسالہ قاسمیہ پر تھا اوسکو باطل کردیا اور جو آپنے تطویل بلاطائل بغرض اظہار لیاقت حجم کتاب بڑہانیکے واسطے کی ہی اگر اوسکے جانب توجہ کیجاتی تو آپکی زیادہ حقیقت کھلجاتی اور وجہ حمایت کی بیان ہوئی **قولہ** کوئی بات معقول بھی نہین بیان کی **اقول** آپکے جو منھ مین آوے کہیئے معقول و نامعقول کو تو ناظرین حجج قاطعہ خوب سمجھ ہونگے اور آپکا دل بھی خوب جانتا ہوگا جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم کا مصداق نہونا چاہیئے اور آپکے جوابات سے تو آپکی معقولیت خوب ظاہر ہوتی ہی **قولہ** بلکہ رسالہ مشار الیہا مین جو تقریبا دو جزو ہی **اقول** رسالہ حجج قاطعہ ۳۹ صفحہ پر ختم ہی جسکی تقریبا اڑہائی جزو ہوتے ہین آپنے تقریبا دو جزو کس اعتبار سے لکھے شاید اس خیال سے لکھے ہون تاکہ نظر عوام مین ظاہر ہو کہ میری کتابین بڑی بڑی حجم کی ہین مین بڑا لائق ہون اور صاحب حجج کم لیاقت شخص ہین اونکا رسالہ دو جزو بھی نہین ہے بجز عوام فریبی اور جھوٹ کے اور کوئی وجہ نہین ہے مگر یہ دو جزو ایسے ہین کہ آپکی تمام بڑی بڑی حجم کی کتابون کو قلع و قمع کردیا ہے جسکے جواب مین آپنے ۹ جزو لکھے مگر سوائے تطویل بلاطائل کے کوئی جواب معقول آپسے نہ بنا بجز کلمات متناقضہ ومتشتتہ کے اون کل سے تعرض کرنا تعرضات لفظیہ کرنا ہے جو داب محصلین سے خارج ہے اور تضییع اوقات ہے لہذا اعراض کیا گیا **قولہ** اونہین شبہات پارینہ کو بکرات ومرات غیر مہذب الفاظ مین دوہرایا ہے جو بار بار رد ہوچکی ہین **اقول** اس مقام پر فخر المحققین

مولف رسالہ کئی جھوٹ بولے ہین اول یہ کہ شبہات پارینہ کو بکرات و مرات دوہرایا ہے
ایسا ہرگز نہین کیا حجج قاطعہ موجود ہے ناظرین دیکھین کہ جتنے شبہات مخالفین کے تھے اونکی
بیخ و بن اوکھاڑ دی ہے بکرات و مرات نہین دوہرایا اور وہ حجج قاطعہ لکھے ہین جنکے جواب مین فخر المحققین
سے ایسے کلمات متہافت سرزد ہوتے ہین جنکو جواب سے تعلق نہین دوسرے یہ کہ غیر مہذب
الفاظ مین دوہرایا ہے غیر مہذب الفاظ نہین لکھے جیسا کہ ناظرین حجج قاطعہ پر اشکار ہے
ہان البتہ جہان تاج العلماء کے شان مین الفاظ نامربوط غیر مہذب استعمال کیے ہین اونکا
اعلان البتہ کیا ہے اور یہ لکھدیا ہے کہ ہم خلاف تہذیب جانکر درشتی کلام سے اعراض
کرتے ہین اور اصل شبہ کے جواب پر اکتفا کرتے ہین تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ بار بار رد ہوچکی ہین
جوجوابات حجج قاطعہ مین دیے ہین اونکی ایکبار بھی رد نہین ہوئی چہ جائیکہ بار بار یہ شاید ہو جہ سے
لکھا ہو کہ عوام کے نظر مین وقعت ظاہر ہو قولہ میرے خیال مین تمام رسالہ شروع سے آخر تک نحیف
الفاظ سے بھرا ہوا ہے کہ روضۃ الشہدا نہایت معتبر کتاب بڑی لاجواب ہے ملا حسین کاشفی
بڑے مستند و کامل تھے نہایت عالم و فاضل تھے حنفی تھے اور حیران تھے تمام عمر ہدایت خلق
مین بسر کی اقول ایسے ہی خیال نے آپکے فخر المحققین ہونیکی حقیقت کھولدی ناظرین ملاحظہ
فرماوین گویا مولف رسالہ نے جھوٹ بولنے اور افترا کرنے پر کمر باندھی ہے اگر زیادہ درشتی
کلام کا لحاظ نہوتا تو مقام اور کچھ لکھنے کا تھا اس مقام پر کئی جھوٹ مولف رسالہ بغرض
عوام فریبی یا قربۃ الی اللہ بولے ہین اول یہ کہ تمام رسالہ شروع سے آخر تک نحیف الفاظ
سے بھرا ہوا ہے کہ روضۃ الشہدا بڑی معتبر کتاب ہے دوسرا جھوٹ یہ کہ بڑی لاجواب ہے
تیسرا جھوٹ یہ کہ ملا کاشفی بڑے مستند و کامل تھے حجج قاطعہ موجود ہے ناظرین نے دیکھا ہے
اور دیکھتے ہین کوئی بتاوے کہ کس مقام پر لکھا ہے کہ روضۃ الشہدا نہایت معتبر کتاب ہے
بڑی لاجواب ہے اور کاشفی بڑے مستند و کامل تھے اور مولف رسالہ لکھتے ہین کہ رسالہ شروع سے
آخر تک انھین الفاظ سے بھرا ہوا ہے + این کار از تو آید و مردان چنین کنند اب سنیے ارباب فہم
حجج قاطعہ مین یہ لکھا ہے کہ ملا حسین کاشفی عالم و واعظ اپنے مذہب کے اور صاحب تصانیف تھے
اور اونکے اہل مذہب نے اونکی مدح و توثیق کی ہے اور ہمارے علمائے اعلام مثل جناب سید العلما اور تاج العلما وغیرہ نے

بھی اُنکو معتبر جانا ہے جس سے بقدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے لہذا وہ اور اونکی کتاب معتبر ہوگی یعنی جھوٹی
ہوگی آپ خود ہی صاحبان فہم غور کرین کہ کجا یہ بیان اور کجا مولف رسالہ کا افترا و بہتان برین عقل و دانش بباید
گریست اسی سے ناظرین مولف رسالہ کی طبیعت و سخن فہمی کا اندازہ کر سکتے ہین زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین **قولہ**
انہین دعاوی بیدلیل کا نام حجج قاطعہ تجویز فرمایا ہے حالانکہ کوئی شاہد درست اس مطلب پر قائم نہین فرمایا
اقول اگر دعاوی بیدلیل سے مراد آپکی وہی الفاظ مذکورہ تراشیدہ ذہنی آپکی ہین تو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے
جیسا جناب حجج نے اونکو لکھا ہے نہین تھے دلیل کیسی اور اگر مراد دعاوی بیدلیل سے دعاوی حجج قاطعہ ہین تو اون پر ایسے
دلائل قائم کیے ہین جنکے جواب مین آپ کلمات متنافیہ کہتے ہین جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یا تو آپ مطلب
نہین سمجھے یا تجاہل کرتے ہین یہی دلیل اوسکی اسم بامسمی حجج قاطعہ ہونیکی ہے **قولہ** بلکہ محض اون حضرات
کے نام لکھدیے ہین جنہون نے روضۃ الشہداء سے قصہ مذکورہ کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے **اقول**
جناب فخر المحققین صاحب الشمسی یعنی ونجم آپ خود تقریر حاسم حصہ اول صفحہ ۱۸ سطر ۶ مین لکھتے ہین
کہ سید ہاشم بحرینی نے اس قصہ کو منتخب سے نقل کیا ہے اور ملا مہدی نراقی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون
نے علاوہ منتخب کے اور کتب معتبرہ مین بھی دیکھا ہے اور بھی جتنے علماء کرام کے نام حجج قاطعہ مین لکھے ہین کسی نے
واقعہ مذکورہ کو روضۃ الشہداء سے نہین نقل کیا ہے اور صاحب منتخب کا روضۃ الشہداء سے نقل کرنا ثابت نہین
اب تحقیق مذکور آپکی جھوٹ رہی یا سچ غیظ و غضب کو دخل نہ دیجیے انجام سوچکر لکھنا چاہیے **قولہ** اگرچہ ایسے
رسالہ کے دیکھنے سے کسی دیندار انصاف پسند بلکہ کسی ہوشیار و خردمند پر حقیقت امر مشتبہ نہین ہو سکتے
اسلیے ہم اوسکے مطالب کی حقیقت کا ظاہر کرنا چندان ضروری نہ تھا **اقول** حقیقت امر وہی ہے جسکو حجج قاطعہ
نے ببراہین ثابت کر دیا ہے اور ناظرین دیندار انصاف پسند نے اوسکو پسند کیا اور حق اونپر کما حقہ ظاہر
ہوگیا اور آپ حقیقت امر رسالہ حجج کو کیا ظاہر کر سکتے ہین کیونکہ اظہار مطلب موقوف فہم مطلب پر ہے جب
آپ اوسکا مطلب ہی نہین سمجھتے تو اظہار کیا کیجیے گا جیسا کہ آپکے بیانات سے ظاہر ہے اور اگر حقیقت امر سے
آپکی غرض وہی مطالب ہین جو تقریر حاسم مین ہین تو اونکو تو اکثر دیندار و خردمند مہمل سمجھتے ہین الا ماشذ و ندر
امر بعد شیوع حجج قاطعہ تو اور بھی اون مطالب کی حقیقت کھل گئی جو لوگ بوجہ ناواقفیت کے مشتبہ تھے اونکا
اشتباہ بھی جاتا رہا **قولہ** تاہم بعض ناظرین اور عوام قاصرین کو اطمینان دلانیکے لیے اوسکی عبارات کا
بعینہ الفاظہا وارد کرنا اور اوسکی تعیین سے بالاجمال تعرض کرنا اور ہم رسالہ مذکورہ کے مصداق برعکس نہند
نام زنگی کافور ہونیکا ظاہر کر دینا قرین مصلحت و مناسب معلوم ہوا **اقول** یہان بھی حسب عادت جھوٹ سے

بازرہا گیا تعرض بیجا عبارات حجج قاطعہ پر تفصیل سے کیا ہے یہانتک کہ اٹھارہی جزو کے جواب مین ۱۹
جزو لکھے ہین اور فرماتے ہین بالاجمال تعرض کیا ہے اور عبارات حجج قاطعہ کو تو نقل کیا ہے مگر یا تو مطلب
نہین سمجھے یا تجاہل کیا ہے تاکہ جواب مین سہولت ہووے یہی وجہ ہے کہ امتیاز باقی نہین رہا اس امر مین
کہ ہمنے کیا کہا ہے اور اب کیا کہتے ہین اور یہی دلیل ہے حجج قاطعہ کی اسم بامسمی ہونیکی کہ اوسکی دلائل
و براہین نے آپکو بدحواس کر دیا کلمات متہافتہ کو جواب قاطعہ کا قرار دیا اسیکو برعکس نہند نام زنگی
کافور کہتے ہین **قولہ** اس رسالہ کا نام سفک المبیح لضعاف الحجج رکھا **اقول** ضعاف حجج کے واسطے
سفک بیج نہایت آپکی لیاقت و شجاعت پر دلالت کرتا ہے ہمنے بھی اوسکے جواب مین نام اس رسالہ کا
دق الخیشوم لنافی مصیبۃ المظلوم رکھا بعد نقض فقرات دیباچہ کے اب ہم اون تقریرات
کو رد کرتے ہین جو مولف رسالہ نے اپنے خیال مین جواب رسالہ شریفہ حجج قاطعہ کا قرار دیا ہے مگر
واضح رہے کہ مولف رسالہ نے حسب عادت لغرض من الاغراض تطویل بلاطائل کی ہے اور ہمکو نزاع
لفظی منظور نہین ہے لہذا ہم اصل مطلب کا جواب دینگے **قولہ** صفحہ ۴ سطر ۱ سے لغایت صفحہ ۷ سطر ۹ جو
کچھہ مولف رسالہ نے حسب عادت ایکہی مطلب کو تقریرات طولانی لاحاصل مین بیان کیا ہے وہ
کئی امر ہین اونکا خلاصہ مطلب بلفظ قولہ بیان کر کے ہم جواب دینگے **قولہ** صفحہ ۴ سطر ۱ سے لغایت
صفحہ ۵ سطر ۶ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولویصاحب کو پہلے اصل واقعہ دامادی قاسم کو ثابت کرنا چاہیئے
تھا بعد اوسکے فتوی جواز کا دیتے بغیر اثبات فتوی دینا بے محل ہے **اقول** واقعات و قصص و مصائب
وغیرہ کے جواز نقل کا فتوی دینے مین اسیقدر ثبوت کافی ہے کہ اوس واقعہ کو ناقل معتبر[لہ] نے جو متحرز عن الکذب
ہے جھوٹا نہین ہے اپنی کتاب مین نقل کیا ہو اور یہی پر عملدرآمد جملہ ارباب مقاتل کا ہے اس سے زیادہ تحقیق
و تنقید کی ضرورت نہین ہے ناظرین دیکھین کتب علما اور ارباب مقاتل کو اور ایسا ثبوت واقعہ دامادی قاسم کا
ابھی موجود ہے جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور اسی بنا پر ایک جماعت مشاہیر علمانے اسکو نقل کیا ہے اور صاحب
حجج نے بھی یہی لکھا ہے پہلے اسکا جواب دیجئے اس تطویل مہمل سے کوئی غرض نہین ہے واقع و نفس الامر کی تحقیق کی
نہ اسمین ضرورت ہے نہ اور روایات مین اور اگر صاحب حجج کا فتوی بے محل ہے تو جناب سید العلماء جنکو
آپ صفحہ ۲۱۶ مین عالم معتبر اور متتبع وسیع النظر اور متیقظ بالبصیرت و بصیر لکھتے ہین اونکا فتوی دینا
اور تحریر فرمانا اونکا کہ لاباس بمذکورہ اس قصہ کے ذکر مین کوئی قباحت نہین ہے بے محل ہوگا بلکہ حقیقتہً

[لہ] مولف رسالہ مین صفحہ ۵۵ مین لکھتے ہین کہ ناقل معتبر کی روایت مین تحقیق کرنے کو ہم بھی لازم نہین جانتے ۱۲ منہ

اکابر علمائے اس قصہ کو نقل کیا ہی اون سب نے بے محل نقل کیا کیونکہ بیان حال واقعی کے بعد کسی نے نقل نہیں کیا
بلکہ بحوالہ ناقل معتبر بیان کیا ہی **قولہ** صفحہ ۵ سطر ۷ سی لغایت آخر صفحہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قصہ امادی کا بعد بیان حال
پڑھنا اور بغیر ترتب آثار واقعیہ کے پڑھنا جائز ہی مگر مفید نہیں ہی اور بدون بیان حال کے پڑھنا اور آثار واقعیہ کا
اوس پر مترتب کرنا ناجائز تفصیل اسکی قول صواب در تقریر حاسم مین ہی اور طریح نجفی اور سید ہاشم بحرینی اور شیخ
جعفر نجفی اور سید العلماء کا جواب تقریر حاسم مین شافی طور سے دیا ہی جب تک ان سب امور کا تفصیلی جواب نہ ہو
دوبارہ جواب کی حاجت نہیں اور ان علماء نے اس قصہ کو بعد بیان حال کے نقل کیا ہی انتہی **اقول** مطلب
نجم قاطعہ کا یہ ہی کہ واقعہ امادی قاسم موضوع نہیں ہی مثل دیگر واقعات و مصائب کے ہی پس جسطرح ان واقعات
کا نقل کرنا جائز ہی اوسیطرح اس قصہ کا نقل کرنا بھی جائز ہوگا جیسا کہ اکابر جماعت علمائے نے نقل کیا ہی مولف
رسالہ کے اس تقریر طولانی کو اس مطلب سے کیا تعلق ہی اسکا جواب ہی کہ جس طریقہ سے علمائے اس قصہ کو
نقل کیا ہی وہ جائز ہی یا نہیں اور بھی بیان حال سی کیا مراد ہی اگر مراد یہ ہی کہ بحوالہ منقول عنہ نقل کیا جائے
جسطرح کہ علمائے نے بیان کیا ہی اور مولف رسالہ کے بیان سی بھی یہی معنی بیان حال کے ظاہر ہوتے ہین وہ
لکھتے ہین کہ علمائے اس قصہ کو بعد بیان حال نقل کیا ہی اور اونھون نے بحوالہ ناقل معتبر نقل کیا ہی
بغیر بیان موضوعیت کے پس اسطرح کا بیان مفید بھی ہی اسکو غیر مفید کہنا بے معنی ہی اور بطور حتم و جزم
اس قصہ کو کوی بیان کرتا ہی اور نہ دیگر روایات کو اسکا ذکر کرنا ہی عبث ہی اور اگر بیان حال سی مراد اسکی
موضوع ہونیکا بیان کرنا ہی تو علماء مذکورین نے کسی نے بعد بیان موضوعیت نہیں نقل کیا ہی اور بھی پہلے
اسکا موضوع ہونا ثابت کیجیئے پھر اوسکے بیانکو دیکھیگا ددونہ خرط القتاد اور بھی یہ مراد منافی ہی آپکے کلام سابق
کے کہ علمائے اس قصہ کو بعد بیان حال نقل کیا ہی حالانکہ اونھون نے حال موضوعیت نہین بیان کیا ہی بلکہ
بحوالہ ناقل معتبر بیان کیا ہی اور قول صواب و تقریر حاسم مین جو لکھا ہی وہ آپکے مفید نہین بلکہ مضر ہی مفید صاحب
نجم کے ہے صفحہ ۳۲ قول صواب مین اور مثل اوسکے تقریر حاسم مین بھی لکھا ہی کہ فضائل و مصائب و قصص و مواعظ
وغیرہ مین روایات ضعیف کا بیان حال اور حوالہ منقول عنہ کے بعد پڑھنا اور نقل کرنا جائز اور بے عیب ہے
اور خصوص فضائل و مصائب مین اوسکے رجحان کا دعوی بھی ہو سکتا ہی اسلیئے کہ اکثر فضائل و مصائب واقعیہ کے
افراد مین مندرج ہونا محتمل ہی انتہی اس عبارت کو ناظرین ملاحظہ فرماوین یہان خود اقرار کرتے ہین کہ
روایات کا بحوالہ منقول عنہ نقل کرنا بے عیب بلکہ راجح ہی اور یہ بھی اس عبارت سے ظاہر ہی کہ مجرد احتمال

صدق سے پڑھنا راجح ہی اونھین روایات ضعیفہ سی عقد قاسم بھی ہی اوسکا نقل کرنا بجلولہ منقول
عنہ کیونکر ناجائز و غیر مفید ہوگا اور تقریر جاسم مین جو کچھ لکھا ہی اور تعرضات مہمل جناب شیخ طریحی نجفی اور
جناب سید ہاشم بحرینی اور جناب شیخ جعفر نجفی اور جناب سید العلماء پر کیی ہین اون سبکا جواب معقول
حجج قاطعہ مین دیدیا گیا ہی صفحہ ۲۹ دفع شبہات سی ناظرین ملاحظہ کرین باوجود جواب شافی پانیکے اور
جواب الجواب ندینے کے یہ کہنا کہ جواب شافی نہین ہوا قابل مضحکہ صبیان ہی یا نہین اور جواب تفصیلی سے
اگر آپکی مراد یہ ہی کہ تقریرات طولانی خارج از مطلب جیسا کہ تقریر جاسم اور اس رسالہ مین ہین بیان کیی جاوین تو یہ
خاصہ آپ ہی کے ایسے بیکار افکار کا ہی اور ارباب فہم کے نزدیک اس قسم کے تقریرات لغو مہمل کہلاتے ہین **قولہ**
سطر آخر صفحہ ۵ سی جناب تاج العلماء کے کلام پر تعرض حصہ دوم تقریر جاسم مین ہو چکا ہی **اقول** جو بنی
اون تعرضات کا تھا اوسکو حجج قاطعہ نے قلع و قمع کر دیا جسکا جواب آپسے نہین ہو سکا اور جو جوابات آخر
رسالہ مین آپنے لکھے ہین اونکی معقولیت کا حال اوسی مقام پر کھلجائیگا **قولہ** ملا محمد تقی و ملا محمد صالح و ملا مہدی
کے عبارات کا جواب آیندہ بیان ہوگا **اقول** اوسی مقام پر جواب الجواب بھی دیا جاویگا **قولہ** درین صورت کہ
اکثر حضرات مذکورین کا جواب تحریر ہو چکا ہی پھر اونکے فتوی کا ذکر کرنا کسقدر بے محل ہی **اقول** اپنے منھ سی جو جی چاہے
کہکے اپنا دل خوش کیجیے یا جہال عوام پر فضل و کمال اپنا ظاہر کیجیے مگر نقادین کتب ایسے حرف بافی پر توجہ کرتی
ہین ایک بھی جواب معقول آپسے نہ بنا اور جن بے ٹھکانی باتونکو آپ جواب سمجھتے ہین اوسکی حقیقت حجج قاطعہ نے
کھولدی اور پھر بھی ناظرین ملاحظہ فرماوین بنابر تحقیق مولف رسالہ کے اگر ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی رائی کو
اپنی تحقیق سی نمانے اور پھر مجتہد ثالث دوسرے مجتہد کی رائی کو پسند کرے اور اوسکے فتوی کو ذکر کرے تو مولف
رسالہ کے نزدیک وہ بے محل ہوگا اس بنا پر اگر مجتہدین اکابر کے فتاوی جنہون نے ایسا کیا ہی بے محل ہو جاوین
اور نالایق ٹھہرینگی انحصار لیاقت کا مولف رسالہ ہی مین ہوا جاتا ہی بر این فہم و دانش بباید گریست **قولہ** اسلیے
کہ صاحبان قیدین فتوی کی وقعت کا موضوع فتوی کی تشخیص و تحقیق سی اندازہ ہو سکتا ہی اونکا فتوی اونکے
احتمال کے بنا پر وہ بھی بیان حال کے بعد مفروض تھا لیکن تشخیص حقیقت حال کے بعد اونکا فتوی باقی نہین
رہ سکتا انتہی **اقول** مثل مشہور ہی کہ گوبر کا کیڑا یہ سمجھتا ہی کہ کرہ زمین بھی گوبر کے برابر ہی صاحبان فہم
غور کرین کہ مولف رسالہ اپنی تشخیص و تحقیق کے مقابلہ مین ایک جماعت اکابر علماء کاملین وسیع النظر کے
فتاوی کو بیوقعت سمجھتے ہین یہ کس قسم کا علم ہی ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند چھوٹا منھ

بڑی بات اسکو کہتے ہین اور بار بار بیان حال کا ذکر کرنا کیا فایدہ مولف رسالہ کو پہونچا سکتا ہی کیونکہ اگر بیان ہو
کہ بیان حال سے مراد بحوالہ المنقول عنہ نقل کرنا ہی اور اسیطرح علمانے بیان کیا ہی یہ مفید صاحب حجج کے ہی نہ مولف
رسالہ کے اور اگر بیان حال سے مراد حال وضع بیان کرنا ہی تو کسینے اسطرح بیان نہین کیا اور نہ آپ اسکو ثابت کر سکتے
ہین این خیالست و محال **قولہ** کسی شخص نے اس قصہ کو بیان حال واقعی کے بعد جواز حکایت مین کلام نہین کیا اور بدون
بیان حال نقل کرنا خدع و تلبیس ہے **اقول** تہافت کلام مولف رسالہ قابل دید ہی کہین تو لکھتے ہین کہ بیان حال سے
مراد بحوالہ المنقول عنہ بیان کرنا ہی اور اسمین قباحت نہین اور یہان لکھتے ہین کہ بیان حال واقعی کی بعد نقل جائز
ہی پہلے یہ تو فرمایئے کہ حال واقعے کے بیان کو کسینے لکھا ہی یا یہ بھی آپکے ابکار افکار کا نتیجہ ہی دوسرے یہ کہ اکثر بلکہ
کل روایات لا ماشذ و ندر کا حال واقعی معلوم نہین ہے پس سلف سے آجتک جتنے علماء و مجتہدین عظام
نے فضائل و مصائب کے روایات و واقعات بیان کیے ہین اور کرتے ہین اور سنی ہین اور سنتے ہین بلکہ خود مولف
رسالہ بھی بیان فضائل مین ایسا ہی کرتے ہین کیا یہ سب فعل ناجائز کرتے چلے آئے اور ابھی تک کسیکو تنبہ ہوا
ان سب نے خدع و تلبیس کیے ہان البتہ مولف رسالہ کو اگر بکشف و کرامات یا بالہام حالات واقعیہ معلوم ہو گئے
ہون تو اونکی جانب خدع و تلبیس کے نسبت نہوگی اور اگر یہ مراد ہی کہ قصہ دامادی حتماً موضوع ہے اسکی
موضوع ہونیکی تصریح لازم ہی تو حجج قاطعہ نے اس وہم کو قلع و قمع کر دیا ہی پہلے اوسکا جواب دیجیے پھر کلام
کیجیے گا وانی لہ ذالک **قولہ** مولوی صاحب نے قائلین بالجواز کے فہرست مین محمد بن سلیمان تنکابنی کو
بھی لکھا ہی حالانکہ اونھون نے اس قصہ کی تغلیط کر دی ہی اور اوسکو راسا مقدوح فرما دیا ہی دیکھو تقریر
جاسم مولوی صاحب نے یا تو حق پوشی کی ہی یا وسعت اطلاع نہین انتہی **اقول** تصنیف کرنا ہر شخص کا کام
نہین ہی پہلے قابلیت حاصل کر لے پھر جو تصنیف سکی کرے خصوصاً مناظرہ مین زیادہ قابلیت کی ضرورت
ہی ہر پہلو و جوانب پر نظر کر کے لکھنا چاہیے ورنہ ایسے ہی ٹھوکرین کھائیگا جیسے مولف رسالہ نے کھائی ہین
اب سنین صاحبان فہم محمد بن سلیمان تنکابنی نے قصہ دامادی کی تغلیط نہین کی ہی بلکہ تغلیط اسکی کی ہی جو
کہتے ہین کہ فاطمہ عروس قاسم ہمراہ شہربانو کے جبل شمران مین گئین اور قاسم کا حمل تھا اور قاسم ثانی جبل
شمران مین پیدا ہوے نفس عقد کی تغلیط نہین کی ہے ناظرین کتاب تکلیل المصائب چھاپہ طہران صفحہ
۹۵ کو ملاحظہ فرماوین اور بھی صفحہ ۳۴ کتاب مذکور مین عقد قاسم کے بارے مین لکھتے ہین کہ در اکلیل ذکر گذشت
کہ در بعض از کتب سابقہ بدان اشارہ شدہ و بمقتضای عقل نیز باید محمول بر صدق باشد زیراکہ این امر کہ امکان دارد

ابتلا چون طی جمیع مراتب نموده وطالب اقصی مراتب شہادت بودہ لیس بایدکہ مصیبتہاے عظیمہ جمیعا بانجناب
رویدادہ باشد واز جملہ عظم مصائب مبدل شدن عروسی است بعزا انتہی بعد اوسکے جو سوال و جواب قاسم و عروس مین
ہوے ہین اونکی توجیہین بیان کی ہین اور صفحہ ۱ مین لکھاہی کہ در ذکر مصیبت ازوجی کودک کہ ازان بمنوت علیہ
تعبیر میکنند در انجا تصریح بعروسی قاسم ومصیبت حضرت سید الشہدا شدہ انتہی بعد اوسکے وحی کودک کو
لکھاہی اور اوسکی توثیق کی ہی پھر صفحہ ۵۵ مین روایت عقد قاسم کو منتخب سے نقل کیاہی اگر یہ واقعہ اونکے
نزدیک غلط اور راسا مقدوح تھا تو اس اہتمام سے اوسکو صادق کیون لکھتے اور مکرر کیون بیان کرتے باوجودیکہ
وہ واقعات کربلا کو قاعدہ تسامح مین داخل نہین لیتے اور نہایت تجسس وتفحص سے لکھتے ہین جیساکہ حجج قاطعہ مین
بیان ہوا اور مولف رسالہ کہتے ہین کہ انہون نے اس قصہ کی تغلیط کی ہی اور راسا مقدوح کردیاہی یہ حال ہی سخن
فہمی مولف رسالہ کا اور مقابلہ کرتے ہین اکابر علماء کرام کا ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد سکین خود را رنجہ کرد
اب فرمائیے حق پوشی آپنے کی اور وسعت اطلاع آپکو نہین ہی یا صاحب حجج کو فما لہولاء القوم لایکادون
یفقہون حدیثا اور اگر سوجہ سے تغلیط کی نسبت محمد بن سلیمان کے جانب کی ہی کہ انہون نے
فاطمہ دختر امام حسین کا عقد حسن مثنی کے ساتھ لکھاہی تو یہ منافی عقد قاسم کے نہین جیساکہ حجج قاطعہ مین
بیان ہوا اور تقریر حاسم مین جو عبارت اکلیل المصائب کے آپنے نقل کی ہی اوس سے تغلیط عقد قاسم کی نہین
ہوتی یہ آپکی فہم کی خوبی ہی **قولہ** صفحہ ۶ سطرہ ۱۵ سے لغایت صفحہ ۷ سطر ۴ کا خلاصہ موضوعات احکام نبی وقصص
وواقعات کے تحقیق صاحبان تاریخ سے کیجاتی ہی اور جن علما کا نام مولف صاحب نے لکھاہی پہلے وہ یہ ثابت کرین کہ یہ
علماء وسیع الاطلاع اور محل اعتماد تھے بعد اونکے فتوی کا ذکر کرین وقایع تاریخیہ مین ان علما کو اجنبیت تامہ ہے
اور جو حقیقت حال پر مطلع ہی اوسکے نزدیک ونکا قول قابل اعتماد والتفات نہین نہ اوسکی کوئی وقعت ہی اور اونکا قول
جملہ علماء فریقین کے تنصیصات کے منافی ہے تہی ملخصا **اقول** صاحبان فہم غور کرین
کہ اس قسم کے دعوے صحیح الدماغ کے مین اسکا کیا علاج ہی کہ طریحی نجفی ساشخص مصنف کتاب مجمع البحرین جو مرجع کل
علماء ہین جسکے دیکھنے سے کیسے وسعت اطلاع قصص ووقایع پر مصنف کے معلوم ہوتے ہی اور سید ہاشم بحرینی
جو مثل علامہ مجلسی کے وسعت اطلاع مین تھے جیساکہ اونکی تصانیف سے ظاہر ہی ایسے علماء کی نسبت مولف
رسالہ لکھتے ہین کہ یہ وسیع الاطلاع نہ تھے اور محل اعتماد نہین ہین فن تاریخ مین انکو اجنبیت تامہ تھی انکا قول قابل اعتماد
نہین اور نہ اونکی کوئی وقعت ہی اوس پر طرہ یہ ہی کہ یہ حضرات تو حقیقت حال سے مطلع تھے اور مولف رسالہ کو

حقیقت حال معلوم ہو گئی کی آمدنی کہ پیر شدی اور بمفاد زاد علی الطنبور نغمۂ مولف رسالہ کو تو معلوم ہو گیا
کہ واقعہ دانا دی قاسم منافی تنقیصات جملہ علماء فریقین کے ہے اور ان حضرات کو معلوم ہوا اور یہ حضرات علماء فریقین
داخل نہو گئے کبرت کلمۃ تخرج من افواههم حالانکہ کسیلئے علماء فریقین سے تنقیص قصہ مذکورہ کے موضوع ہونیکی
نہیں کی لاما شذ وندر وقولہ غیر معتبر ایسے مہملات قابل جواب نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ جناب حج فاطمہ نے
اسکو قابل التفات بھی نجانا **قولہ** صفحہ ۷ سطر ۵ سے سطر ۹ تک کا خلاصہ کل علماء کے فتاوی کا ماخذ روضۃ الشہداء
کے حکایت سہ پارہ ہے جو جملہ ارباب سیر وتواریخ کی نصوص کے مخالف بلکہ خود صاحب روضہ کے تصریح کے مخالف
ہے **اقول** کسی بات پر تو قائم رہا کیجیے اس رسالہ کے صفحہ ۲ سطر ۱۴ میں آپ لکھتے ہیں کہ روضۃ الشہداء سے
اس قصہ کے ابتدا ہونے پر حصول یقین کا دعوے نہیں کیا گیا ہے بلکہ اوسکی ظاہر اور راجح ہونیکا دعوے
کیا گیا جوابندہ مع جواب کے مذکور ہوگا اور یہاں آپ کہتے ہیں کہ کل علما کا ماخذ حکایت سہ پارہ روضۃ الشہداء
کے ہے الخ جس سے یہ ظاہر ہے کہ ابتدا روضۃ الشہداء ہی سے ہے حالانکہ یہ بھی محض غلط وجھوٹ ہے اور یہ بیان ہوا کہ
روضۃ الشہداء ماخذ بیان علماء مذکورین کا نہیں ہے دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ جملہ ارباب تواریخ وسیر کے مخالف ہے
ہرگز اونکی نص کے مخالف نہیں جیسا کہ حج فاطمہ میں بیان ہوا **قولہ** صفحہ ۷ سطر ۱۴ سے لغایت صفحہ ۸ سطر ۲
کا خلاصہ اگر مولوی صاحب کو اس قصہ کے وقوع وعدم وقوع پر اطمینان نہیں ہے تو وہ مسترشدین میں داخل ہونگے اور اونکو
اہل خبرت کی طرف رجوع کرنا تھا کیونکہ صورت اشتباہ وحیرت میں عقلا اہل فن کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے اور اس
حال میں اونکا فتوی دینا خالی غرابت سے نہیں ہے بلکہ الذی لا یعلم للفقہ قد صنف فیہ کتابا کے مصداق
ہیں اور اگر اہل خبرت یا اونکی تنقیصات کی طرف رجوع متعسر تھا تو احتیاط پر عمل کرتے توقف کرتے یا عدم جواز کا فتوے
دیتے اور بعد رجوع بھی اہل خبرت کے جانب وہ مجتہد نہیں ہو سکتے انتہی ملخصا **اقول** اس مقام پر بھی مولف رسالہ نے
حسب عادت طعن وتشنیع کے کلمات لکھے ہیں سہ خوے بد در طبیعتے کہ نشست + نرود تا بوقت مرگ از دست
الخبیثات للخبیثین مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار
جواب ان ہفوات کا اوپر ہو چکا مولف رسالہ کو اپنی سخن پروری وہٹ دھرمی میں اسکا امتیاز باقی نہیں کہ کس
میں کیا کہتا ہوں اور کیا نتیجہ اس بیان حمل کا ہوگا الا اضطرادینا ھیبا لا حنتیا او فرط غیظ وغضب
جو مفتاح کل شر ہے چھوڑ کر ملاحظہ فرمایئے کہ کیا علامہ طریح نجفی اور ملا مہدی نراقی اہل خبرت سے نہ تھے
اور جن اکابر علماء کرام نے اس قصہ کو نقل کیا ہے کیا وہ آپکے اس قاعدہ کو نجانتے تھے وہ سب متوقف تھے آپکے نزدیک

اور کبھی جبکہ صاحب حجج قاطعہ اسوجہ سے کہ وہ وقوع دامادی قاسم اور عدم وقوع کو حتمی نہین جانتے
مستشہدین مین داخل ہوگئے اور عقلاً اس حال مین اہل خبرت کی طرف اونکو رجوع کرنا تھا اور فتوی
جواز نقل کا دینا بیجا ہی اور الذی لایعلم الفقہ قد صنف فیہ کتابا کے مصداق ہین یا وہ
توقف کرنے یا عدم جواز کا فتوی دیتے اور وہ مجتہد نہین ہوسکتے تو کل علماء ما سلف مثل شیخ مفید
و علامہ طبرسی و ابن شہر آشوب و مجلسی وغیرہ ارباب مقاتل مستشہدین مین تھے اور مجتہد نہ تھے
اور خلاف عقل کیا اونھون نے اور خلاف احتیاط کیا کہ اون روایات کو نقل کیا جنکا وقوع و عدم وقوع
وہ حتمی نجانتے تھے اور الذی لایعلم الفقہ قد صنف فیہ کتابا کے مصداق تھے کیونکہ یہ ظاہر ہے
کہ اکثر روایات فضائل و مصائب جو علماء مذکورین نے نقل کیے ہین اونکا وقوع وہ حتمی جانتے تھے اور نہ عدم
وقوع بلکہ مظنہ یا احتمال صدق پر لکھی ہین اور یہی مولف رسالہ عنایت فرماکر یہ تو بتائین کہ کونسی تنقیصیات
ہائے جو اس قصہ کے موضوع ہونے پر نص ہی کیا نص کے معنی بھی آپنے ایجاد کیے ہین فما لھولاء القوم لا یکادون
یفقھون حدیثا اللھم احفظنا من شرور انفسنا قولہ صفحہ ۸ سطر ۲ سے خلاصہ مطلب یہ ہے بڑے تعجب کا امر ہے کہ
مولوی صاحب حقیقت حال پر مطلع نہین پھر عوام کو امر پر خطر پر ترغیب دلاتی ہین اس حال مین جملہ علماء
معتبرین کے نزدیک احوط ترک نقل ہے خصوصاً جبکہ قصہ معصومین و اولاد معصوم کے نسبت سوء ادب پر
مشتمل ہو انتہی ملخصاً اقول بار بار ایک ہی مطلب کا ذکر کرنا اور زیادہ حقیقت مولف رسالہ کے کھولتا ہے
جناب فخر المحققین صاحب صاحب حجج قاطعہ تو پیرو ایک جماعت کا بر علماء کرام مذکورین کے ہین جب آپکے نزدیک وہ
علماء حقیقت حال پر مطلع نہ تھے تو صاحب حجج بھی اگر مطلع نہون تو جو اون علماء کا حال ہے وہ انکا بھی
ہوگا جب ایسے بزرگون نے عوام کو امر پر خطر پر ترغیب لائی اور خلاف احتیاط کیا تو اونھون نے بھی کیا ناظرین
ملاحظہ فرماوین یہ کس قسم کی دیانت اور کیسا دماغ ہے کہ مولف رسالہ جملہ علماء و ارباب مقاتل کو جنھون نے وہ
روایات لکھی ہین کہ جنمین اونکو وقوع و عدم وقوع کا جزم و حتم نہ تھا اونکو غیر محتاط اور ترغیب دلانے والی امر پر
خطر کے یعنے فریبی و حق پوش بنائے دیتی ہین اور یہی جب جملہ علماء معتبرین کے نزدیک احوط ترک تھا تو جن
علماء نے اس قسم کے روایات نقل کیے ہین وہ علماء معتبرین مین نہ تھے مولف رسالہ البتہ معتبرین مین ہین اسی وجہ سے
اونکو فخر المحققین لکھا ہے اجھل الناس من قل صوابہ و کثر اعجابہ اور یہ کہنا کہ قصہ دامادی
اولاد معصوم کے نسبت سوء ادب پر مشتمل ہے یہ بھی مہمل ہے جیسا کہ بیان ہوگا ہرگز سوء ادب پر کسی طرح مشتمل نہین یہ بھی

آپکی تحقیق لاجواب مثل سابق کے ہی قولہ صفحہ ۸ سطر ۶ خیر ہمنے یہ کلمہ محض دوستانہ اور مخلصانہ حیثیت سی
تحریر کردیا ہی باقی اونکو اختیار ہی اقول واقع مین یہ نصیحت آپکی ایسی ہی کہ اگر علمای کرام مذکورین جنہون نے
روایات مذکورہ کو لکھا ہی اگر زندہ ہوتے تو وہ آپکے بڑے شکر گذار ہوتے اور کوئی کتاب فضائل و مصائب مین نہ لکھتے
اس لئے ہی کو مسدود کردیتے خود نا گرفتہ پند مدہ پند دیگران پیکان بہ تیر جا کند انگہ بر نشان قولہ صفحہ ۸ سطر ۹
سی لغایت صفحہ ۹ سطر ۳ تک کا خلاصہ مولویصاحب قصہ دامادی کو مساوی دیگر روایات فضائل و مصائب کے جانتے ہین یہ
قیاس مع الفارق ہی اور جو قائل جواز نقل کے ہین وہ بھی مساوات کے قائل نہین ہین جن فرخوفات و لغویات
پر یہ قصہ مشتمل ہی اور روایات مین نہین ہی اشعار عاشقانہ بیجا مطالب عجیبہ و غریبہ جنکا نظیر عالم مین نہین
اسمین ہین اور ایک مرد عامی جاہل کے سوا کسینے علمای فریقین سی اسکو نقل نہین کیا اور اسکے بے اصل
ہونے پر اکابر علما و مورخین نے نص فرمائی ہی انتہی ملخصا اقول یہان بھی مضامین مہملہ تقریر جاسم کو جو
رسالہ حجج قاطعہ مین درج ہو چکی ہین لکھا ہی ہر شخص اپنی موتھ سی جتنی لغویات و مہملات نکالے نکال سکتا ہی مگر وہ
قابل التفات کب شمار کیجاتی ہین کوئی امر امور مذکورہ سی اس قصہ مین نہین ہی البتہ آپکا صاحب روضۃ الشہدا
کو عامی و جاہل کہنا ارباب فہم لغو و فرخرف سمجھینگے اور پھر آپکا یہ کہنا کہ کسینے علمای فریقین سے نہین لکھا
اور پھر یہ لکھنا جو قائل جواز نقل کے ہین وہ بھی مساوات کی قائل نہین ہین سی تو علما کا لکھنا بھی ثابت ہوتا ہی یہ
لغو و مہمل ہی اجتماع ضدین ہی ایک ہی صفحہ مین چند سطرونکی فاصلہ مین آپ بھول گئے کہ ابھی مین نے کیا لکھا ہی چند سطر قبل
اور اب مین کیا لکھتا ہون اور پھر قول صواب مین جواز نقل اور ترک احوط کا فتوی دیا جیسا کہ بیان ہوگا اور یہان
بے اصل لکھنا مہمل ہی جو پوری مذبذبین کے مصداق ہوا ہی یا نہین اور پھر یہ کہنا آپکا کہ کسینے علمای فریقین سے نہین لکھا یہ بھی
مہمل ہی طریحی نجفی و ملا مہدی نراقی نے کتب معتبرہ سی نقل کیا ہی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور ان حضرات کو علمای
معتبرین مین شمار کرنا یہ اوس سے زیادہ مہمل ہی اور پھر یہ کہنا کہ اکابر علما و مورخین نے اسکے بے اصل ہونے پر
نص فرمائی ہی یہ بھی مہمل کسینے اسکے بے اصل ہونے پر نص نہین کی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور
آپ خود بھی لکھتے ہین کہ بعض قائل جواز نقل کی ہین یا اتنی مہملات آپکی فقط چند سطرونمین ہوئی ایسی ہی
قابلیت پر آپ علما کو مہمل بتاتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار قولہ صفحہ ۹ سطر ۷ سی سطر ۱۵ تک
کا خلاصہ مولویصاحب نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ یہ دعوے کرنا کہ روضۃ الشہدا کے سوا کسی مورخ نے اس قصہ کو

نہین لکہا خلاف عقل ہی اب کوئی اونسے پوچھے کہ آپکا یہ دعوی کہ جتنے علماء فریقین کے گذری ہین سبکا عملدرآمد
بلاخلاف اسی بات پر ہی کہ وہ روایات فضائل مصائب قصص وغیرہ کو اگرچہ وہ ضعیف الاسناد بھی ہون اپنی کتب مین نقل
کرتے ہین کیسا خلاف عقل ہوگا کیا مولویصاحب نے جملہ کتب فریقین کو دیکھا ہی جو جواب اسکا مولویصاحب دیگے وہی
جواب ہمارا بھی ہی **اقول** حجج قاطعہ مین صفحہ ۱۰ سطر ۷ امین جواب تسلیم کا دیا ہی اسطور پر کہ یہ دعوی کرنا کہ کسی مورخ نے
نہین لکھا خلاف عقل ہی اور یہ قول بنا بر قاعدہ عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود کے ہے جو جملہ عقلا کا
تسلیم کردہ ہی اور یہ جو صاحب حجج نے لکھا ہی کہ فریقین روایات ضعیفہ کو اپنے کتب مین نقل کرتے ہین اسکو
قاعدہ مذکورہ سے کوئی تعلق نہین ہی وہان عدم کا دعوی ہی یہان وجود کا دعوی ہی اسی سے آپکی سخن فہمی کا
حال معلوم ہوتا ہی کہ وجود و عدم مین فرق نہین کرتے وجود کو عدم پر قیاس کرتے ہین سوال از آسمان
جواب از ریسمان جناب مجیب لفصاحب جو دعوی یہان صاحب حجج نے اتفاق فریقین کا کیا ہی اوسمین کل کتابون کی دیکھنے کی
ضرورت نہین ہی فقط اونکا بیان کر دینا کہ روایات ضعیفہ کی نقل کو علماء فریقین جائز جانتے ہین اور پھر انپر
عملدرآمد بھی اکابر علماء نے کیا ہو کافی ہی ثبوت دعوی صاحب حجج مین اور آپکا دعوی عدم وجود قصہ دامادی کا ہی
بغیر دیکھے کل تواریخ کے خلاف عقل ہی خصوصاً جبکہ بعض معتبرین نے لکھا بھی ہو **قولہ** صفحہ ۹ سطر ۱۵ سے صفحہ
سطر ۴ تک کا خلاصہ اگر مولویصاحب کی مراد یہ ہی کہ جملہ علماء فریقین کے سیرت اون روایات ضعیفہ کے بدون
بیان حال نقل کرنے اور اون پر آثار واقع کے مترتب کرنے پر جاری ہوئی ہی تو یہ مسلم نہین اسپر دلیل قائم
کرین ہمارے نزدیک علمائے فریقین کی سیرت بالکل اسکے خلاف ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ اتنے اجلہ علماء
جو پیشوا ہون وہ ایسا امر منکر کرین جسمین اعلے درجہ کا خدع و تلبیس اور حق پوشی لازم آتی ہی اور اگر مراد یہ ہی
کہ بعد بیان حال ضعف اور آثار واقع کی سیرت جاری ہے تو ایسے نقل مین کچھ فائدہ نہین ہر موضوع و منکر کو
اسطرح نقل کر سکتے ہین انتہی ملخصاً **اقول** بار بار ایک ہی بات کو کہے جانا سوائے تقریر مہمل کے اور کیا ہی آثار
واقعیہ کا مترتب کرنا اور حتم و جزم سے پڑھنا اسکا تو کہین ذکر بھی حجج قاطعہ مین نہین ہی آپ کیون اسکو مکرر لکھتے ہین
آثار واقعیہ کسی روایت ضعیفہ کے بیان مین مترتب نہین کیے جاتے فقط مظنہ صدق یا احتمال صدق سے
جو ناقل معتبر کے بیان سے حاصل ہوا ہے نقل کیے جاتے ہین اور یہی اوپر بیان ہوا کہ بیان حال سے آپکی کیا مراد ہی اگر
بحوالہ منقول عنہ بیان کرنا ہی یا بطور روی اور قیل کے بیان کرنا ہی جیسا کہ علماء کرتے چلے آئے ہین تو ہماری
مضر نہین اور اسپر کسی دلیل کی احتیاج نہین دیکھ لیجیے کتب مقاتل کو عیان راچہ بیان اور اگر بیان حال سے

واقعی کا بیان کرنا ہی تو امر واقعی تو کسی روایات ضعیفہ کا معلوم نہین اگر یہ معلوم ہوتا تو اونکو ضعیف کیون کہتے علمانے اونکو بلفظ
قیل یا روی وغیرہ کے نقل کیا ہی بنا بر آپکے وہ مرتکب خدع و تلبیس کے ہوی برین عقل و دانش باید گریست اور اگر مراد یہ ہے
کہ قصہ دامادی کے موضوع ہونے کو بیان کردے تو اسکو ناقلین عقد قاسم سے کیسے نہین بیان کیا
پہلے آپ اوسکا موضوع ہونا ثابت کیجیے پھر یہ بیان کیجیے گا ثبت العرش ثم انقش قولہ صفحہ ۱۰
سطر ۴ سے لغایت سطر ۱۹ کا خلاصہ تعجب ہی کہ مولویصاحب ایسے امور واہیہ کا بدون اقامت دلیل
دعوی کرتے ہین جسکا بطلان قول صواب و تقریر جاسم مین ہو چکا ہے کوی عاقل نہین کہہ سکتا کہ
کہ علماء اعلام روایت موضوعہ یا مظنون الکذب کے نقل کو بدون بیان حال جائز جانتے ہین
اور روایت ضعیفہ کے فرد اعلے ہی ہے اور اگر سیرت علماء مان بھی لی جاے تو بھی اوسکا قدیم
و حجت ہونا مسلم نہین بغیر دلیل کے انتہی ملخصا اقول دیکھیے سخن پروری اور خوش فہمی مولف
رسالہ کیا کیا رنگ لاتی ہی حجج قاطعہ مین یہ لکھا ہے کہ روایات ضعیفہ کے نقل کرنے پر سیرت علماء
جاری ہے یہ ایسی بات عیان ہی کہ حاجت بیان نہین دیکھیے کتب مقاتل علماء و مورخین کو مثل شیخ مفید
و علامہ طبرسی و ابن شہر آشوب و علامہ مجلسی وغیرہ ارباب مقاتل کو کہ اونھون نے روایات ضعیفہ کو
نقل کیا ہے خواہ بلفظ قیل یا روی یا نقل یا عن البعض وغیرہ کہکے اگر یہ سیرت نہین ہے تو اور کیا ہی
اور بھی جب سیرت قدیم اور حجت نہوی تو علماء متقدمین و متاخرین نے سیکڑون کتابین لکھی ہین اور
اونمین روایات فضائل و مصائب وغیرہ کو نقل کیا ہے یہ کس بنا پر کیا ہے کیا یہ سب فعل ناجائز کرتے چلے
آے اور علامہ مجلسی اون قصون کو جن پر اونکو وثوق اعتماد و لیسا نہ تھا جو صدر کتاب مین لکھ آے
ہین لکھکر فرماتے ہین و تاسینا فی ذلک بسنۃ علمائنا الماضین یعنے ہمنے پیروی کی ان
قصون کے لکھنے مین اوس طریقہ کے جو طریقہ ہمارے علماء سلف کا تھا کیا اس بیان سے سیرت
و عملدرآمد علماء کا نہین ثابت ہوتا ہے مجلسی نے جھوٹ لکھا ہی یہی مراد صاحب حجج قاطعہ کی ہی مولف
رسالہ تو اپنے تئین بڑا وسیع النظر جانتے ہین جو عیان بات ہے ادنے واقفیت بھی جو رکھتا ہوگا وہ بھی جانتا
ہوگا اوسکے واسطے شاہد و دلیل طلب کیجاتی ہے اوس پر طرہ یہ ہی کہ اس بیان صاحب حجج کو امور واہیہ سے
شمار کیا ہے جب یہ بیان امور واہیہ سے ہوا تو جتنے علمانے روایات ضعیفہ کو نقل کیا ہے وہ سب مرتکب
امور واہیہ کے ہوے اور فعل ناجائز کیا یہ تدین مولف رسالہ کا بھی قابل دید ہی کہ اپنے سخن پروری کے وجہ سے حق کو

مٹاتے ہین اور علماء اعلام کے جانب ایسے ردائیہ اور فعل ناجائز کے نسبت دینے مین کوئی پروا نہین کرتے
اور یہ کہنا کہ اسکا بطلان قول صواب وتقریر جاسم مین ہو چکا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کلام مولف رسالہ
سے لاعن شعور وقصد صادر ہو گیا ہی کیونکہ قول صواب مین ۸ یا ۹ بلکہ زائد مقامات مین لکھا ہی کہ
روایات ضعیفہ کا نقل کرنا جائز ہے اور مشہور ہی درمیان علماء کے بلکہ اجماعی ہونا لکھا ہی اور لکھا ہے
کہ اونکے بیان مین کوئی عیب نہین ہی اونکی عبارات نقل کرنے مین سوائے طول وحجم کتاب بڑھنے کے کوئی
نفع نہین ہی ناظرین صفحات ذیل مین ملاحظہ کرین صفحہ ۶ سطر ۱ و صفحہ ۹ سطر ۱۹ و صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ و صفحہ ۳۵
سطر ۲ و صفحہ ۷۹ سطر ۱۴ و صفحہ ۱۲۰ سطر ۱۱ و صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۴ و صفحہ ۱۲۳ سطر ۳ و صفحہ ۱۳۷ سطر ۱ اور جب
اجماعی ومشہور بین العلماء ہوا تو سیرت بھی ثابت ہو گئی اور تقریر جاسم مین جو تحقیقات جدیدہ ہین
اونکا حجج قاطعہ نے قلع وقمع کر دیا ہے پہلے اونکا جواب دیجئے پھر اپنے ابکار افکار کو پیش کیجیئے گا اور یہ
کہنا آپکا کہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا کہ علمائے اعلام روایات موضوعہ یا مظنون الکذب کے نقل کو جائز جانتے
ہین بالکل نامربوط ہی کوئی تعلق بیان حجج قاطعہ سے اسکو نہین ہی اور نہ صاحب حجج نے اسکا دعوی کیا ہی
اور اگر مراد روایت موضوعہ سے قصہ دامادی قاسم ہی جسکو آپ فرد اعلائے روایت ضعیفہ کے کہتے ہین تو بھی آپکا زبانی دعوی ہے
پہلے اسکی موضوعیت کو ثابت کیجیئے ودونہ خرط القتاد قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۴ سے لغایت سطر ۱۲ کا خلاصہ فریقین مین
روایات فضائل ومصائب کے دو قسمین ہین اول وہ روایات جنپر وثوق واعتماد حاصل ہی اور تنقیح شدہ ہین ایسے
روایات پر عمل کرتے ہین اور بیان حال یا بدون بیان حال نقل کرتے ہین اس قسم کے روایات پر وجوب وحرمت مین بھی عمل کرتے ہین اسلیئے
کہ احکام فرعیہ مین بھی روایت کا موثوق الصدور ہونا شرط ہی جسکا مانحن فیہ مین متحقق ہونا مفروض ہی اور ہر باب مین
کوئی تفرقہ باب احکام اور باب فضائل ومصائب مین نہین ہی قسم دوم وہ روایات جو محل اعتماد ووثوق نہین
ہین اسکو بدون بیان حال ہرگز وارد نہین کرتے اور نہ اسپر عمل کرتے ہین بعض مفضلین کا ذکر نہین ہی جو علمائے
سیرت وعادت محل کلام ہی انتہی ملخصاً **اقول** صاحبان فہم پر مخفی نرہے کہ یہان مولف رسالہ نے روایات کی دو قسمین
کی ہین اول قسم کے روایات پر عمل جائز جانتے ہین جنپر وثوق واعتماد بھی ہو اور تنقیح شدہ بھی ہون اور اونہین کا
نقل کرنا بھی بہ بیان حال یا بدون بیان حال جائز ہی اور دوسری قسم یعنی جو تنقیح شدہ نہون اور اونپر وثوق
واعتماد بھی نہو اوسپر عمل جائز نہین اور نہ بدون بیان حال اونکو نقل کرتے ہین اب ہم مولف رسالہ سے پوچھتے ہین جو
روایات باہم مخالف ومعارض ہین اور اونکو علماء نے اپنی کتب مین لکھا ہی اور عمل کیا ہی مثلاً روایت غرق ہونا حضرت شہربانو کا

فرات مین جسکی نسبت آپ صفحہ ۲۰۸ سطر اول تقریر جاسم جلد اول مین لکھتے ہین علے المذہب المنصور حضرت
شہربانو کا واقعہ کربلا تک زندہ رہنا ثابت نہین بلکہ بتصریح محققین کے بنا پر وہ ایام نفاس مین انتقال فرما چکی
تھین یا روایت فاطمہ صغرا کا مدینہ مین ہونا جسکے بارے مین آپ صفحہ ۹ سطر ۳ تقریر جاسم جلد اول مین لکھتے
ہین کہ باتفاق ارباب سیر باطل ہی اور صفحہ ۷۲ سطر ۷ جلد مذکور مین لکھا ہی کہ یہ خبر جملہ مورخین و اہل سیر کے نصوص
و تصریحات کے مخالف ہی یا امام حسین ع کا ام کلثوم سے کہنا کہ باہر لو زین العابدین کو ایسا نہو کہ زمین نسل
آل محمد سے خالی ہو جاوے حالانکہ امام محمد باقر موجود تھے آیا یہ روایات تنقیح شدہ ہین یا نہین اگر تنقیح شدہ نہین ہین
تو علماء نے اپنی کتابون مین کیون لکھا اور کیون اوسپر عمل کیا یہ سب علماء و مورخین متغفلین سے تھے مرتکب امر ناجائز کے
ہوے اور اگر تنقیح شدہ ہین تو کیا آپکی منطق مین اجتماع نقیضین کے بھی تنقیح ہو سکتی ہی اور کبھی تنقیح شدہ روایات
ضعیف نہین ہو سکتے اور کبھی جب ایسے ہی روایات پر وجوب و حرمت مین بھی عمل کیا جاتا ہے تو کیا آپکی انکار اونکا
کے تحقیق مین ایک ہی شی واجب و حرام بھی ہو سکتی ہی اب کہیے مذہب یہی ہین ذلک مین آپ ہی ہوے یا صاحب مجمع
اور اگر یہ کہیے گا کہ ان روایات کو بعد بیان حال وارد کیا ہی تو بیان حال سے اگر مراد یہ ہی کہ بحولہ منقول عنہ یا بلفظ قیل و نقل
لکھکے بیان کیا ہی تو ہمارا مطلب ثابت ہی روایت عقد قاسم کو بھی اسیطرح بیان کیا ہی ما بہ الفرق کیا ہی اور یہ کہنا کہ اوسپر
عمل نہین کرتے مگر متغفل اور سیرت محل کلام ہی یہ بھی نامربوط ہوا کیونکہ عمل بھی ان روایات پر کیا اور سیرت بھی ثابت
ہوی ہان البتہ آپکے نزدیک یہ سب علماء متغفل ہو گئے مگر تعجب خیز تو یہ ہی کہ انھین علماء متغفلین کے کلام کو آپ استدلال
مین پیش کرتے ہین بربرین عقل و دانش بباید گریست اور اگر تنقیح شدہ سے یہ مراد ہی کہ ناقل معتبر نے جو متحرز عن الکذب
جھوٹا نہین ہی اوس سے یہ روایات منقول ہین تو عقد قاسم کی بھی یہی حالت ہی طریح نجفی اور ملا مہدی نراقی نے جو کا
مجتہدین سے تھے اسکو نقل کیا ہی قولہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ سے لغایت صفحہ ۱۵ سطر ۱۳ کا خلاصہ مولوی صاحب فرق کرتے ہین درمیان
فضائل و مصائب و احکام تکلیفیہ مین اور لکھتے ہین کہ فضائل و مصائب مین فقط احتمال صدق پر بنا ہی اگر راوی جھوٹا
نہو حالانکہ فرق نہین ہی جیسا کہ احکام تکلیفیہ مین روایات صحیحہ یا موثوق الصدور پر عمل ہوتا ہی ویسا ہی فضائل مصائب
مین بھی اونھین روایات پر عمل کرتے ہین بلا فرق اور ایسے ہی روایات ناظر الی الواقع ہین اور اسکی ضرورت ہی بیان کرنا
محض روایت واہی اور مظنون الکذب پر علماء کے بنا نہین ہی ہان روایۃ محتملۃ الصدق کا بعد بیان حال بیان
قابل قبول ہی اور علماء اعلام روایات فضائل مصائب کو کتب معتبرہ و موثوق بہا سے نقل کرنیکا التزام فرمایا ہی محض
احتمال صدق پر عمل نہین کرتے بعد اس بیان کے جناب غفرانمآب و علیین مکان و دیگر علماء کے اقوال کو اپنے تائید مین

نقل کیا ہے جو اونکے مُضر ہے اور قول صواب صفحہ ۵۰ لغایت صفحہ ۵۱ کا حوالہ دیا ہی بعد کو بیان کیا ہی
کہ محض خبر محتمل الصدق کے نقل پر سیرت علمار کا جاری ہونا میری سمجھ مین نہین آتا اور یہ لکھا ہی کہ خبر ضعیف
مشکوکہ و موہومہ کے نقل کرنے والے کو شہر بدر کرنیکے قابل جانتے تھے اور رسالہ حدیث حسن سے تعرض
کیا ہی اور حسب عادت بد درشتی سے بھی باز نہین رہے انتہی ملخصاً اقول سبحان اللہ آفرین باد براین
فہم و دانش و ادعار فضل و کمال نام تو ہو گیا جہال عوام مین کہ رسالہ حجج قاطعہ جو بنابر قول مولف
رسالہ تقریباً دو جزو ہی اوس کا جواب انیس جزو مین لکھا ہی مجیب بڑی بالیاقت ہین جناب فخر المحققین صاحب
یہ تو فرمایئے جب روایات فضائل و مصائب مین اور روایات احکام مین فرق نہین ہے جیسا احکام مین
روایات صحیحہ پر عمل ہوتا ہے ویساہی فضائل و مصائب مین بھی اونھین روایات صحیحہ پر عمل ہوتا ہی بلافرق
تو جو روایات باہم معارض و مخالف ہین جو ابھی اوپر بیان ہوے اور اوس پر عمل کیا جاتا ہے اور علمانے
اپنی کتب مین اونکو لکھا ہے کیا وہ سب روایات صحیحہ ہین اور ایسی ہی روایات متعارضہ و متخالفہ پر وجوب
و حرمت مین بھی عمل کیا جاتا ہے ایک ہی شئی واجب و حرام بھی ہو سکتی ہی اور بھی یہ دعوی مساوات کا جو
آپ کرتے ہین یہ آپہی کی افکار و اذکار کی تحقیق ہی یا اور کسینے بھی لکھا ہی علما تو اسکے خلاف لکھتے ہین وہ روایات سنت و وجوب و حرمت
و روایات فضائل و مصائب مین فرق کرتے ہین بلکہ آپنے خود بھی فرق کیا ہی قول صواب صفحہ ۵ مین آپ لکھتے ہین کہ حدیث
ضعیف جسکا بوجہ معتبر تبیین نہوا ہو اس قسم کا احکام واجبہ و محرمہ مین مطلقاً اعتبار نہین ہی البتہ علما
اعلام نے احکام مسنونہ و مکروہ وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل کرنے مین مسامحہ کو تجویز کیا ہی اسپر ادلہ متعددہ
کے ساتھ استدلال کیا ہی بعد اس بیان کے کلام علمار اعلام کو نقل کیا ہی چونکہ سب کے بیان مین طول ہوگا لہذا بعض علمار کے
عبارات کو نقل کرتا ہون جنسے ناظرین بخوبی سمجھ لینگے کہ روایات وجوب و حرمت و روایات فضائل و مصائب ہرگز مساوی
نہین ہین بلکہ بہت فرق ہی جن روایات پر فضائل و مصائب مین عمل کیا جاتا ہی اون روایات پر وجوب و حرمت مین عمل
نہین کیا جاتا شہید ثانی علیہ الرحمہ رسالہ درایہ مین فرماتے ہین و جوز الاکثر العمل بہ فی نحو القصص و المواعظ
و فضائل الاعمال لا فی نحو صفات اللہ تعالے و احکام الحلال و الحرام و ہو حسن حیث لا یبلغ الضعف
حد الوضع و الاختلاق لما اشتہر بین المحققین من التسامح بادلۃ السنن و لیس فی المواعظ و القصص
غیر المتنیر خلاصہ ترجمہ اکثر علمانے جائز جانا ہی عمل روایات ضعیفہ پر مثل قصون اور مواعظ و فضائل اعمال مین نہ بیچ صفات
خدا تعالی و در احکام حلال و حرام مین اور یہ تجویز اونکی خوب ہے جبتک کہ روایت ضعیف حد وضع تک نہ پہونچے کیونکہ یہی مشہور ہے

درمیان علماء محققین کے مسامحہ ادلہ سنن مین اور مواعظ و قصص مین سوائے محض خبر کے کوئی حکم نہین ہے
اور دوسرے مقام پر بھی شہید نے فرمایا ہی کہ یہی قول مشہور بین العلماء ہی اور فاضل نراقی لکھتے ہین جیسا کہ
قول صواب صفحہ ۹ مین بھی لکھا ہی ان نقل القصص الواردة فی الاخبار الضعیفة
مسندة او مرسلة لا شک فی جوازہ والاجماع علیہ منعقد یعنی روایات
ضعیفہ مین جو قصے وارد ہوے ہین خواہ بطور اسناد یا بطور ارسال اونکے جواز نقل مین شک نہین
ہے اور اجماع اوسپر ہے اور صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۴ قول صواب مین لکھا ہے کہ ان امور مین وہ تنقید
نکیجائیگی جو احکام شرعیہ کے لیے کیجاتی ہی اسیطرح کئی مقامات مین لکھا ہی جسکا بیان موجب طول ہے
فقط یا حجم کتاب برہانا شکن مولف رسالہ کے ہے اب ناظرین مولف رسالہ سے پوچھین کہ اگر روایات حلال
وحرام اور روایات فضائل و مصائب قصص مین فرق نہین ہے تو جو علماء محققین مین مشہور ہی اور اجماع
اوسپر ہی یہ سب لغو ہی اور آپکا کون سا بیان صحیح ہی اس رسالہ کا یا قول صواب کا اب تو بدلائل ثابت ہوگیا قول
صاحب حجج کا کہ روایات فضائل و مصائب مین علماء ویسے تحقیق و تنقید نہین کرتے ہین جو روایات وجوب
وحرمت مین کرتے ہین اور فرق بھی واضح و آشکار ہوگیا اور سیرت علماء بھی ثابت ہوگئی جناب مولف صاحب
تصنیف و مناظرہ ہر شخص کا کام نہین ہی ع کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن ٭ از دو صد عاشق یکے
کس پاک می آید برون ٭ رہگیا روایت ضعیفہ مذکورہ کا ناظر الی الواقع ہونا وہ بھی ہی او نہین بلکہ خود مولف
رسالہ قول صواب صفحہ ۱۳۲ مین لکھتے ہین کہ روایات ضعیفہ مین جو فضائل و مصائب بحوالہ منقول عنہ بیان
کیے جاتے ہین اونکا افراد واقعیہ مین مندرج ہونا محتمل ہے اونکا نقل کرنا بے عیب بلکہ راجح ہی اور یہ کہنا آپکا کہ
محض روایت واہی اور مظنون الکذب پر بناء علماء کے نہین ہے بالکل بیجا نامربوط ہی صاحب حجج نے اسکا دعوے
نہین کیا حسب عادت یہ بھی آپکا افترا و بہتان ہی اور نیز اگر اس وجہ سے اونکی نسبت یہ افترا آپ کرتے ہین کہ انھون نے
روایت عقد قاسم کو اونھین روایات ضعیفہ مین شامل کیا ہی اور وہ مظنون الکذب ہی تو یہ آپکی فہم کا قصور ہے
قول صواب صفحہ ۱۳۵ مین آپ لکھتے ہین جو حدیث کسی کتاب معتبر مین موجود ہو یا بوجہ دیگر موثوق الصدور
ہوگی وہ عنوان ضعیف سے خارج ہوگی وہ کیون جانے ہی رسالہ مین صفحہ ۱۶ سطر ۷ مین آپ لکھتے ہین کہ
جواز عمل کے لیے خبر ضعیف کا کتب معتبرہ مین موجود ہونا جملہ علماء کے نزدیک شرط ہی انتہی اس بنا پر تو عقد
قاسم ضعیف بھی نہین ہے کیونکہ طریحی نے منتخب مین اور ملا مہدی نراقی نے محرق القلوب مین جو کہ معتبر عالم

گذرے ہین لکھا ہی خصوصًا کتاب منتخب وسکے اعتبار مین شک نہین اسیوجہہ سے ایک جماعت کا بر علمانے اس قصہ کو منتخب سے نقل کیا ہی جیسا کہ حجج قاطعہ صفحہ ۲۹ مین بیان ہوا اور بھی صفحہ ۱۳۷ قول صواب مین آپ لکھتے ہین کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا بے عیب ہے قصہ عقد قاسم بھی مثل دیگر روایات کے حدیث ضعیف ہی اسپر بھی عمل بے عیب ہوگا اور بھی صفحہ ۱۴۴ قول صواب مین لکھا ہی کہ خبر کا کتب معتبرہ مین نہونا مستلزم وسکی مظنون الکذب ہونیکے ہے جو خبر کسی عالم معتبر کے کتاب مین موجود نہوگی اوسکے موضوع ہونیکا ظن قوی ہوگا انتہی اس بیان سے بھی قصہ عقد قاسم کا مظنون الکذب ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ اسکو عالم معتبر مثل طریح نجفی اور ملا مہدی نراقی نے لکھا ہی اور کتاب معتبر مین موجود ہی اور یہ کہنا مولف رسالہ کا کہ روایت محتملۃ الصدق کا بعد بیان حال نقل کرنا قابل قبول ہی اور علماء روایات فضائل و مصائب کو کتب معتبرہ و موثوق بہا سے نقل کرتے ہین محض احتمال صدق پر عمل نہین کرتے انتہی یہ از قبیل تیشہ بر پائے خود زدنست کے ہی اونکا قول خود اونکی اس بیان کو مہمل کر دیتا ہے قول صواب صفحہ ۹۳ سطر ۶ مین لکھا ہی کہ اسیطرح خبر مشکوک الصدق پر عمل کرنا بھی بدون اشکال صحیح ہوگا اور صفحہ ۹۶ سطر ۱۴ مین لکھا ہی کہ کسی عالم نے بظاہر خبر ضعیف کے پڑھنے یا روایت کرنیکو علی الاطلاق منع نہین فرمایا اسلیے کہ محض قصہ مشکوکۃ الصدق کے بیان مین کوئی محذور لازم نہین اور اصل اباحت وغیرہ اوسکے جواز کو مقتضی ہے اور اوسکے کاذب ہونیکا علم یا ظن مفروض نہین اور اسیطرح اوسپر کسی حکم شرعی کا مترتب کرنا بھی مقصود نہین ہے انتہی اور صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین بلکہ علماء اعلام کے نزدیک حدیث ضعیف وہ ہی جسکا صادق ہونا مشکوک یا موہوم ہو اوسپر عمل کی دو صورتین ہین اول اوسکا بعد بیان حال کے پڑھنا اور آثار واقعی کا مترتب نکرنا اسکی جائز ہونے مین کلام نہین ہی انتہی اور صفحہ ۱۳۲ مین بھی مثل اسکے لکھا ہی جیسا کہ گذرا اور خبر مشکوک محتمل الصدق ضرور ہی پس خبر محتمل الصدق کا پڑھنا بلکہ موہوم الصدق کا جائز ہوا رہ گیا بعد بیان حال پڑھنا تو بیان حال سے آپکا مراد ہی آپ قسم سیماب وار ایک امر پر قائم ہی نہین رہتے کبھی بیان حال سے بحوالہ منقول عنہ مراد لیتے ہین کبھی بیان حال سے شان حال واقعی مراد لیتے ہین حالانکہ نقل روایات ضعیفہ مین مراد بیان حال واقعی روایت نہین ہی جیسا مولف رسالہ سمجھے ہین بلکہ مراد بیان حال بیان سے بحوالہ منقول عنہ پڑھنا ہی مثلاً کبھی منقول ہے یا مروی ہی یا فلان نے روایت کی ہی اور آثار واقعیہ سے مراد یہ ہے کہ بعنوان جزم و یقین نہ پڑھے جیسا کہ شہید ثانی وغیرہ علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہی اور قول صواب مین مولف رسالہ نے اون علماء کے اقوال نقل کیے ہین ہم بخیال طول شہید ثانی کے کلام پر اکتفا کرتے ہین قول صواب صفحہ ۱۲۹ مین ہے

قال الشہید الثانی ومن بلغ برد ایۃ حدیث ضعیف او مشکوک فی صحتہ بغیر اسناد یقول روی و بلغنا

ووردو جائت ونحوه من صيغ التمريض ولا يذكر بصيغة الجزم كقال رسول الله وفعل
ونحوها من الالفاظ الجازمة اذ ليس ثمه ما يوجب الجزم انتهى خلاصہ ترجمہ یہ ہے جو شخص
حدیث ضعیف یا مشکوک الصحۃ کو بغیر اسناد روایت یا خبر بیان کرے وہ بلفظ روی و بلغنا وورد وجائت اور مثل
اسکے جو الفاظ ضعف پر دلالت کرتے ہوں اونسے بیان کرے کیونکہ ان الفاظ سے جزم و یقین نہیں نکلتا ہے و ان
الفاظ سے بیان نکرے جنسے جزم و یقین پایا جاتا ہو مثلاً یہ قال رسول اللہ وفعل اور مثل انکے جو الفاظ جزم و یقین پر دلالت
کرتے ہوں نہوں انتہی اب کل اس بیان سے ثابت ہوا کہ جس روایت میں احتمال صدق ہو یا وہم صدق ہو بنا بر قول مو
رسالہ کے اسطور سے پڑھ سکتے ہیں کہ منقول ہے یا مروی ہے یا فلان نے لکھا ہے اور بطور جزم و یقین کے کوئی روایت ضعیف
نہیں پڑھی جاتی اسیطرح روایت عقد قاسم بھی پڑھی جاتی ہے ناظرین ملاحظہ فرما دین کہ جج قاطعہ مین کیا خلاف
قاعدہ و بلا دلیل بیان کیا ہے اور مولف رسالہ کے بیان کا کیا نتیجہ ہوا سوا تقریرات مہمل و لاحاصل کے کوئی نفع اسکا
نہیں ہے فقط عقد قاسم کے مٹانیکی غرض ہے وہ تمام روایات فضائل و مصائب کو مٹاتے ہیں ایک اینٹ کے واسطے مسجد ڈھاتے
ہیں دشمنان دین نے تو اصل شہادت ہی کے مٹانے میں بڑی بڑی کوششیں کی تھیں مگر مشیت کی کھائی آور یہ کہنا مولف
رسالہ کا کہ علما نے روایات فضائل و مصائب کو کتب معتبرہ و موثوق بہا اور ماخذ معتبر سے نقل کرنیکا التزام کیا ہے یہ بھی
اس مقام پر مہمل ہوتا ہے صاحب جج نے کب لکھا ہے کہ ماخذ غیر معتبر و کتب غیر معتبرہ سے پڑھنا جائز ہے اگر ایسا کہتے تو وہ اعتبار کاشفی و
روضۃ الشہدا انکا کیون ثابت کرتے ذرا عقل و فہم سے بھی تو کام لیجیے اور قول صحیح اسیں ہیں جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ خیالات ہی
اس رسالہ کے جیسا کہ اوپر بیان ہوا جس سے ناظرین انکی لیاقت و فضل و کمال کو خوب سمجھ گئے ہین اور جو عبارات علما اپنے عوام کو
اپنا کمال دکھانیکے لکھی ہیں وہ منافی صاحب جج کے نہیں ہیں بلکہ بمفاد تیشہ برپاے خود زدن انکے پیر پر آپ ہی کلہاڑی مارنا ہے قول
صنوبر میں ان روایت الضعیف مشکوک الصدق بلکہ موہوم الصدق کی نقل کو جائز بتاتے ہیں بعد بیان حال اور بنا بر آپ ہی کے تصریحات
کے بیان حال سے مراد بحوالہ منقول عنہ بیان کرنا ہے اور یہان وہ اسکے بیان کرنیوالے پر شہر بدر کرنیکا حکم کرتے ہیں اور شیخ یوسف
بحرینی وغیرہ کے عبارات نقل کرتے ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبتک جزم و یقین روایت کا نہو وسکا نقل کرنا حلال نہیں ہے اور
سید العلماء کی عبارت جو آپنے لکھی ہے اوس سے تو یہ واضح ہے کہ جو روایت کتاب معتمد مین بسند ضعیف بھی ہو وسکے بیان میں بھی قباحت نہیں اور
یہان آپ روایت صحیح اور جو روایت منافی روایت قوی ہو جوب حرمت کے ہوا وسکے نقل کو جائز بتاتے ہیں اسیطرح بہت
مقامات ہیں جنکے بیان میں بخوف طول کے کوئی نفع نہیں اور نہ یہ بھی قابل تماشا ہی اولوا الالباب ہے کہ جسکو مطلق ربط یہان سے
نہیں اوسکو ذکر کیا ہے رسالہ حدیث حسن سے تعرض کیا ہے کہ جسکو یہان کچھ دخل تھا بجز اسکے کہ کینہ دیرینہ کا اظہار کرین اور

رسالہ قول صواب پر بڑا ناز ہی حالانکہ اوسمین بھی مضامین متناقضہ و تطویل عبث خارج از مطالب بیان کیے ہین
ناظرین با فہم خود سمجھتے ہونگے اور یہ کہنا اونکا کہ محض خبر محتمل الصدق کے نقل پر سیرت کا جاری ہونا میری سمجھ مین نہین
آتا انتہی اب سمجھ لیجیے ہمنے آپ ہی کے بیان سے سیرت و عمل کو ثابت کردیا مگر آپ اب بھی نہین سمجھینگے اپنے مطلب کے
خلاف بات کو تو آپ سمجھتے ہی نہین اگر سمجھتے تو ایسے متناقضات کو نہ لکھتے اور یہ جواب لکھتے ہین کہ قمیین ناقل
خبر مشکوک و موہوم کو شہر بدر کرنیکے قابل جانتے تھے انتہی جواب الاجب آپ جانتے تھے تو کیون آپنے قول
صواب مین خبر مشکوک و موہوم کے جواز کو لکھا ہی مولف رسالہ جہان جو موافق مطلب کے پاتی ہین لکھدیتی ہین اس سے
غرض نہین کہ تناقض واقع ہوتا ہی یا نہین اور بھی قصص العلماء مین محمد بن سلیمان تنکابنی نے جو لکھا ہی کہ قمیین
اخبار ضعیفہ و مرسلہ پر عمل نہین کرتے تھے اور اوسکے ناقل کو قم سے نکال دیتے تھے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قمیین
اخبار مذکورہ پر عمل نہین کرتے تھے اور یہ خلاف اونکا خلاف ہی قول مشہور بین العلماء اور اجماع علماء کے
جیساکہ بیان ہوا بلکہ خود محمد بن سلیمان نے بھی قمیین کے اس قول کو معتبر نہین جانا ہی اور روایات ضعیفہ و
مرسلہ کو اپنی کتاب تکمیل المصائب مین نقل کیا ہی مثل روایۃ عقد قاسم وغیرہ کو جیسا گذرا قولہ صفحہ ۷ سطر ۸ سے لغایت
صفحہ ۸ سطر ۵ کا خلاصہ مولویصاحب کے کلام کا حاصل یہ ہی کہ علماء اپنے مجالس مواعظ وغیرہ مین جو کچھ بیان کرتے ہین
وہ سب غیر موثوق بہ ہوتا ہی اور اوسمین مجرد احتمال صدق پر بنا کیجاتی ہی یہ دعوی کسیطرح قابل تسلیم نہین بلکہ طریقہ
علماء کا قدیم سے روایات معتمدہ کو بیان کرنا ہی انتہی ملخصا اقول ناظرین ذرا مطلب فہمی اور جودت ذہنی مولف رسالہ
کو ملاحظہ فرماوین جب اردو عبارت کے سمجھنے مین یہ کیفیت ہی کہ جب سمجھین گے اولٹے سمجھین گے تو علماء اعلام کے عبارات
عربیہ کا مطلب کیا سمجھتے ہونگے حجج قاطعہ شائع ہوچکا ہی ناظرین دیکھین اوسمین لکھا ہی کہ علماء بیان فضائل و مصائب
مین ایسی تحقیق و تنقید نہین کرتے جیسے روایات وجوب و حرمت و اعتقادات مین کرتے ہین اس عبارت سے کہان
یہ نکلتا ہی کہ علما جو کچھ بیان کرتے ہین وہ غیر موثوق بہ ہوتا ہی اور مجرد احتمال صدق پر بنا ہی مولف رسالہ کا یہ مطلب
طبعزاد گڑھا ہوا ہی تاکہ گنجایش تقریرات مہملہ کے ہو اور اسے مبنی فاسد پر تفریعات اور توضیح مہمل عبارت طولانی مین
حسب عادت بیان کیے ہین جنکا کوئی محصل نہین ہی بناء فاسد علی الفاسد ہی مطلب حجج قاطعہ کا یہ ہی کہ روایات وجوب
و حرمت مین راویون کے حالات کی تحقیق کیجاتی ہی روایات کے معارض دیکھے جاتے ہین جب راویون کے حالات موافق قاعدہ
مقررہ علماء کے پاتے ہین اور کوئی معارض بھی روایات کا نہین پاتے اور اگر معارض ہوتا ہی تو قاعدہ تعادل و
ترجیح کی طرف رجوع کرتے ہین جب روایت کو سب طرح سے درست پاتے ہین جب اوسپر عمل کرتے ہین وجوب یا حرمت کا فتوی دیتے ہین

اسیکو تحقیق و تنقید کہتے ہین اور روایات مستحبات و مکروہات و فضائل و مصائب وغیرہ مین یہ تحقیق نہین کیجاتی فقط
اسقدر دیکھ لیتے ہین کہ یہ روایت ناقل معتبر ثقہ نے جو متحرز عن الکذب ہی جھوٹا نہین ہی کثیر السہو نہین ہی بیان کی ہی
خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اوسپر عمل کرتے ہین یہی مطلب مولف رسالہ نے بھی قول صواب کے صفحہ ۱۱۵ سطر ۴ مین لکھا ہی جیسا کہ
ابھی بیان ہوا ایسی ہی روایت کو موثوق بہ کہتے ہین احتمال صدق اوسمین ضرور ہوتا ہی اور یہی طریقہ سلف سے علما کا
چلا آتا ہی بلکہ مشہور بلکہ اجماع اسپر ہی جیسا کہ اون عبارات علما سے ظاہر ہی جو اوپر بیان ہوئین پس جب مبنی باطل ہو گیا
تو جتنی تفریعات اوسپر کیتی ہین وہ بھی ھباء منثورا ہو گئے **قولہ** صفحہ ۱۸ سطر ۵ سے خلاصہ مطلب مولوی صاحب
کا یہ قول کہ اگر روایات فضائل و مصائب مین وہ تنقید کیجاوے جو روایات وجوب و حرمت مین کیجاتی ہی تو تمام کتب
فضائل و مصائب بیکار و غیر معتبر ہو جاوینگے معلوم نہین کہ روایت کے معتبر و غیر معتبر اور مظنون الصدق و غیر مظنون الصدق
کے دیکھنے سے کیونکر جملہ کتب غیر معتبر ہو جاوینگی اسلیے کہ اسقدر تنقید تو جملہ علما کا طریقہ مستمرہ ہی اسی لیے جملہ علما معتبرین
کے کتب کو ہم معتبر جانتے ہین بحث اون روایتون سے جنمین بالکل تنقید ساقط کر دیگئی ہو انتہی ملخصا **اقول** یہان بھی مطلب
الٹا سمجھے صاحب حجج تو یہ کہتے ہین اگر ویسی تنقید جو وجوب و حرمت مین ہوتی ہی کیجاوے تو کتب مذکورہ غیر معتبر ہو جاوینگی
اور مولف رسالہ یہ سمجھے کہ مطلق تنقید ساقط کر دیگئی اعتبار و عدم اعتبار وغیرہ کچھ نہ دیکھا جاوے اس الٹی سمجھ کا کیا جواب ہے
اور یہ ظاہر ہی کہ اگر روایات فضائل و مصائب مین تحقیق و تنقید مثل روایات وجوب و حرمت کے کیجاے تو کل کتب بیکار
ہو جاوینگی اسواسطے کہ ارشاد شیخ مفید و مناقب ابن شہر آشوب و بحار مجلسی وغیرہ کتب مین جو روایات فضائل و مصائب کے
لکھے ہین اونکے راوی متصف اون صفات سے نہین ہین جو صفات راویان وجوب و حرمت مین ہونا چاہیے اور معارضات
اون روایات کے بھی اونھین کتابون مین موجود ہین پس بنابر قاعدہ عمل وجوب و حرمت کے اونپر عمل درست نہوگا پس لکھنا
اونکا عبث و بیکار ضرور ہوگا اور یہ ظاہر ہی اور جملہ علما کا جو طریقہ مستمرہ ہی وہ اسیقدر تنقید ہی کہ روایت کو دیکھ
لیتے ہین کہ یہ حد وضع تک نہین پہونچی ہی اور ناقل معتبر نے کتاب معتبر مین اسکو لکھا ہی اوسکے بیان کرنے مین مضائقہ
نہین کرتے ہین اور اوسکی معارضات پر نظر نہین کرتے اور نہ زیادہ تر اون صفات کا ہونا ضرور جانتے ہین جسکی شرط
وجوب و حرمت مین کی ہی اور اسقدر تنقید کا صاحب حجج بھی ہونا ضروری جانتے ہین پس اونکی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ
مطلقاً تنقید کی ضرورت نہین جانتے افترا و بہتان ہی اور یہ کہنا کہ جملہ علماء معتبرین کے کتب کو ہم معتبر جانتے ہین
یہ بھی جھوٹ ہے طریحی نجفی کیسے معتبر عالم ہین بلکہ اکابر علماء سے اسیطرح ملا مہدی نراقی کیسے معتبرین سے تھے اونکی کتابونکو اگر معتبر جانتے
تو عقد قاسم کو موضوع نہ کہتے اور بھی صفحہ ۳۹ مین اسی رسالہ کے لکھتے ہین کہ جو خبر کسی کتاب معتبر مین موجود ہو اور کوئی معارض

قوی اوسکا نہو اور کسی قاعدۂ مسلمہ کے منافی بھی نہو اور کسی امام یا امام زادہ کی ہتک حرمت کو بھی
مستلزم نہو موجب قابل نقل ہوگی والا اوس خبر کا ذکر کرنا معین ہوگا انتہی اس بنا پر تو کسی عالم کا منقول معتبر نہو گا
کیونکہ اونکی کسی روایت مین قیود مذکورہ متحقق نہین ہین پھر کیونکر جملہ علما معتبر ہین کے کتب معتبر ہوئی **قولہ**
صفحہ ۱۹ سطر ۵ لغایت سطر ۹ کا خلاصہ اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر روایات فضائل و مصائب
مین تحقیق و تنقید کیجائیگی تو وہ اخبار بھی غیر معتبر ہو جاوینگی جنسے مانع استدلال کرتے ہین خالی از تماشا
واضح نہین ہی مانعین روایات صحیح و معتبر سے استدلال کرتے ہین انتہی ملخصاً **اقول** یہان بھی بیان مطلب
صاحب حجج مین تحریف کی ہی کیا مطلب کتاب کو بدلکر اپنے موافق بیان کرنا عوام فریبی نہین ہی اوپر بیان ہوا
کہ مطلق تنقید کی صاحب حجج ممانعت نہین کرتے ہین بلکہ اوس تنقید کی ضرورت نہین جانتے جو روایت و
جوب حرمت مین کیجاتی ہی ہمین شک نہین کہ ایسی تنقید اگر اون روایات مین کیجاوے جنسے مولف رسالہ نے تقریر جاسم
مین امام حسین کے دو صاحبزادیونکا ہونا ثابت کیا ہی ہرگز وہ روایات معتبر نرہینگے کیا اونکے راویون مین وہ صفات
موجود ہین جنکا ہونا روایات وجوب حرمت مین شرط ہی کیا اون روایات کا کوی معارض نہین ہی اسکو تو مولف
رسالہ بھی نہ کہینگے پھر کیونکر وہ روایات معتبر رہینگے یہ حالت ہی فہم کی اوسپر مقابلہ علماء کرام کا ہی ہر کہ باقولاد
بازو پنجہ کرد + ساعد سیمین خود را رنجہ کرد + **قولہ** صفحہ ۱۹ سطر ۱۵ سے لغایت صفحہ ۲۰ سطر ۱۴ کا خلاصہ بیان
فضائل و مصائب مین وسعت سے کیا مراد ہی اگر یہ مراد ہی کہ اونکی بیان مین اخبار غیر موثوق الصدور پر عمل جائز ہے اور احکام تکلیفیہ
مین جائز نہین تو یہ ثابت نہین اور اگر مراد یہ ہی کہ اخبار ضعیف پر اونمین عمل جائز ہی بشرطیکہ موثوق الصدور
ہون اور احکام تکلیفیہ مین جائز نہین ہی یہ بھی مسلم نہین بلکہ دونون مقامو مین عمل مطلقاً جائز ہی اور
اگر یہ مراد ہی کہ فضائل و مصائب مین روایات مخالفین پر بھی عمل جائز ہی احکام تکلیفیہ مین نہین تو یہ امر قابل تفصیل ہے
بعد اوسکے تفصیل بے ربط بیان کی ہی بعد اوسکے لکھا ہی کہ مولوی صاحب نے جو شہید ثانی کا کلام نقل کیا ہی وہ بے ربط ہے
انتہی ملخصاً **اقول** مولف رسالہ کو سلب ادراک ہو گیا ہے یہ نزاع مصائب سید الشہداء کے مسئلہ کی یا تجاہل ہی بغرض عوام
فریبی عبارت حجج قاطعہ سے صاف ظاہر ہی کہ مراد وسعت سے یہ ہی کہ جیسے تحقیق و تنقید روایات وجوب حرمت مین کرنیکا حکم
ہی ویسا روایات فضائل و مصائب مین نہین ہی تاکہ اونکے بیان مین دقت پیش نہ آوے آسانی و وسعت ہو اونکی بیان مین
اسکا جواب تو کچھ بنتا نہین شقوق لاطائل بیان کیے ہین جنکو جواب سے کوی ربط نہین ہان البتہ اسقدر ضرور ہی
کہ ناقل فضائل و مصائب معتبر ثقہ متحرز عن الکذب ہو کثیر السہو نہو اگرچہ خلاف مذہب ہو جیسا کہ اوپر بیان ہوا

کہ اسی پر عماد رآمد علما کا ہی اور بھی فرق درمیان روایات فضائل و مصائب و روایات وجوب و حرمت کے بیان ہو چکا
مولف رسالہ کا فرق نکرنا خلاف مشہور و اجماع ہی اور یہ کہنا کہ دونون مقامون مین عمل مطلقا جائز ہی نامربوط
ہی سوا اسکے کہ بروایت ضعیف موثوق الصدور اوس روایت کو بھی کہتے ہین جسکو ناقل معتبر متحرز عن الکذب نے
بیان کیا ہو اور اوسکے وضعی ہونیکا علم نہو اور اوسمین وہ شرائط نپائے جاوین جنکا پایا جانا خبر صحیح و حسن و
موثق مین شرط ہی ایسی خبر پر مسائل حلال و حرام مین عمل نہین کرتے مصائب و قصص مین عمل کرتے ہین
ایسی خبر پر دونون مقامونمین عمل کرنیکو کسنے لکھا ہی یا طبعزاد مضمون ہی اور بھی صفحہ ۳۴ مین آپ لکھتے ہین
کہ خوارج و غلات و قاتلان امام حسینؑ سے ابن شہر آشوب کا روایت کرنا علامت اوس روایت کے موثوق الصدور
ہونیکی ہی اور کذاب و وضاع کا ہر خبر مین کاذب ہونا لازم نہین ہی الخ اب فرمایئے روایت مذکورہ بھی موثوق الصدور
ہی ایسی روایت پر حلال و حرام مین بھی عمل جائز ہوگا فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا
اور بھی اشعار مدحیہ کیا مولف رسالہ کے نزدیک فضائل مین داخل نہین ہین جو نقل عبارت شہید ثانی کو بے محل
لکھتے ہین اگر صاحب حجج نے عبارت مذکور کو بے محل نقل کیا تو سید العلما نے بھی ایسی ہی مقام پر عبارت مذکورہ کو
نقل کیا ہی اونھون نے بھی بے محل کیا قابلیت و سخن فہمی کا انحصار آپ ہی مین ہو گیا ہی **قولہ** صفحہ ۱۲ سطر ۹ سی لغایت
صفحہ ۲۲ سطر ۱۰ کا خلاصہ مجلسی کے کلام سے بھی فضائل و مصائب مین غیر خبر موثوق الصدور کا معمول بہ ہونا
معلوم نہین ہوتا اسیطرح عبارت مجالس مفجعہ کو مطلب سے کوئی ربط نہین بعد ان ہفوات کے لکھا ہی کہ مولویصاحب
کو اپنی دعاوی لسانیہ پر کوئی شاہد معقول نہین ملا اور اون لوگون سے جو اعتراف اپنی جہل مرکب کا کرتے ہین خطوط
لکھوا کر اجازہ روایت و اجتہاد حاصل کیا ہی انتہی خلاصہ ہفواتہ **اقول** اوپر بیان ہوا کہ مولف رسالہ کو سلب
ادراک ہو گیا ہی ہر مقام پر الٹا ہی سمجھتے ہین حجج قاطعہ مین جو عبارت بحار و مجالس مفجعہ سی نقل کی ہی وہ اس
مطلب کی تائید مین ہے کہ روایات مصائب مین وسعت دیگئی ہی اور اونمین تحقیق و تنقید مثل مسائل حلال
و حرام کے نہین کیجاتی اور یہ مطلب ون عبارات سی ظاہر ہی حجج قاطعہ صفحہ ۵ و ۶ مین وہ عبارات مع ترجمہ کے
لکھے ہین ناظرین ملاحظہ کرین اور مولف رسالہ لکھتے ہین کہ کلام مجلسی سے خبر غیر موثوق الصدور کا معمول بہ ہونا
اور عبارت مجالس کو مطلب سے ربط نہین بھلا اس الٹی سمجھہ کا کیا ٹھکانا ہی یہ تو بتلایئے کہ حجج قاطعہ مین کہان لکھا ہی
کہ خبر غیر موثوق الصدور معمول بہ ہی اور کونسی عبارت حجج قاطعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عبارات تائید مین خبر غیر موثوق
الصدور کے معمول بہ ہونے پہین آفرین باد برین فہم و دانش باوجود اس کج فہمی کے زبان درازیان اب تو دعاوی

صاحب حجج کا شاہد معقول اُنکی سمجھ مین آیا اور جو تعرض صاحبان خطوط پر کیا ہی اوسکا جواب اجمالی دیباچہ مین
دیدیا گیا العاقل یکفیہ الاشارہ اور جو ہفوات و کلمات غیر مہذب جاہلانہ بنسبت صاحب حجج کے لکھے ہین اونکے
جواب سے طریقہ جہال سمجھکر اعراض کیا گیا کالابد بر لبش خاوندش **قولہ** صفحہ ۲۲ سطر ۱۳ الغایت سطر ۲۰ مولوی صاحب
نے جو نتیجہ نکالا ہی وہ ہرگز اونکے مقدمات سے ثابت نہین ہوتا اگر یہ نتیجہ صحیح ہوتا تو جناب غفرانمآب و جناب
علیین مکان و دیگر علماء کتب معتمدہ کی شرط نکرتے اسلیے کہ محض احتمال تو بغیر اس شرط کے بھی رہتا ہی تفصیل
قول صواب مین موجود ہی انتہی ملخصًا **اقول** مولف رسالہ نے جو نقط نہین کی ربط باندھی ہی تو مثل حیرت
ہر مقام پر نہین نہین ٹوٹ جاتی ہین خواہ مربوط ہو خواہ نامربوط مگر بیان ہوا کہ حجج قاطعہ مین کہان لکھا ہی
کہ کتب غیر معتمدہ سے بھی روایت ضعیفہ کا پڑھنا جائز ہی ایک ہی مقام پر بتا دیجیے اوسمین جابجا ناقل معتبر کا ذکر
کیا ہی اور کاشفی در روضۃ الشہداء کے اعتبار کو ثابت کیا ہی اگر کتب غیر معتمدہ سے روایات کا اخذ کرنا جائز جانتے
تو کیا ضرورت تھی صاحب حجج کو اعتبار کاشفی و روضۃ الشہداء کے ثابت کرنیکی ذرا عقل سے بھی تو کام لیا کیجیے نفس
مطلق العنان نہ ہو جیے آپکا جواب مین یہ لکھنا کہ علماء کتب معتمدہ کی شرط کرتے تھے مین لغو و جہل ہوا یا نہین در عبارات
غفرانمآب و دیگر علماء مقید حجج قاطعہ کے ہوئی یا مضر اور نتیجہ بھی صحیح ہوا کیونکہ جب ناقل معتبر نے کتاب معتبر مین بیان کیا
تو ضرور اوسمین احتمال صدق ہوگا شاید آپ فقط لفظ احتمال صدق سے بغیر نظر کرنے عبارات ماقبل و ما
بعد کے اپنے زعم منطقی سے احتمال منطقی سمجھے ہونگے جو نفس خبر مین مثل اسماتحتنا مین رہتا ہی تو جناب منطقی صاحب یہان
وہ احتمال مراد نہین ہی اگر وہ مراد ہوتا تو ناقل معتبر و کتاب معتبر کے شرط کیجاتی اور نہ عبارات علما کی نقل کی ضرورت ہوتی
عقلیات مین نقلیات سے کیا استدلال ہو سکتا ہی اور قول صواب کا بار بار حوالہ دینا عبث ہی وہ آپکے مفید نہین جیسا کہ
مکرر بیان ہوا **قولہ** صفحہ ۲۳ سطر ۶ سے لغایت صفحہ ۲۹ سطر ۵ کا خلاصہ مولوی صاحب نے اولا کلمات
علماء سے یہ نتیجہ پیدا کیا ہے کہ ہر ایک روایت ضعیفہ کا مصائب مین پڑھنا جائز ہے جسمین
محض احتمال صدق موجود ہو خواہ وہ کسی کتاب معتمد مین ہو یا نہو بعد ازان اس
طریقہ کے لیے دو محمل قرار دیے ہین اول اسکو قاعدہ تسامح فی ادلۃ السنن مین داخل کیا ہی دوم داخل اباحت عقلیہ
کیا انتہی ملخصًا ہی یہان پر بہت سے تفریعات کیے ہین مگر ہم اونکے مبنی کو ہباءً منثورا کیے دیتے ہین تفریعات خود ہی باطل
ہو جاوینگے **اقول** یہ جو کچھ ہفوات لکھے ہین انکو کوئی ربط مطلب حجج قاطعہ سے نہین ہی کہان حجج قاطعہ مین لکھا ہی اور کسی
عبارت آپنے یہ مطلب گڑھا ہی کہ روایات ضعیفہ کا مصائب مین پڑھنا جائز ہی جسمین محض احتمال صدق ہو خواہ وہ کسی کتاب

معتمد مین ہون یا نہون اوسمین تو جا بجا ناقل معتبر اور کتاب معتبر کی قید موجود ہی جیسا کہ مکرر بیان ہوا حجج قاطعہ
کا مطلب یہ ہی کہ روایات فضائل و مصائب مین زیادہ تحقیق کی ضرورت نہین ہی فقط اسقدر دیکھ لینا چاہیے کہ خلاف
اصول اعتقادات کے نہین ہی اور اوسکے بیان مین کوئی مانع شرعی و عقلی نہین ہی اور اونکا بیان باعث ہدایت
و استحکام عقائد کے ہی اور ناقل معتبر نے کتاب معتبر مین بیان کیا ہی جب یہ اوصاف روایت مین موجود ہون تو
پڑہے اسمین کونسی قباحت ہی یہ تو فرمائے کہ یہ مطلب کہا آپکے ذہن نقاد کا تراشیدہ مطلب اردو عبارت کے سمجھنے
مین جب یہ حال ہی تو علماء اعلام کی تحقیقات کو کیا سمجھتے ہونگے اور ابھی کہان حجج قاطعہ مین لکھا ہی کہ اخبار
مصائب داخل قاعدہ ادلہ تسامح مین ہین اسمین تو یہ لکھا ہی کہ بعض نے ادلہ تسامح مین داخل کیا ہی اور بعض نے
اباحت عقلیہ مین اپنا کوئی فتوی نہین بیان کیا ہی اور ابھی اگر روایت مین کوئی مانع عقلی و شرعی نہو اور خلاف
اعتقادات بھی نہو اور راوی ثقہ معتبر نے اوسکو بیان کیا ہو اوسکے بیان کرنے مین کیا قباحت ہی اباحت عقلیہ مین
کیون نہ وہ روایت داخل ہوگی اسکی وجہ بیان کیجیے تقریرات مہملات اپنا نکر یا جنکو مطلب حجج قاطعہ سے ربط نہین ہے سوائے
اور قول صواب صفحہ ۷ سطر ۱ و صفحہ ۹۶ سطر ۵ و صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۵ مین آپنے بھی قصص و غیرہ مصائب کو اباحت
عقلیہ مین داخل کیا ہی بہرحال صاحب حجج کے جانب یہ نسبت دینا کہ وہ اون روایات کا پڑھنا جائز جانتے ہین
جو کتاب غیر معتبر مین بھی ہون اور اونکو داخل قاعدہ تسامح مین لیتے ہین افترا و بہتان مبنی کج فہمی پر ہی اور آپکا اپنی
مبنی تفریعات نامربوط کا قرار دینا بمنزلہ من اسس بنیانہ علی شفا جرف ہار فانہار بہ کی ہی ہیں جب بنی
باطل ہوگیا تو اوسکی تفریعات قابل التفات نہین اور جو عبارات علما کے نقل کیے ہین بغرض اظہار لیاقت اونکو
ربط موضع نزاع سے نہین ہی **قولہ** صفحہ ۲۹ سطر ۱۱ سے لغایت صفحہ ۳۰ سطر ۱۴ کا خلاصہ اخبار ضعیفۃ السند کا بدون بیان
حال نقل کرنا محل نزاع نہین ہی بلکہ محل نزاع بدون بیان حال نقل کرنا اور اوسپر آثار واقعیہ کا مترتب کرنا ہی
اسکو ہم مانعین جائز نہین جانتے ہیں اونکی طرف نسبت کرنا افترا ہی بلکہ ہم مانعین اسی عنوان کے جواز کو اوسی صورتکے ساتھ
مخصوص کرتے ہین جبکہ خبر کسی کتاب معتبر مین موجود ہو اور کسی قاعدہ کے منافی نہو اور اوسکا کوئی معارض
بھی موجود نہو بدون ان قیود کے احتمال وضع مرتفع نہین ہوتا اور مجوزین مجرد احتمال صدق سے بدون
بیان حال نقل کرنا اور آثار واقع کا مترتب کرنا کافی جانتے ہین بعد اسکے توضیح مین لکھا ہی کہ بسا اوقات
ناقل کو خبر کے موضوع و دروغ ہونے پر تنبہ نہین ہوتا اور قرائن خارجیہ سے اوسکا موضوع ہونا معلوم ہو جاتا ہے
انتہی ملخصا **اقول** مکرر بیان ہوا کہ بیان حال سے مراد بحوالہ منقول عنہ یا بلفظ منقول ہی یا مروی ہی کہکے بیان

کرنا ہی پس جب اخبار ضعیفہ کا اس طور سے بیان کرنا جائز ہی تو اونھین اخبار ضعیفہ سے عقد قاسم بھی ہی اسلیے
ناجائز ہونیکی کیا وجہ ہی اور بترتب آثار واقعیہ حتمی وجزمی طور سے تو کوئی روایت ضعیفہ نہین بیان کیجاتی ہی نہ اسمین
نزاع ہی بار بار اسکو بیان کرنا بھی عبث ہی اور اگر بیان حال سی مراد آپکی بیان حال وضع ہی تو جن علماء معتبرین
نے روایت دامادی کو نقل کیا ہی کسی نے اوسکی وضعیت کو نہین بیان کیا آپ اگر مدعی وضع کے ہین تو پہلے
موضوع ہونا عقد قاسم کا ثابت کیجیے پھر بیان حال کا ذکر کیجیے اگر کس قاعدہ سے اسکو آپ موضوع کہتے
ہین کیا ناقل معتبر نے اسکو نہین لکھا ہی کتاب معتبر مین یہ نہین ہی واقع ونفس الامر سے کسی روایت مین بحث
نہین ہونے اور صاحب حجج نے یہ کہان لکھا ہی کہ مانعین اخبار ضعیفہ کو بدون بیان حال بترتب آثار واقعیہ
نقل کرنا جائز جانتے ہین پس افترا تو آپ خود کرتے ہین اور اولٹی نسبت صاحب حجج کے جانب کرتے ہین انکا یہ
از تو آید و مردان چنین کنند ہان البتہ قول صواب مین متعدد مقامات مین آپ کہہ چکے ہین جس سے یہ ظاہر ہوتا ہی
کہ اخبار ضعیفہ پر عمل جائز ہی جب ناقل معتبر نے بیان کیا ہو کیونکہ اوسکی وضع کا علم ویقین نہین ہوتا بعض عبارات
قول صواب کے ناظرین کے ملاحظہ کے لیے ذکر کیے جاتے ہین صفحہ ۵ سطر اول اور احتمال وضع کے برطرف ہونے
مین خبر کا ایسے عالم موثق کے کتاب مین ہونا کافی ہی جو تمیز اخبار اور فن درایت مین بصیرت رکھتا ہو اور صفحہ ۹۶ سطر
۱۵ مین ہی کہ محض قصہ مشکوکۃ الصدق کے بیان مین کوئی محذور لازم نہین آتا اور اصل اباحت وغیرہ اوسکے جواز کو
مقتضی ہی اور اوسکے کاذب ہونیکا علم یا ظن مفروض نہین ہی الخ اور صفحہ ۱۰۰ مین ہی اور محض نقل فی الکتاب پر
مفسدہ مترتب نہین ہوتا اور صفحہ ۲۰۱ مین فاضل نراقی کے کلام سے استدلال کیا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ قصون کا
باسناد یا بطور ارسال روایت کرنا اوسکے جواز مین شک نہین ہی اور اجماع اوسپر منعقد ہی اور بھی اس رسالہ کے صفحہ ۳۲
سطر ۱ مین ہی کہ ہر حدیث موثوق بہ قطعی المطابقۃ بالواقع نہین ہوتی اسیطرح اور مقامات ہین اب ناظرین ملاحظہ فرماوین
ان عبارات سے یہ ظاہر ہی یا نہین کہ روایات ضعیفہ مین جبتک علم ویقین وضع کا نہو احتمال صدق ہو یا یعنی کہ ناقل
معتبر نے کتاب معتبر مین لکھا ہو اوسپر عمل جائز ہی انھین عبارات کیوجہ سی صاحب حجج نے لکھا ہی کہ مانع بھی اسکا انکار نہین
کرتے ہمین کیا افترا ہی اور بمفاد زاد علی الطنبور نغمۃ مولف رسالہ لکھتے ہین کہ مانعین اوس خبر کو عنوان مذکور سے نقل کرنا
جائز جانتے ہین جو کتاب معتبر مین ہو اور کسی قاعدہ کے منافی نہو اور اوسکے لیے کوئی معارض بھی موجود نہو بدون ان
قیود کے احتمال وضع مرتفع نہوگا یہ تحقیق مولف رسالہ قابل تماشای اولوا الالباب ہی اولاً جس خبر مین قیود مذکورہ ہونگی
وہ ضعیفہ ہی نہین ہیگی پس اوسکا ذکر کرنا بے محل اور ضعیف کہنا دوسرا بے محل ثانیاً نقل اخبار ضعیفہ مصائب مین کسیئے

عدم وجود معارض کو شرط کیا ہی یا یہ تحقیق بھی طبعزاد آنجناب ہی خلاف اونکی تحقیق قول صواب کے ہی نفی انتفاء یہ کہ احتمال
وضع کے مرتفع نہونیسے روایت موضوع نہین ہوسکتی بلکہ بوجہ ناقل معتبر کے نقل کرنیسے احتمال صدق قوی ہوگا
اور بعید احتمال وضع سے ہوگی پس وجود معارض نہ مستلزم عدم جواز نقل ہی اور نہ مستلزم وضع ہی ورنہ لازم
آئیگا کہ کل کتب مصائب لغو وبیکار ہوجاوین کیونکہ سب مین روایات متعارضہ موجود ہین اور سب مین
احتمال وضع ضرور ہوگا بلکہ تقریر حاسم مین بھی جو تحقیقات آپنے کیے ہین وہ بھی لغو ومہمل ہوگی کیونکہ
جن روایات سے آپنے تقریر حاسم مین استدلال کیا ہی اونکے بھی معارضات قویہ موجود ہین اون سب مین
احتمال وضع کا ہوگا وہ بھی قابل استدلال نہ ہینگے اور مجرد احتمال صدق سے مراد صاحب حجج کے وہ احتمال ہے
جو ناقل معتبر کے بیان سے پیدا ہوتا ہی بلا تحقیق وتنقید مذکور کے جسکی تصریح جابجا حجج قاطعہ مین موجود ہی چونکہ
مولف رسالہ کے منطق پڑھے ہوئے ہی اسوجہ سے اونھون نے احتمال منطقی مراد لیا ہی جو نفس خبر مین بلا لحاظ امور
خارجیہ ہوتا ہی حالانکہ یہ خلاف تصریحات صاحب حجج ہے اور یہ کہنا کہ مجرد احتمال سے آثار واقع کا مترتب کرنا
کافی جانتے ہین محض غلط اور افترا وبہتان ہی جیسا کہ مکرر بیان ہوا اور یہ لکھنا کہ بسا اوقات ناقل کو خبر کے موضوع
ودروغ ہونے پر تنبہ نہین ہوتا الخ اگر ایسے ہی احتمال پر روایت موضوع ہوجاوے تو قول صواب صفحہ ۱۳ سطر ۱ مین
جواب لکھے ہین کہ اگر ناقل فضیلت متحرز عن الکذب ہی تو اوسکا قول کسی ایسے ماخذ کی طرف ضرور مستند ہوگا
جو اوسکی نظر مین معتبر ہو پس مصور نہین اوسکا قول اختراع مین داخل ہی نہ حدیث ضعیف مین منحصر ہی بلکہ اوسکا
مظنون الصدق ہونا ظاہر انتہی پس بنا بر تحریر مذکور کے کیونکر کہہ سکتی ہین کہ ناقل کا قول ضرور معتبر ہوگا اور مظنون الصدق
ہوگا بلکہ بغیر تفحص اوسپر عمل جائز نہوگا اب پکا جابجا یہ لکھنا کہ ناقل معتبر کی روایت کو مطلقا نقل کرنا جائز ہی اصل
یا نہین **قولہ** آخر صفحہ ۳۳ سی لغایت صفحہ ۳۷ سطر ۴ کا خلاصہ بظاہر روایت کافی کے نقل کرنیسے مولوی صاحب کی غرض
یہ ہی کہ ہر خبر ضعیف کا باسناد الی الناقل ذکر کرنا بالطریق اولی جائز ہی جو کئی وجہون سے مخدوش ہی انتہی اسیکو مبنی اپنی تقریرات
نامربوط کا قرار دیا ہی **اقول** مولف رسالہ نے مثل من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانہار بہ ایک مبنی
تراشا ہی اور اوسیکو تقریرات طولانی نامربوط سے باطل کیا ہی یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہی حجج قاطعہ مین حدیث
کافی اذا حدثتم بحدیث فاسندوہ الی الذی حدثکم الخ سے استدلال کیا ہی اوس سے مولف رسالہ نے غرض
مذکور پیدا کی ہی حالانکہ ہرگز صاحب حجج قاطعہ کے حدیث مذکور سے یہ غرض نہین ہی کہ ہر حدیث ضعیف کاذب
ہو یا صادق اوسکا نقل کرنا بحوالہ ناقل جائز ہی نہ اونکی عبارت سے یہ مطلب پیدا ہوتا ہی یہ مولف رسالہ کے فہم کا قصور ہی

یا تجاہل کیا ہی تاکہ جواب مین سہولت ہو اور عوام الناس مین اظہار کمال ہو مطلب صاحب حجج کا یہ ہی کہ جس روایت کی
کذب کا علم و یقین نہو اور ناقل معتبر نے اوسکو بیان کیا ہو اوس روایت کو اگر بحوالہ ناقل بیان کرین اور کہین کہ فلان شخص نے
لکھا ہی تو بطریق اولی جائز ہوگا کیونکہ روایت ضعیفہ اگرچہ ناقل اوسکا معتبر ہو اوسکو یقینی الصدور و قطعی الصدق نہین
کہہ سکتے احتمال کذب اوسمین ضرور ہوگا اگرچہ احتمال ضعیف ہو پس اس صورت مین اگر روایت کاذب بھی ہوگی تو ناقل پر کسی الزام
ہوگا کیونکہ اوسنے بموجب قاعدہ کے روایت کی ہی حتمی طور سے نہین کہتا ہی اور یہی مولف رسالہ نے بھی صفحہ ۳۲ سطر
۱۲ مین لکھا ہی جیسا کہ گذرا اور یہی مطلب حجج قاطعہ کے عبارات ماقبل و مابعد سے بھی ظاہر ہی صفحہ ۷ سطر ۷ مین
حجج قاطعہ کے تصریح بیان کیا ہی کہ کوئی یہ نہ خیال کرے کہ بنابر بیان مذکور کے داستان و قصہ امیر حمزہ بھی بیان
کر سکتے ہین اسواسطے کہ اس قسم کے قصہ یقینی جھوٹ ہین کلام اوسمین ہی جسمین احتمال صدق کا ہو انتہی اس عبارت سے
صاف ظاہر ہی کہ غرض صاحب حجج کی نقل حدیث کافی سے یہ ہی کہ جو روایت جھوٹی نہو احتمال صدق بوجہ نقل
کرنے راوی ثقہ کے اوسمین ضرور ہو اوسکا بحوالہ ناقل بیان کرنا اولے ہے پس جب مبنی مولف رسالہ کا باطل
ہو گیا تو اونکی تفریعات نامربوط کیجانب التفات کرنا تضیع اوقات ہی ہان اسقدر بیان کرنا بھی ضرور ہی اونہین
تفریعات کی اثنا مین صفحہ ۳۵ سطر ۹ سے لکھتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مولوی صاحب کا فرمانا کہ ابن شہر آشوب نے خوارج
و غلات و قاتلان امام حسین ع سے روایت کی ہی اصلا مفید نہین ہی کیونکہ وہ لوگ اگرچہ متہم بالوضع ہین مگر ابن شہر
آشوب اور اونکی امثال کا ایسے لوگون سے روایت کرنا اون اخبار کے موثوق الصدور ہونیکی علامت ہی اور اعدای اہلبیت کا
فضائل و مصائب بیان کرنا محل اعتماد ہی اور ہر کاذب کا ہر خبر مین کاذب ہونا لازم نہین ہی اور بھی ابن شہر آشوب
نے بعد بیان حال نقل کیا ہی انتہی ملخصا **اقول** یہ جو کچھ مولف رسالہ نے بیان کیا یہ مفید صاحب حجج کے ہی اونکے
مضر ہی جناب والا جب ابن شہر آشوب اور اونکے امثال کا اعدای اہلبیت سے روایت کرنا علامت اوس روایت کے
موثوق الصدور ہونیکی ہی تو کیا طریحی نجفی و ملا مہدی نراقی علما مین اونکے امثال مین داخل نہین ہین اونکا روایت
کرنا عقد قاسم کو کسوجہ سے علامت اوسکی موثوق الصدور ہونیکی نہوگی اگر آپ طریحی نجفی کو عالم معتبر نہین جانتے
تو ایک جماعت اکابر علما نے اونکو عالم معتبر جانکر اونسے روایت عقد قاسم کو نقل کیا ہی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان
ہوا آپکا قول ایک جماعت علماء کے مقابلہ مین کس شمار مین ہی نہ تین مین نہ تیرہ مین اور بھی جب اعدای اہلبیت کا
مصائب بیان کرنا محل اعتماد ہی اگرچہ وہ متہم بوضع ہون اور ہر کاذب کی ہر خبر کاذب نہین ہو سکتی تو کاشفی کو بھی تو
آپ صفحہ ۷۵ سطر ۲ مین اس رسالہ کے اونھین اعدای دین کے شمار مین لیتے ہین اگرچہ آپکے نزدیک وہ بھی متہم بوضع ہین

مگر مصائب کے روایت اونکی بھی محل اعتماد ہوگی اور کبھی جب ایسے روایات موثوق الصدور ہوے تو بنابر آپکی قول صفحہ
۹ اکے احکام تکلیفیہ مین بھی ایسے روایات پر عمل جائز ہوگا ذرا ناظرین اس تہافت بیانی کو ملاحظہ فرماوین کچھ بھی خیال
ہی کہ کیا ہمنے کہا ہی اور کیا کہتے ہین اور یہ کہنا کہ ابن شہر آشوب نے بعد بیان حال نقل کیا ہی تو مکرر بیان ہوا کہ بیان
حال سے مراد ناقل کا بیان کرنا ہی اسیطرح ابن شہر آشوب نے روایت کی ہی پس اسیطرح اگر روایت عقد قاسم بھی نقل کیجاے
تو کیا قباحت ہی **قولہ** صفحہ ۳۷ سطر ۹ سے لغایت صفحہ ۳۸ سطر ۲ مین کئی امر بیان کیے ہین جنکا خلاصہ یہ ہی کہ مولوی صاحب
کا ابن شہر آشوب سے اس مطلب کا نقل کرنا مفید نہین ہی اونھون نے صرف ایک روایت غلات سے نقل کی ہی جسکی صحت
مین اونکو کلام ہی وہ بھی بعد بیان حال کے نقل کی ہی اسمین قباحت نہین آور مولوی صاحب مدعی ہین کہ ہر خبر محتمل
الصدق پر عمل کرنا اور اوسپر آثار واقعیہ کا مترتب کرنا صحیح ہی اور مولوی صاحب کا نقل مذکور سے یہ ثابت کرنا کہ نقل روایات
مین تحقیق کی ضرورت نہین احتمال صدق کافی ہی اگر قابل مضحکہ نہو تو خالی غرابت سے نہین انتہی ملخصا **اقول** یہ بھی
مولف رسالہ نے اپنی عادت کرلی ہی کہ لاعن شعور ہر امر کو کہدیتے ہین یہ مفید نہین مفید و غیر مفید کا امتیاز سے سلب ہوگیا ہی
جناب مولانا ابن شہر آشوب نے غلات و خوارج سے کئی روایات نقل کیے ہین اور باوجودیکہ صحت مین اون روایات کے
اونکو کلام تھا پھر بھی نقل کیا اس سے تو صاف ظاہر ہی کہ جب روایت قطعی الکذب نہو احتمال صدق اوسمین ہو اوسکا نقل
کرنا جائز ہی اب فرمائے یہ مفید صاحب حج کے ہوا یا آپکے اور بیان حال سے مراد وہی ناقل کا ذکر کرنا ہی جیسا کہ گذرا جب
اوسمین قباحت نہین تو عقد قاسم کے نقل مین اوسیطور سے کیا قباحت ہوگی اور کہان صاحب حج نے لکھا ہی کہ ہر خبر
محتمل الصدق پر عمل کرنا جائز ہی اور اوسپر آثار واقعیہ کا مترتب کرنا صحیح ہی ترتب آثار واقعیہ کا تو حج قاطعہ مین ذکر ہی
نہین ہی کوئی روایت مصائب کی اسطور سے ذکر ہی نہین کیجاتی یہ آپ افترا کرتے ہین ہان اوس خبر محتمل الصدق پر عمل کو
لکھا ہی جو ناقل معتبر بیان کرے اور اوسکے قطعی الکذب ہونیکا علم نہو اور اسی مطلب کے ثبوت کے واسطے ابن شہر آشوب کا کلام بھی
نقل کیا ہی یہ ثابت کرنا نقل مذکور سے ہرگز منظور نہین ہی کہ نقل روایات مین بالکل تحقیق کی ضرورت نہین ہی
بلکہ ایسی تحقیق کی ضرورت نہین ہی جو روایات وجوب حرمت مین کیجاتی ہی جو مکرر بیان ہوا آپکی الٹی سمجھہ کا کیا علاج ہی
مقام پر الٹی سمجھتے ہین جسکو دیکھکر صبیان بھی قہقہہ لگائینگے **قولہ** صفحہ ۳۸ سطر ۵ سے لغایت صفحہ ۳۹ سطر
۲ تک جو ہفوات بیان کیے ہین اون سبکا مبنی یہ قرار دیا ہی کہ مولوی صاحب کے نزدیک روایات فضائل و مصائب مین
فحص کرنیکی مطلقا حاجت نہین ہی انتہی **اقول** مولف رسالہ اگر ایسے افترا ات اور ایسے مبنی نہ گڑھتے تو جواب کیا دیتے
اور عوام کے نزدیک اونکی ہیٹی ہوجاتی چار و ناچار مبنی گڑھنا پڑا ناظرین غور کرین کہ مکرر بیان ہوا کہ صاحب حج نے

ہرگز یہ نہین لکھا کہ روایات فضائل و مصائب مین مطلقاً تفحص کی حاجت نہین ہی یہ سب مضمون گڑہا ہے
بلکہ مراد صاحب حجج کی جو اونکی عبارات سی ظاہر ہی یہ ہی کہ مثل روایات وجوب حرمت کے تنقید و تحقیق نہین کرتے
ناقل معتبر و کتاب معتبر پر مدار ہی جسمین احتمال صدق ہوتا ہی جو قصے یقینی جھوٹ ہین اونمین ہرگز احتمال صدق
نہین ہوتا یہ خوش فہمی مولف رسالہ کی ہی بعد اس بیان کے اب حاجت اونکی تفریعات کے بطلان کی نہین وہ
سب بنا ر فاسد علی الفاسد ہی قولہ صفحہ ۳۹ سطر ۵ سے لغایت صفحہ ۴۱ سطر ۸ جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ اوس
روایت مصائب وغیرہ کا نقل کرنا اور اوسمین آثار واقعی کا مترتب کرنا درست ہوگا جو کسی کتاب معتبر مین موجود ہو
اور کوئی معارض قوی اوسکا نہو اور کسی قاعدہ مسلمہ کے منافی نہو اور کسی امام یا امام زادہ کی ہتک حرمت کو
بھی مستلزم نہو ورنہ اوس خبر کا رد کرنا معین ہوگا اور قصہ دامادی مین جملہ قوادح مذکورہ بوجہ اتم موجود ہین اور یہ
یقینی موضوع ہی اور دلائل اسکی وضع کے تقریر جاسم مین بیان ہو چکی جبتک تفصیلی جواب اوسکا نہوگا مجرد دعوے
قابل سماعت نہین دلیل اول روضۃ الشہداء کے قبل کسی عالم معتبر نے نہین لکھا دوم جمہور علماء فریقین کے
تصریحات و تنصیصات بہ بنا قصہ مذکورہ کے بطلان پر بالتزام ہین دلالت کرتے ہین سیوم قصہ مذکورہ مین
امام اور اونکی اولاد کے جانب وہ امور منسوب کیے ہین جو مناسب اونکے نہین چہارم بہت سی علماء اعلام متاخرین نے
اسکے بطلان پر نص فرمائی ہی پنجم خود روضۃ الشہداء کے بیان سی اسکا بطلان ثابت ہوتا ہی ششم روز عاشورا اسکا
واقع ہونا خلاف عقل ہے انتہی ملخصاً اقول بحث یہان عقد قاسم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے مین ہی ترتب آثار واقعیہ کو
یہان کوئی دخل نہین ہی اسکا ذکر کرنا مہمل ہی روایات فضائل و مصائب کے پڑھنے مین اسیقدر کافی ہی کہ ناقل معتبر کتاب معتبر مین
لکھی وجود معارض کو نقل روایات مین دخل نہین ہی اور بھی ناظرین ملاحظہ فرماوین ان افکار ابکار محقق لاثانی کو لکھتے ہین ورنہ
اوس کا رد کرنا معین ہوگا یعنی جس روایت کا معارض قوی ہو یا وہ روایت مستلزم ہتک حرمت امام یا امام زادہ کے ہو تو
اوسکا رد کرنا معین ہوگا اس بنا پر تو جتنے روایات متعارضہ علماء کرام و ارباب مقاتل نے اپنے کتب مین لکھی ہین وہ
سب اونکا فعل ناجائز ہوگا اور وہ قابل نقل نہونگے مثل روایت غرق ہونا شہربانو کا فرات مین اور حالت نفاس مین
مدینہ مین اونکا انتقال کرنا یا امام زین العابدین کے نسبت امام حسین ع کا فرمانا کہ پکڑ لو انکو ایسا نہو کہ زمین نسل آل محمد ص سے
خالی ہو جاوے اور امام محمد باقر کا موجود ہونا اور مثل اسکے بہت سی روایات متعارضہ ہین یا تقریر جاسم مین ہی کہ سرکار
محقق لاثانی کا دعوی فرمانا کہ امام حسین ع کے دو ہی صاحبزادیان تھین اور اس دعوی پر استدلال کرنا اون روایات
سے جنکے معارض وہ روایات ہین جنسے دو سے زیادہ صاحبزادیونکا ہونا ثابت ہوتا ہی کب درست ہوگا بلکہ اونکا رد کرنا معین

ہوگا اور یہی بمفاد نادعلی الطنبور نغمۃ اس قید سے کہ وہ روایت کسی امام یا امام زادہ کی ہتک حرمت کو بھی مستلزم
نہو ورنہ اوسکا ذکر نامعین ہوگا تو کل مصائب مظلوم کربلا کو مٹا دیا جیسے تھین اور اونمین مین کیا فرق رہا کیا امام زین العابدین
کا قید کر کے رسی مین باندہکر در بدر پھرانا اور ظالمون کا اونسے کلام بیہودہ کرنا یا زینب وام کلثوم کی چادرین چھین لینا اور
سو برہنہ در بدر پھرانا وغیرہ مستلزم ہتک حرمت امام وامام زادہ کے نہین ہی بازیارت ناحیہ مین امام کا السلام علی من
ھتکت حرمتہ کہنا یہ سب معاذ اللہ قابل دہر کے استغفر اللہ فقط عقد قاسم کی تائید مین آخرش کل مصائب مظلوم کربلا کو مٹا دیا
ایک اینٹ کے واسطے پوری مسجد ڈہا دی خدا خدا کیجیے نفسانیت کو چھوڑیے آخر مرنا ہی شفاعت حسین ع بن علی کی بھی آپ
ضرور خواستگار ہونگے اور یہ بھی فرما دیا ہوتا کہ قید مذکور کو کسنے نقل روایات مصائب مین شرط کیا ہی یا آپکو خاص من جانب اللہ
حکم ہوا ہی کہ جو چاہے وہ بڑہا دیجیے اور یہی جب عقد قاسم آپکے نزدیک یقینی جھوٹ ہی قابل پڑھنے کے نہین ہی تو قول
صواب صفحہ ۳۰ مین جو آپ گہر افشانی فرماتے ہین کہ قصہ دامادی کے دروغ ہونیکا علم حاصل نہین ہی اور بر تقدیر کذب اوسکے
بیان مین کوئی مفسدہ لازم نہین آتا اور اکثر کتب مین اوسکا مذکور نہونا اوسکے باطل ہونیکو مقتضی نہین ہی اور اصل
اباحت بھی اوسکے جواز کو مقتضی ہی اور اوسکے مضمون کا مستبعد الوقوع ہونا اوسکے رد کرنیکو مستلزم نہین ہی اور بعض
اہل سیر نے اوسکو نقل بھی کیا ہی ھذا جملۃ ما یمکن ان یستدل علی جواز حکایتہا لکن مع ذلک اوسکے پڑھنے
اور نقل کرنیکا مطلقاً ترک اولی واقرب الی الاحتیاط ہی انتہی اور یہان آپ بڑی شد ومد سے لکھتے ہین کہ یہ قصہ یقیناً موضوع
ہی اور کسیئے ارباب سیر سے نہین لکھا اور علماء فریقین کے تنصیصات سی یہ باطل ہی اور اعلام متاخرین نے اسکے بطلان پر
نص کی ہی جب ایسا ہی تو اسکا پڑھنا کیونکر جائز ہوگیا اور ترک احوط کیونکر ہوا بلکہ ترک واجب ہونا چاہیئے موضوعات کا
بیان کرنا کب جائز ہی اس سے بڑہکر دوسری تحقیق سنیئے جو مضحکہ صبیان سی بھی زیادہ ہی احوط ترک کی دلیل ایسی بیان کی ہی کہ جس سے
موضوع ہونا قصہ مذکورہ کا ثابت ہوتا ہی کیا خوب استدلال بے بہا کیا ہی دلیل تو حرمت عدم جواز نقل پر دلالت
کرتے ہے اور فتوی جواز نقل واحوط ترک کا دیا جاتا ہی آفرین باد برایں فہم ودانش وادعاء فضل وکمال آپ دوسری
تحقیق لاجواب سنیئے تقریر حاسم حصہ اول صفحہ ۶ مین لکھا ہی کہ قول صواب مین صرف اولویت ترک کے لیے بعض وجوہ
وارد کی گئی تھی اور محض اجمال پر اکتفا کی گئی تھی لکن عاقل منصف کو بعد تامل اوس بیان اجمالی سی اس قصہ کے موضوع
وبے اصل ہونے مین شبہ نہین رہ سکتا انتہی ملخصاً جناب محقق لاثانی جب قول صواب کے بیان اجمالی سی قصہ مذکورہ کے
موضوع ہونیمین شک وشبہ نہین رہ سکتا تو کیون اور کس بنا پر جناب نے اوس بیان اجمالی سی فتوی جواز واحوط ترک کا دیا ہی
ایسے رسائل قابل جواب نہین ہین مگر عوام کے وجہ سی جواب کی ضرورت ہوئی اب فرمایئے من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ

من نور کے آپ مصداق ہوے یا صاحب حجج فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا اور جن بیانات کو آپنے
تواوح اتم قصہ وا مادی کا قرار دیا ہے وہ تو اوح نہیں ہین اور جو وجود لائق وضع کے آپنے تقریر جاسم مین لکھی ہین جنکا اعادہ
آپنے اس رسالہ مین بھی کیا ہے اون سبکا جواب ایکے قول صواب سے ظاہر ہے اور حجج قاطعہ مین صفحہ ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹
و ۲۰ و ۳۳ سطر ۶ مین اونکا جواب ہو چکا ہے جسکا جواب الجواب تو آپسے نہ بنا پھر اونھین تقریرات رد شدہ کا ذکر
کیا اور جواب تفصیلی کے جو آپ خواہان ہین تو شاید غرض آپکی یہ ہے کہ مثل تقریر جاسم کے تقریرات نامربوط بیان
کیے جاوین یہ خاصہ آپ ہی کے واسطے مختص ہے علاوہ امور مذکورہ کے آپکا اس قصہ کو متیقن الوضع کہکر یہ لکھنا
کہ قبل مصنف کسی عالم معتبر نے اسکو نہیں لکھا اس بیانسے حتم وجزم پایا جاتا ہے اور صفحہ ۲۷ سطر ۱۴ مین آپ لکھتے
ہین کہ اس مطلب پر حصول الیقین کا دعوی نہیں کیا گیا ہے اب کونسا بیان آپکا جھوٹ ہوگا **قولہ** صفحہ ۱۱ سطر
۱۰ انا قل قصہ وا مادی کے معتبر ہونیکا حال تقریر جاسم سے معلوم ہو سکتا ہے اور جماعت کثیر علماء نے ہرگز اسکو
بروجہ اعتماد نقل نہیں کیا بلکہ بعد بیان حال کے نقل کیا ہے انتہی ملخصا **اقول** بار بار تقریر جاسم کا حوالہ
دینا فضول ہے مکرر بیان ہوا جو مزخرفات تقریر جاسم مین متعلق اس قصہ کے لکھے ہین اونکا جواب حجج قاطعہ مین
ہو چکا ہے جنکے جواب الجواب مین آپ عاجز ہین اور جسطرح جماعت علماء مذکورین نے عقد قاسم کو نقل کیا ہے
اوسیطرح دیگر روایات مصائب بھی نقل کیے ہین اگر یہ نقل بروجہ اعتماد نہیں ہے تو دیگر مصائب کے نقل بھی بروجہ
اعتماد نہوگی پس وہ دیگر روایات بھی قابل اعتماد نہوئی آپ فرماوین علاوہ انکے کونسی روایات فضائل و
مصائب مین ہین جنپر اعتماد کیا جاوے اور پڑھے جاوین اور بھی آپکی تحریر شریف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو روایت بعد
بیان حال کے نقل کیجاے وہ معتبر نہوگی اور بیان حال کے معنی بحوالہ منقول عنہ بیان کرنا ہے جب اسطور کے
بیانسے روایت کا غیر معتمد ہونا معلوم ہوتا ہے تو روایات ضعیفہ کے بیان کرنیکا کوی اور طریقہ ارشاد فرماوین
علاوہ اسکے تاکہ اونکا اعتبار سمجھا جاوے **قولہ** صفحہ ۱۴ سطر ۱ سے لغایت صفحہ ۴۳ سطر ۹ کا خلاصہ اس واقع کا بے
اصل ہونا ایسا واضح و آشکار ہے کہ مولوی صاحب اوسکے ثبوت پر باوجود اہتمام بلیغ کوی شاہد پیش نکر سکے اونھین
شبہات پارینہ کو پیش کیا ہے جو بار ہا مردود ہو چکی اور مورخین ثقات نے تصریح اسکی بے اصل ہونیکی کی ہے اور کسی
عالم معتبر کا اس قصہ کو لکھنا ثابت نہیں ایک شخص عامی غیر معتقد ومتغفل نے اسکو لکھا ہے وغیرہ انتہی ملخصا **اقول**
ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے زبان سے جتنے الفاظ چاہے کہتا چلا جاوے مگر ارباب فہم کے نزدیک ایسا شخص یاوہ گو
کہلاتا ہے اوسکے کلام کا اعتبار نہیں کرتے یہ وہی مزخرفات ہین اور بعضا مین واہیہ ہین جو حجج قاطعہ مین رد ہو چکی ہین

جسکا جواب بجواب مولف سے نہین بن پڑتا بجز تقریرات لاحاصل کے یہی دلیل عجز ہی اور پھر اوسپر یہ لکھنا کہ بار بار رد ہو چکی ہین یہ عوام فریبی نہین تو اور کیا ہی اور جو شواہد و دلائل حجج قاطعہ مین بیان ہوئی ہین ناظرین بخوبی سمجھ گئے آپکی یہ زبانی لفاظی کوئی نہ سنے گا اور یہی جب قصہ لیلی بے اصل تھا تو قول صواب مین اپنی کسو جہ سے سکے پڑھنی کی اجازت دی اور طرفہ یہ ہی کہ لکھتے ہین کسی عالم معتبر کا بجز روضۃ الشہدا کے لکھنا ثابت نہین حالانکہ خود تقریر جاسم مین لکھتے ہین کہ صاحب منتخب نے بلفظ روی یا نقل کرکے لکھا ہی اور ان الفاظ سے ہرگز یہ ثابت نہین ہوتا کہ صاحب منتخب نے روضۃ الشہدا سے نقل کیا ہی اور ملا مہدی نراقی نے بھی بعض کتب معتبرہ سے نقل کیا ہی مگر یہ کہ کہین طریحی نجفی صاحب منتخب اور ملا مہدی نراقی مولف رسالہ آپکے نزدیک عالم معتبر نہین تھے اور یہی قابل مضحکہ ہی ملا حسین کاشفی کو جو صاحب تصانیف کثیرہ ہین منجملہ اونکی تفسیر حسینی ہے مرد عامی و جاہل غیر مقید و مغفل لکھا ہی اور کوئی دلیل اوسکی نہین لکھی **قولہ** صفحہ ۴۳ سطر ۱۲ سے لغایت سطر ۱۷ اکا خلاصہ اس قصہ کا باقی روایات پر قیاس کرنا درست نہین ہی اور یہ کہنا بحوالہ کتاب پڑھنا بلا خلاف جائز ہی بالکل غلط ہی انتہی ملخصا **اقول** اوپر بیان ہوا کہ روایت عقد قاسم و دیگر روایات ضعیفہ مساوی ہین جو فرق مولف رسالہ نے لکھا ہی وہ قابل التفات نہین جیسا کہ بیان ہوا اور یہی مولف رسالہ اس رسالہ مین اور قول صواب مین اور تقریر جاسم مین بھی لکھا ہی کہ بعد بیان حال نقل کرنے مین نزاع نہین ہے اور بیان حال سے مراد بحوالہ منقول عنہ بیان کرنا ہی جیسا کہ گذرا صفحہ ۴۲ سطر ۱۷ قول صواب مین ہی کہ کتب مخالفین سے وقایع وغیرہ کا نقل کرنا مجالس مین باتفاق علما جائز ہے اور صفحہ ۹۶ سطر ۱۶ مین ہی اصل اباحت وغیرہ اوسکے جواز کو مقتضی ہی اور صفحہ ۱۲۰ مین فاضل نراقی کی عبارت لکھی ہی جسمین اونھون نے اجماع کا دعوی کیا ہی جواز نقل قصص وغیرہ پر بطور اسناد یا بطور ارسال اور یہان آپ فرماتے ہین کہ بلا اختلاف کا دعوی بالکل غلط ہی یا تو آپکا کلام بالکل غلط ہی یا اجماع نقیضین کو اپنے دلیل منطقی سے جائز کر دیجیے **قولہ** صفحہ ۴۳ سطر ۲۰ سے **لغایت صفحہ** ۴۵ سطر ۵ کا خلاصہ کسینے مطلقا منع نہین کیا یہ افترا ہی بعد بیان حال نقل کرنا منع نہین ہی لیکن مفید نہین اور یہ قصہ موضوع و اکاذیب سے ہے اسمین آئمہ اور اونکی اولاد کی طرف نسبت امور مستنکرہ کے ہی جیسا کہ تقریر جاسم مین مفصلا بیان ہوا اسی بنا پر جناب قامرزا محمد حسین نجفی دام ظلہ لکھتے ہین این گونہ چیزہا نسبت باہلبیت دادن لائق و مناسب نیست اور اسکے ترک سے کمی عزاداری نہین ہوتی ہزارون روایات مستندہ معتبر موجود ہین اوباہونکے ترک کرنے پر راضی ہین انتہی ملخصا **اقول** یہ وہی خرافات و مفوات ہین جو بار بار رد ہو چکی ہین جناب محقق صاحب آپ فرماتے ہین کہ عقد قاسم کو نہ بحوالہ کتاب پڑھو نہ بدون حوالہ پڑھو یہی معنی مطلقا منع کرنیکی ہین اگر بحوالہ کتاب نقل کرنے پر آپ راضی ہین تو اسمین نزاع نہین اور بطور پر نقل کرنا مفید بھی ہی

آپکا غیر مفید کہنا غیر مفید ہوگا مگر آپکی غرض تو یہ ہی کہ یہ قصہ موضوع و اکاذیب سے ہی بعد بیان حال وضع نقل کرنا جائز
ہی اور یہی غیر مفید بھی ہی حالانکہ کسینے علماء کرام سے بعد بیان حال وضع نہین نقل کیا بلکہ کتاب سے نقل کیا ہے
اور پہلے اسکا موضوع و کذب ہونا ثابت کیجیئے بعد کو حال وضع بیان کرنیکا حکم دیجیے گا اور بھی جب اکاذیب سے
ہی تو قول صواب مین آپنے کس بنا پر اسکے نقل کو جائز اور ترک کو احوط کہا ہی اور جو کچھہ تقریر حاشیہ مین اپنے اس
قصے کے موضوع ہونیکی نسبت لکھا ہی کہ ائمہ اور اونکی اولاد کی طرف نسبت امور مستنکرہ کے ہوتی ہی وہ سب
خرافات آپکی ذہین اقدس کے تراشیدہ مضامین ہین جنکا جواب حجج قاطعہ مین ہوچکا ہی اور جناب آقا مرزا محمد حسین
نجفی کے تحریر سے بھی اس قصہ کا موضوع ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ وہ فرماتے ہین ایسے امور کا اہلبیت کیطرف
نسبت کرنا لائق و مناسب نہین ہی انتہی آجتک کسی عالم نے فعل ناجائز و حرام کو نامناسب نہین کہا ہی بلکہ صاف
صاف ناجائز و حرام لکھدیتے ہین کبھی کوئی عالم شراب کے بابت یہ لکھے گا کہ اوسکا پینا لائق و مناسب نہین ہی بلکہ
صاف صاف حرام لکھدیگا اور دلیل ہماری بنا کی دوسرا استفتا نہین جناب کا ہی وہ یہ ہے ما قولکم مد ظلکم ذکر عروسی
حضرت قاسم در مجلس عزا چہ طور است جائز است یا ناجائز جواب ذکر این مصیبت کنند و نہ حرام بدانند اس سے
تو کسیطرح موضوع ہونا ثابت نہین ہوتا اور بھی مشاہیر علماء عراق نے اس قصہ کے پڑھنے کو جائز لکھا ہے
فتاوی اونکے آخر مین لکھے جاوینگے اور یہ کہنا آپکا کہ اسکے ترک سے کمی عزاداری نہین ہوتی محض غلط و سخن پروری
ہی اکثر مقامات مین عزاداری کی بنا اسی پر ہی بلکہ شوکت عزاداری اس سے ہوتی ہی اور یہ کس موںہہ سے آپ کہتے ہین ہزارون
معتبر روایات موجود ہین یہ تو بنا بر آپکی تحقیق کے غلط ہی کیونکہ آپکے نزدیک معتبر وہی روایت ہی جسکا کوئی معارض
نہو اور مستلزم ہتک حرمت امام یا امام زادہ کے نہو ایسی شاید کوئی روایت نکلے سب روایات موضوع ہوجاتے ہین
ہزارون کہان ہین ایک دو ہی ایسی روایت بتادیجیے اب تو عجب ہی عزاداری مٹ گئی یا نہین کمی تو درکنار ہی اور ہم
ایسی روایات کے ترک پر راضی نہین ہین بلکہ آپکی رضامندی ہی ہماری طرف نسبت کرنا افترا ہی برعکس نہند نام
زنگی کا فور **قولہ** صفحہ ۵۸ سطر ۵ سے عدم جواز کے جو وجوہ بیان کیے گئے ہین مولوی صاحب یا اونکے امثال نے کسیو جہ
کے قدح معقول بیان نہین کی اور جس بیان آیندہ کی طرف حوالہ کرتے ہین وہ بالکل مقدوح و موہون ہے
آیندہ بیان ہوگا انتہی ملخصا **اقول** صاحب حجج قاطعہ نے تو ایسے جوابات آپکے وجوہ عدم جواز کے دیے ہین
جنکے جواب الجواب مین آپ گھبرائی ہوئی باتین بناتے ہین کہین مبنی گڑہتے ہین کہین تجاہل کرتے ہین تاکہ جواب مین
آسانی ہو کہین ایسے قیود گڑھتے ہین جنسے بالکلیہ مصائب ہی مٹے جاتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور جیسے قدح آپنے دیانات

سابق کے کی ہر مثل سوال از آسمان جواب از ریسمان کے ویسے ہی نامربوط آیندہ بھی لکھیے گا مشتی نمونہ از خرواری ادر
امثال سے شاید آپکی مراد جناب سید علی نقن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ ہونگے وہ جناب تو آپکو قابل التفات ہی نہین
جانتے تھے اونکا کیا ذکر آپ کرتے ہین چھوٹا منھ بڑی بات قولہ صفحہ ۵۴ سطر ۱۶ سے لغایت صفحہ ۷۴ سطر ۹ کا
خلاصہ وجوہ مشار الیہا سے قصہ دامادی کا محض بے اصل ہونا ثابت ہوتا ہے تنصیصات اہل فن اور تصریحات
ارباب تواریخ وسیر وغیرہ اور جملہ کتب کا اس قصہ سے خالی ہونا دلیل اسکی بے اصل ہونیکی ہے واقعات تاریخیہ مین
محض احتمال عقلی پر بنا کرنا کسی عاقل کے نزدیک درست نہین ہے اور کافہ ارباب فن کے مخالفت بلا وجہ
محض اوہام واہیہ اور خیالات رکیکہ کے بناپر اختیار کرنا ارباب انصاف کا کام نہین ہے اور احکام فتاوی
مجتہدین پر اس قصہ کا قیاس کرنا صحیح نہین ہے اسلیئے کہ احکام تکلیفیہ مین ثبوت ماخذ کے بعد ایسے وجوہ درپیش
ہوتے ہین جنسے راے مین اختلاف ہوجاتا ہے اور یہان اصل ماخذ ہی باطل ہے نزاع وقوع و عدم وقوع مین
ہے اور یہی احکام فقہیہ مین غالبا بنا ظن پر ہوتی ہے اور یہان قطع و یقین ہوگیا ہے اس قصہ کے بے اصل ہونے کا
پس قیاس بے ربط ہے اور اگر کسی مجتہد کے ماخذ حکم کا قطعا غلط ہونا فرض کرلیا جاوے تو اوس حکم کے غلط ہونیکا
حکم بھی صحیح ہوگا جو آیندہ بیان ہوگا انتہی ملخصا یہی مطلب کو الٹ پھیر کر حسب عادت تقریر لاطائل مین طول دیا ہے
اقول یہ وہی باتات بیسروپا ہین جو سابق مین مذ ہو چکے اور حجج قاطعہ مین بھی انکا جواب دیدیا گیا ہے ناظرین حجج
قاطعہ کو ملاحظہ فرماوین حجم کتاب بڑھانے سے کچھ حاصل نہین ہے اور کبھی جب جملہ کتب اس واقعہ سے خالی ہین
اور قطع و یقین اسکی موضوع ہونیکا ہے تو قول صواب مین جو آپنے صفحہ ۱۰۳ مین لکھا ہے کہ قصہ دامادی کے دروغ
ہونیکا علم حاصل نہین ہے اور اسکے بیان مین کوئی مفسدہ لازم نہین آتا اور اکثر کتب مین اوسکا مذکور نہونا اوسکے
باطل ہونیکو مقتضی نہین ہے اور بعض اہل سیر نے اوسکو نقل بھی کیا ہے اور اسکا پڑھنا جائز ہے اور ترک احوط ہے
انتہی ملخصا کیا یہ سب آپکا بیان غلط ہے آپکو چاہیئے تھا کہ اس قصہ کے پڑھنے کو حرام و ناجائز کہتے اب تو محض احتمال
عقلی پر بنا نہوی اور کافہ ارباب فن کے مخالف بھی نہوا اور نہ خیالات رکیکہ اور محض اوہام واہیہ ہوا اس سے بڑھکر
اور سنیئے کیون جناب دو شہر بانو کا ہونا جیسا کہ صفحہ ۹۲ مین اسی رسالہ کے آپ لکھتے ہین اور صفحہ ۹۳ مین آپکا
فرمانا کہ اگر امام زین العابدین شہید ہوجاتے تو امام محمد باقر بھی ضرور شہید ہوجاتے اور امام محمد باقر کی امامت بعد
سنہ ۹۵ کے علم الہی مین مقرر تھی انتہی یہ سب کیا کافہ اہل فن نے لکھا ہے یہان کیون احتمالات عقلیہ پر آپنے بنا کی
کیا یہ خیالات رکیکہ و اوہام فاسدہ نہین ہین ذرا صاحبان فہم ان ہوائی باتونکو ملاحظہ فرماوین کہ مولف رسالہ علم الہدی مین

بھی شریک ہین اور فقط زبان سے کہدیا کہ یہ قصہ بے اصل محض ہے قابل توجہ نہین لا الہ الا اللہ کو بھی لوگ غلط
کہتے ہین کیا اوسکی کہنے سے وہ غلط ہو جاویگا استغفر اللہ اور یہ کہنا کہ بیان اصل ماخذ باطل ہے اور نزاع وقوع و عدم
وقوع مین ہے محض غلط ہے نہ اس قصہ کا ماخذ باطل ہے اور نہ نزاع وقوع و عدم وقوع مین ہے ماخذ اسکا وہی روایت
ہے جسکو ناقل معتبر نے کتاب معتبر مین لکھا ہے اور ایک جماعت اکابر علماء نے اوسپر عمل بھی کیا ہے اور بعض نے پڑھا بھی ہے
اور اجازت بھی پڑھنے کی دی ہے نقل روایت مصائب مین اسیقدر ثبوت ماخذ کے لیے کافی ہے اور رہی سی ظن بھی اس
قصہ کے صدق کا حاصل ہو جاتا ہے جس قصہ کو اسیقدر علماء نے بیان کیا ہو وہ کیونکر بے اصل ہو سکتا ہے اور نزاع بھی و
قوع عدم وقوع مین نہین ہے جو ضرورت ثبوت وقوع کے ہو بلکہ نزاع فقط پڑھنے اور نہ پڑھنے مین ہے اسکے واسطے اسیقدر
ثبوت کافی ہے کہ ناقل معتبر کتاب معتبر مین لکھے وہ موجود ہے تعجب تو یہ ہے کہ مولف رسالہ اپنے تئین ارباب تقلید سے کہتے ہین اور
علماء کے فتاوی کو بیوقعت سمجھتے ہین باوجود اسکے اتنا بھی نہین سمجھ سکتے کہ موضع نزاع کیا ہے بہرحال بیان مذکور سے
ثابت ہوا کہ جسطرح احکام شرعیہ کی بنا ظن پر ہے اسیطرح اس قصہ کا صدق بھی ظنی ہے پس احکام شرعیہ پر اسکا قیاس کرنا بھی
صحیح ہوا اور ماخذ بھی بے اصل محض نہوا بلکہ اسکا بے اصل کہنا مہمل و نامربوط ہوا اور یہ بھی کہنا کہ اگر کسی مجتہد کے ماخذ حکم کا قطعا غلط
ہونا فرض کیا جاوے الخ بالکل مہمل و نامربوط ہے کیونکہ حجج قاطعہ مین تو اس فرض کا ذکر ہی نہین ہے اوسمین تو یہ لکھا ہے
کہ جو قول کسی مجتہد کے نزدیک غیر اظہر و غیر اقوی ہو تو وہ غلط و موضوع نہین ہو سکتا نہ یہ کہ غلط و موضوع اوسے
یہ آپکا سلیقہ فہم ہے اس بیان سے اون ہفوات کا جواب بھی ہو گیا جو صفحہ ۴۰ سطر ۱۴ سے لغایت صفحہ ۴۰ سطر ۱۹
لکھا ہے **قولہ** صفحہ ۴۰ سطر ۱ سے لغایت آخر صفحہ ۵۱ کا خلاصہ مولویصاحب نے اس مطلب کہ دونون مجتہدونکے فتاوی مین
احتمال صدق ضرور ہے کوئی دلیل قائم نکی فقط ضرورت دعوی کے پر اکتفا کی ہے جو کسیطرح قابل سماعت نہین ہے
کوئی مولویصاحب سے سوال کرے کہ آخر اگر ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد کے نزدیک غلط ٹھہرے تو اسمین کونسی
خرابی عقلی و نقلی ہے انتہی بعد اسکے چھہ مسئلہ بیان کیے ہین جنمین ایک مجتہد نے دوسرے مجتہد کے فتوی کو غلط کہا ہے اور
بھی حسب عادت طعن و تشنیع کلمات نامربوط غیر مہذب لکھے ہین **اقول** گر ہمین مکتب است و ہمین ملا کار طفلان
خراب خواہد شد ایسے ہی فہم و ادراک پر مولف رسالہ ادعاء فضل و کمال کرتے ہین اور علماء کاملین کے فتاوی کو بیوقعت
سمجھتے ہین حجج قاطعہ جو اردو زبان مین صاف صاف لکھا ہے اوسکے مطلب فہمی تک کی بھی لیاقت نہین ہے
یا تجاہل کیا ہے تاکہ جواب لکھنے مین سہولت ہو اور عوام کالانعام مین نام ہو جاوے کہ جواب ۹ جزو مین لکھدیا جب
یہی کیفیت فہم مطالب کے ہے تو عقد قاسم کے انکار پر کیا منحصر ہے عجب نہین کہ دین مین سخن پروری کیوجہ سے بدعات

پیدا کردین ناظرین ملاحظہ فرمادین کہ حجج قاطعہ مین ہرگز یہ نہین لکھا ہی کہ جب ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد کے نزدیک باطل
غلط ٹھہرے تو اسمین قباحت ہی یہ ظاہر ہی کہ جب ایک کے نزدیک دوسرے کا قول غلط ثابت ہوگا تو اوسکے غلط کہنے
مین کوئی مضایقہ نہین ہی مطلب حجج قاطعہ کا جو اوسکی عبارت و مثال سے صاف ظاہر ہی یہ ہی کہ اگر ایک مجتہد
کسی مسئلہ مین اظہر و اقوی ہونیکا فتوی دے اور دوسرا مجتہد اوسکے خلاف کو اظہر و اقوی کہے تو ایسے
صورتمین مجتہد مخالف کا فتوی موضوع و غلط نہین ہو سکتا اگر موضوع و غلط ہوتا تو اظہر و اقوی کہنا
صحیح نہوتا بلکہ یہ کہنا صحیح ہوتا کہ حق یہی ہی اور خلاف اوسکا غلط ہی بلکہ لفظ اظہر و اقوی خود دلالت اسبات
پر کرتا ہی کہ قول مخالف غلط نہین ہی بلکہ احتمال صدق اوسمین بھی ہی یہی وجہ ہی کہ کبھی مجتہد اپنے فتوے سے رجوع
کرتا ہی جسکو اظہر کہا ہی اوسکے خلاف کا فتوی دیتا ہی جیسا کہ جناب علامہ علیہ الرحمہ نے نہایہ و تہذیب
مین مختلف فتوے دیئے ہین اگر لفظ اظہر و اقوی قول مخالف کے موضوع و غلط ہونے پر دلالت کرتا
تو ہرگز مجتہد اوسکے جانب رجوع نکرتا اب تو بخوبی ظاہر ہوگیا کہ قول فقہا سے آپ جاہل محض ہین قابلیت
فہم و ادراک آپ مین نہین ہی یا صاحب حجج قاطعہ مین اونکے نسبت ایسے الفاظ آپکا لکھنا جلی بہیہودگی
بہوڑنا ہی اور جتنے مسائل جو آپنے بڑی محنت و جانفشانی سے تلاش کرکے لکھے وہ سب محنت آپکی
ضایع ہوگئی اون مسائل مین ایک عالم نے دوسرے کی تغلیط کی ہی اظہر و اقوی نہین کہا ہی یہ تو مفید صاحب
حجج کی ہوئی آپکے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد بہرحال جب مبنی باطل ہوگیا تو اوسکی تفریعات مزخرفات
کے جانب التفات و توجہ کرنا تضیع اوقات ہی قولہ صفحہ ۵۲ سطر ۴ سے لغایت صفحہ ۵۳ سطر ۷ اکا خلاصہ
اختلاف رائے مجتہدین مین دونون قولونمین احتمال صدق جب ہوتا ہی جبکہ قول ثانی کا قطعی الکذب ہونا ثابت
نہو اسیطرح قصص و واقعات کے وقوع و عدم وقوع مین احتمال صدق جب ہیگا جبکہ عدم وقوع قطعی ہو در اقصہ
دامادی کا عدم وقوع قطعی ہی جسکے دلائل تقریر حاسم مین بیان ہوئے ہین اور اس روایت مین احتمال صدق
مثبتین کو محض بربنا امکان عقلی ہی جسپر واقعات تاریخیہ مین بنا کرنا کسی عاقل کے نزدیک درست نہین
انتہی ملخصا اسی مطلب کو طویل و طویل تقریرات مزخرفہ مین حسب عادت بیان کیا ہی اور بہت غیر ضروری الفاظ
بھی لکھے ہین اقول یہ بھی کج فہمی مولف رسالہ پر دلالت کرتا ہی صاحب حجج قاطعہ نے کہان لکھا ہے کہ
اختلاف رائے مجتہدین مین احتمال صدق جب بھی ہوگا جبکہ قول ثانی کا قطعی الکذب ہونا ثابت ہوجاوے
اور یہ بھی کہان لکھا ہی کہ جب قصص و واقعات مین عدم وقوع یقینی ثابت ہوجاوے تو اوسمین احتمال صدق باقی رہ

احتمال وقوع و عدم دونون ہونگے ہمکا ذکر کرنا اس مقام پر بالکل بیمحل ہی اور کبھی قصہ امادی کا عدم وقوع
کیونکر قطعی ہو گیا کیا قول صواب مین جو آپ لکھا ہی وہ مین عالی مین نہین ہی یہان اجتہاد بدل گیا اور
تقریر حاسم مین جو محالات وضعی ہونے قصہ مذکورہ کے بیان کیے ہین اونکا قلع وقمع حجج قاطعہ نے کردیا ہے بار بار
کیون آپ تقریر حاسم کا ذکر کرتے ہین اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ مثبتین کو احتمال صدق اس روایت مین محض
بر بناء عقلی ہے جسپر واقعات تاریخیہ مین بنا کرنا کسی عاقل کے نزدیک درست نہین ہی انتہی تو یہ آپکی
فہم کا قصور ہی یا تجاہل ہی مثبتین کے بنا ہرگز امکان عقلی پر نہین ہی بلکہ اونکا احتمال صدق پر ہے
جو ناقل معتبر کے بیانسے حاصل ہوا اور اسیقدر ما نحن فیہ مین کافی ہی اور جس امر کو آپ یہان خلاف عقل
سمجھے ہین اوسیکو آپنے صفحہ ۲۹ و ۳۰ مین اختیار کیا ہی آپ لکھتے ہین کہ ممکن ہی کہ وہ شہربانو ہون اور امام
زین العابدین کے قتل ہوجانے سے ضرور امام محمد باقر ع بھی قتل ہوجاتے کیون جناب کیا یہ کسی مورخ نے لکھا ہی
بجز امکان عقلی کے کس بناء پر آپنے یہ فرمایا اور ایسی بات لکھی جو کسی عاقل کے نزدیک درست نہین ہی فاعتبروا
یا اولی الابصار اور جو کلمات غیر مہذب اپنے لکھے ہین اونکے جواب سے اعراض کیا گیا کل اناء یترشح بما فیہ
قولہ صفحہ ۳۰ سطر ۹ سے آگے لغایت صفحہ ۳۴ سطر ۵ مولوی صاحب نے عقد قاسم کے مطلقاً جائز ہونے پر کوئی دلیل نہین
قائم کی جسکا حوالہ دیا ہی اوسکا حال معلوم ہوچکا اور ممکن متفطن کو بدون بیان حال نقل کرنا درست ہوگا
اوسپر فحص کرنا اور احتمال وضع کے برطرف ہونے پر اطمینان کا بہم پہونچانا لازم ہوگا انتہی ملخصا اقول روایات
ضعیفہ جنکو ناقل معتبر نے نقل کیا ہی جو دلائل اونکے جواز نقل کے ہین وہی دلائل اس واقعہ کے نقل کے بھی ہین جو
حجج قاطعہ مین بیان ہوے ہین اگر آپکے سمجھہ مین نہ آوے یا آپ تجاہل کرین بغرض عوام فریبی تو صاحب حجج کا کیا
قصور ہی اور جس امر کے نسبت آپ لکھتے ہین کہ اوسکا حال معلوم ہوچکا تو اوسکا جواب بھی ہوچکا فقرہ بیان
حال کے تصریح نکرنا گول بیان کرنا خالی عوام فریبی سے نہین ہے یہ تو فرمائیے بیان حال سے کیا مراد ہی اگر حال
منقول عنہ بیان کرنا ہے تو ہمارے مضر نہین اور اگر مراد اوس سے حال وضع بیان کرنا ہی تو پہلے وضعی ہونا ثابت
کیجیے وانی لہ ذلک اور روایت مصائب مین اسیقدر فحص کافی ہی کہ ناقل معتبر اوسکو بیان کردے اور اسیقدر فحص سے
قطعی الوضع ہونیکا احتمال برطرف ہوجاتا ہی جیسا کہ آپنے بھی قول صواب مین لکھا ہی اور اوپر بیان ہوا اور اگر فحص
سے مراد تحقیق وتنقید متن وثبوت حرمت کے ہی تو اسکا کوئی قائل نہین یہ آپکا طبعزاد دعوی ہے قولہ صفحہ ۴۴ سطر ۵
سطر ۵ سے لغایت سطر ۱۰ اکا خلاصہ مولوی صاحب نے اپنے شبہات سخیفہ باردہ کو لفظ دلائل سے تعبیر کیا ہی اور جو دلائل

مسلمہ بطلان قصہ کے ہین یا دلکو لفظ شبہات سے بیان کیا ہی جاوے گی کمال فہم و غایت انصاف کے دلیل ہی جو دلائل
قصہ کے موضوع ہونے کے بیان کیئے ہین اونکا حال معلوم ہوگا انتہی ملخصا اوسکے مزخرفات کو مثل بیان حال وغیرہ کے
لکھا ہی جنکا جواب مکرر ہو چکا **اقول** صاحب حجج کا کمال فہم تو اونکے حجج قاطعہ سے ظاہر ہی جیسا کہ ناظرین
باانصاف سمجھے ہین جنکے جواب مین آپ سراسیمہ و مضطر مصداق فی طغیانہم یعمہون کے ہو گئے ہین کوئی
جواب معقول نہین بنتا سوال از آسمان جواب از ریسمان کا حال ہے جیسا کہ مکرر بیان ہوا جب آپسے جواب
اونکا نہین ہو سکتا تو آپ اونکو تخفیف کہنے لگے زبان سے تو بہت کچھ لوگ کہا کرتے ہین اوسکا کوئی ثمرہ نہین
ہوتا ہی اور جن دلائل کو آپ شریف متینہ کہتے ہین برعکس نہند نام زنگی کافور وہ اس قابل بھی نہین ہین کہ اونکو
فقط لفظ شبہات سے تعبیر کرین بلکہ توہمات فاسدہ ہین جو بر بنائے سخن پروری و ہٹ دھرمی کے صادر ہوتی
ہین جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور آئندہ بیان کا جو آپ حوالہ دیتے ہین وہ بھی انھین مزخرفات کے مثل ہونگے
جو ابتک آپنے بیان کیا مشتی نمونہ از خروارے اور جو کچھ مزخرفات لکھے ہین مثل بیان حال وغیرہ کے اونکا جواب مکرر
اور بیان ہوا ناظرین بافہم سمجھ لین حجم کتاب بڑہانا مقصود نہین ہی **قولہ** صفحہ ۵۴ سطر ۲ سے لغایت صفحہ ۵۵ سطر ۲
خلاصہ مورخ معتبر کا کلام معتبر ہی جبکہ کسی قاعدہ مسلمہ کے خلاف نہو اور اوسکا کوئی معارض قوی نہو انتہی ملخصا
اقول عقد قاسم کسی قاعدہ مسلمہ کے خلاف نہین ہی اور نہ کوئی اوسکا معارض ہی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا
اور معارض قوی نہونیکی قید بڑہانا یہ بھی تراشیدہ ذہنی مولف رسالہ ہی اس سے اونکی قابلیت کا بھی بخوبی حال
معلوم ہوتا ہی کیونکہ روایات فضائل و مصائب مین مدار نقل معتبر پر ہی معارضات کا اعتبار نہین کیا جاتا ہے ورنہ اکثر
کتب فضائل و مصائب کا اعتبار نہ رہے گا جیسا کہ اوپر مکرر بیان ہوا اور بھی عبارت مذکورہ سے یہ ظاہر ہی کہ معارض
ضعیف کا اعتبار نہوگا اب ہم مولف رسالہ سے پوچھتے ہین کہ روایت پامالی کی روایت عدم پامالی معارض
قوی ہی یا ضعیف اگر قوی ہی تو پامالی غیر معتبر قابل پڑھنے کے نہین ہے اگر ضعیف ہی تو روایت عقد قاسم کی
معارضات بھی ضعیف ہونگے کیونکہ وہ صراحۃً نفی عقد قاسم پر دلالت نہین کرتے جیسا روایت عدم پامالی
صراحۃً نفی پامالی پر دلالت کرتی ہی پس عقد قاسم کا پڑھنا بھی جائز ہوگا اور اگر معارضات عقد قاسم سے مراد
آپکی روایت صحیحہ یقینیہ متواترہ ہی جیسا کہ آپ ضمیمہ گوہر شہوار نمبر ۶ جلد ۳ صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ ماہ جون سنہ ۱۹۰۷ء مین لکھتے ہین
کہ عروسی قاسم متیقن الکذب ہی اور روایت صحیحہ یقینیہ متواترہ کے صریح معارض ہی کہ جائے تاویل بالکل مسدود ہے
تو عنایت فرما کر ذرا اوس روایت متواترہ یقینیہ کا پتا و نشان بتاوین کہ کونسی روایت ہی اور کس کتاب مین یہ حال ہے

فضول بیانی مولف رسالہ کا ہی ایسے شخص کا کلام قابل اعتبار ہو سکتا ہی **قولہ** صفحہ ۵۵ سطر ۰ سے لغایت صفحہ ۵۶ سطر
۱۶ کا خلاصہ یہ امر مسلم ہی کہ جناب سید العلماء نے روضۃ الشہداء کو تاریخ کہا ہی اور قصہ دامادی مین احتمال وقوع کو
تجویز فرمایا ہی لیکن جناب مرحوم نے اوسکو مظنون الصدق یا محل اعتماد نہین قرار دیا ہی بلکہ اونکے بیان سے
موہون اور مظنون الکذب ہونا ثابت ہوتا ہی جیساکہ تقریر حاسم مین بیان ہوا اور جناب مرحوم نے بعد
بیان حال ذکر فرمایا ہی انتہی ملخصا اسی مطلب کو حسب عادت شقوق لاطائل خارج از مطلب مین بیان
کیا ہی **اقول** ناظرین اس بدحواسی کو ملاحظہ فرماوین جب قصہ سید العلماء کے نزدیک مظنون الصدق
و محل اعتماد نہ تھا بلکہ موہون و مظنون الکذب تھا پھر ایسے غیر معتمد کاذب قصہ کو اونکا اپنی کتاب مین
لکھنا اور اوسکے نسبت یہ فرمانا کہ فلا باس بذکر ھذہ القصۃ اس قصہ کے ذکر کرنے مین کوی
قباحت نہین ہی گویا جائز و حرام کا اختیار کرنا ہی اور یہ کہنا کہ اون جناب نے بعد بیان حال وضع نقل کیا ہی
بالکل غلط ہی ہرگز اونھون نے اس قصہ کو کاذب و موہون و مظنون الکذب نہین کہا بلکہ خلاف اسکے
فرمایا کہ اس قصہ کے ذکر کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور اگر بیان حال سے مراد یہ ہی کہ جناب مذکور نے
بحوالہ فخری نقل کیا ہی تو یہی مطلب ہمارا بھی ہی اسیطرح کل روایات ضعیفہ نقل کیے جاتے ہین اس قصہ مین
اور دیگر روایات مین کیا فرق رہا اور تقریر حاسم صفحہ ۷۰ حصہ اول مین جو آپ لکھتے ہین کہ علیین مکان کے
کلام سے قصہ مذکورہ کے ثبوت پر استدلال کرنا صحیح نہین ہی انتہی یہ بالکل لغو ہی آپکے سمجھ کا قصور ہے
علیین مکان کے کلام سے ثبوت قصہ پر استدلال نہین کیا جاتا ہی بلکہ اوسکے جواز نقل پر استدلال کیا جاتا ہی
اسطور سے کہ یہ قصہ موضوع نہین ہی ناقل معتبر نے اسکو بیان کیا ہی یہی کافی ہی اسکے بیان کرنے کے واسطے
اسیوجہ سے علیین مکان نے بھی اسکو نقل کیا ہی یہ آپکی خوش فہمی کا حال ہی الثمرۃ تنبئ عن الشجرۃ
بعد اس مطلب کے جو کچھ تقریر حاسم مین آپنے لکھا ہی وہ سب نامربوط ہی کوی تعلق مطلب سے نہین ہے
قولہ صفحہ ۵۶ سطر ۲۰ سے لغایت صفحہ ۵۸ سطر ۴ کا خلاصہ مولوی صاحب کا عبقات الانوار کے عبارت کو مدح
کاشفی مین نقل کرنا بے محل ہی عوام الناس کو دہوکہ دینا منظور ہی کاشفی کے اہل مذہب نے کاشفی کی توثیق
و مدح کی ہی اس سے کاشفی کا جھوٹا ہونا ثابت نہین ہوتا اور کاشفی کے اہل مذہب نے تو عمر سعد اور سلاطین
بنی امیہ و بنی عباس کے بھی مدح و توثیق کی ہی یہ بھی جھوٹی نہ تھی انتہی ملخصا اسی مطلب کو تقریرات طولانی غیر
مذہب لفاظ مین لکھا ہی **اقول** یہ بھی عام فریبی اور جہال کو دہوکا دینا ہی یہ بیان کئی وجہون سے باطل ہے

اول یہ کہ جھوٹ مین اور لا مذہب فاسق و فاجر ہونے مین کوئی تلازم نہین ہی بہت سے لا مذہب فاسق فاجر
ہوتے ہین اور جھوٹ نہین بولتے ہین اسی بنا پر خلاف مذہب کے روایات کو علما نے نقل کیا ہی شیخ مفید علیہ الرحمہ
نے کلبی و مدائنی جو بد عقیدہ تھے اونسے روایت کی ہی اور دیگر علمائے مثل صاحب بحار و ابن شہر اشوب وغیرہ
نے بھی مخالفین سے روایت کی ہی بلکہ آپنے خود اپنے رسالہ کے صفحہ ۵۳ مین لکھا ہی کہ خوارج و اعدائے اہلبیت کا
اخبار فضائل و مصائب کے بیان کرنا معتمد ہی اور احتمال وضع سے محفوظ ہی اسی پر آپنے عبارت سید العلماء سے
استدلال کیا ہی پس اگر یہ لوگ سب جھوٹے تھے تو ان علمائے کرام کا انسے روایات کا نقل کرنا مہمل ہوا جاتا ہی اور
آپکے نزدیک اجتماع نقیضین جائز ہوتا ہی بنا بران اگر عمر سعد و سلاطین بنی امیہ و بنی عباس اگرچہ ملاعین تھے
اور خوارج تھے اور اونکی مدح اہل مذہب نے کی ہی اگر جھوٹے تھے ہون تو کیا قباحت لازم آتی ہی الفضل ما
شہدت بہ الاعداء ذہن شریف سے جاتا رہا عمر سعد وغیرہ قاتلان امام حسین علیہ السلام کے روایات کو نسخ کرکے
کہ نہ پڑھے جاوین سبحان اللہ کاشفی مداح اہلبیت تو جھوٹا ہوا اوسکی روایت نہ مانی جاوے اور قاتلان امام حسین
خوارج کے روایات تسلیم کیے جاوین اور سچے ہون یا لہا من مصیبۃ ما اعظمہا دوسرے یہ کہ مادحین
عمر سعد و بنی امیہ و بنی عباس خوارج دشمنان آل رسول تھے وہ اہل مذہب کا شفی مداح اہلبیت کے کیونکر ہوے یہ
قیاس مع الفارق ہی تیسرے آپکے اس بیان سے کاشفی کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوتا ہی اور یہ بھی آپ لکھتے ہین اس
رسالہ مین بھی اور تقریر جاسم صفحہ ۹۹ سطر ۱۳ حصہ دوم مین کہ کاشفی غیر متعمد الکذب تھے یعنے عمداً جھوٹ نہین
بولتے تھے اب کونسا بیان آپکا صحیح مانا جاوے شاید آپکی تحقیق منطقی کے نزدیک دونون صحیح ہون فاعتبروا
یا اولی الابصار چوتھے یہ کہ آپکے خاطر سے ہم فرض کرتے ہین کہ کاشفی جھوٹے اونکی روایت قابل اعتبار نہین
طریحی نجفی صاحب مجمع البحرین اور ملا مہدی نراقی تو جھوٹے نہ تھے اونھون نے بھی تو روایت عقد قاسم کو لکھا ہے
اور روضۃ الشہداء سے اونکا نقل کرنا ثابت نہین مگر چونکہ آپکے مطلب کے مخالف ہی آپ اونکو جھوٹا کہنے مین بھی
کچھ پروا نہ کیجیے گا جیسا کہ ایک جماعت اکابر علماء کو آپنے اجنبی بنا دیا اونکے فتاوے کو بیوقعت کر دیا اور بھی
وجوہ آپکے اس بیان کے مہمل ہونیکی ہین مگر ایسے مہملات کے جواب مین طول دینا بجز تضییع اوقات کے
کوئی ثمرہ نہین ہی قولہ صفحہ ۵۱ سطر ۶ سے لغایت سطر ۱۳ کا خلاصہ مولوی صاحب نے کاشفی کے معتبر
ہونے پر کوئی دلیل معقول قائم نہین کی لہذا اونکی روایت مقبول نہین اور برتقدیر تسلیم اوسکا معارض
قوی موجود ہی پس غیر معتبر ہوگی انتہی ملخصاً اقول حجج قاطعہ مین ایسے دلائل کاشفی کے اعتبار کے لکھے گئے

ہین جنکے جواب مین آپ بہکے پھرتے ہین سیماب وار ایک مقام پر قرار ہی نہین بعد اون فی طغیانھم
یعمھون کے ہوگئے ہین باوجود اسکے پھر یہ کہنا کہ کوئی دلیل معقول قائم نہین کی آپ ہی ایسے
سخن پروروں کا کام ہی شاید دلیل معقول سے آپکی مراد وہی بیانات مناقضہ ہونگے جنکو آپنے
اپنی تحقیق منطقی سے اختیار کیا ہے یہ آپ ہی کو مبارک رہے اور کاشفی کی روایت کا قبول نکرنا اسکا
جواب اوپر بیان ہوا اور بالفرض اگر کاشفی کی روایت مقبول نہین ہی تو طریحی و ملا مہدی نراقی
کی روایت تو مقبول ہوگی اور یہ بھی بیان ہوا کہ روایت فضائل و مصائب مین مطعون کا اعتبار نہین کیا
جاتا اور بر تقدیر تسلیم روایت عقد قاسم کا کوئی معارض نہین ہی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور
باقی بیانات جو صفحہ مذکورہ مین لکھے ہین اونکا جواب مکرر ہو چکا ہی قولہ صفحہ ۵۸ سطر ۶ سے لغایت سطر ۱۹ کا
خلاصہ مخالفین کی روایت مقبول ہونے مین شرط یہ ہی کہ اوسکا کوئی معارض قوی نہو اور کسی امر نامناسب پر
مشتمل نہو انتہی ملخصا اقول ابھی تو قولی سابق مین آپ کہہ آئے ہین کہ مخالف مذہب جھوٹے ہین اونکی
روایت مقبول نہین اور یہان اونکی روایت کو قبول کرتے ہین ایسا جلد بھولے علاوہ اسکے مکرر بیان
بیان ہوا کہ روایت عقد قاسم کا کوئی معارض نہین اور بر تقدیر معارض مصائب مین معارضات کا اعتبار
نہین اور یہ بھی روایت عقد قاسم کسی امر غیر مناسب پر مشتمل نہین ہی جناب سید العلماء مجالس المفجعہ مین
لکھتے ہین اور آپنے بھی اونکی عبارت صفحہ ۷ تقریر حاسم حصہ اول مین نقل کی ہی اوسمین وہ جناب تحریر فرماتے ہین کہ مصیبت
امام حسین ع ایسی مصیبت عظیم تھی اور ایسے عجائب و غرائب شدائد پر مشتمل تھی کہ اونکے سوا کسی اور مصیبت عالم مین
یہ شدائد نہین گذرے جائز ہی کہ یہ عقد بھی واقع ہوا ہو اور مجرد استبعاد سے روایت ترک نہین کیجاتی ہی قولہ
صفحہ ۵۸ سطر ۱۲ سے لغایت سطر ۹ صفحہ ۵۹ کا خلاصہ ممکن ہی کہ کاشفی نے جھوٹ جانکر یہ روایت نہین بیان کی
مگر اونکے نقل کرنے سے یہ روایت معتبر نہین ہوسکتی ممکن ہی کہ کاشفی کو اسکا کذب نہ معلوم ہوا ہو حالانکہ ہم بوجوہ کثیرہ
اسکا جھوٹ ہونا ثابت ہو چکا اس رسالہ مین بھی اور تقریر حاسم مین بھی انتہی ملخصا اقول جو وجوہ اس روایت کے جھوٹے
ہونے پر اس رسالہ مین اور تقریر حاسم مین بیان کیے ہین اون سبکے رد حجج قاطعہ مین ہو چکی ہی جسکا کوئی جواب
ابتک آپسے نہ بنا سوا تقریرات لاطائل کے اور یہ کہنا کہ ممکن ہی کہ کاشفی کو اسکا جھوٹ ہونا نہ معلوم ہوا ہو
یہ ہوائی باتین ہین اس قسم کے احتمالات واہیہ ہر روایت مین ہوسکتی ہین جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا
اعادہ کی ضرورت نہین بخوف حجم کتاب بڑھانا مثل مولف رسالہ کے مطلوب نہین قولہ صفحہ ۵۹ سطر ۱۶ سے لغایت صفحہ ۶۰

سطر ۱۱ تک کا خلاصہ جو نہ سمجھا کی یہ تقریر بالکل نامربوط ہے کسی شخص کا اپنے مذہب مین عالم اور صاحب تصنیفات
اور بالفرض ہادی واعظ وغیرہ وغیرہ ہونا اوسکو عمداً جھوٹ بولنے سے بچاتا ہے لیکن اوسکی روایت جھوٹ ہو سکتی ہے
خصوصاً جبکہ اوسنے اپنا شعار قرار دیا ہو کہ ہر رطب ویابس کو بطور جمع و تلفیق لکھدے اور روایت کے سقم و فساد
پر نظر کرنا اپنے طریقہ سے خارج کر دیا ہو ایسی صورت مین اوسکی روایت کا موضوع ہونا کسیطرح عجب نہین ہے
بشریت کا مقتضی ہے کہ غفلتاً روایت موضوع کو نقل کیا اور محض نقل سے روایت کی فی نفسہا صادق ہونیکی
وہ ذمہ دار نہین ہین انتہی ملخصاً اقول مولف رسالہ کو فقرہ نامربوط خوب یاد ہے جا سے ہو یا بیجا انکو نامربوط
کہدینے سے غرض ہے جیسا کہ کہتے ہین دو اور دو کے کہا چار روٹیان پہلی یہ تو فرمائین کہ دوسرے لفظ وغیرہ جو
آپنے لکھا ہے اسکے کیا معنی ہین اول نامربوطی آپکی یہ ہے دوسرا نامربوط یہ ہے کیونکر آپکو معلوم ہوا کہ صاحب روضہ نے
یہ طریقہ و شعار اپنا قرار دیا ہے کہ ہر رطب ویابس کو بطور جمع و تلفیق بغیر نظر کرنے طرف سقم و فساد روایت کے
اپنی کتاب مین لکھا ہے کیا آپکو الہام ہوا ہے یا جبرئیل نے آپکو خبر دی ہے صاحب روضہ نے بموجب قاعدہ ناقل معتبر سے
نقل کر دیا ہے اونکو کوئی تحقیق و تنقید کے مثل روایات حلت و حرمت کے ضرورت نہ تھی جیسا کہ علیین مکان مجالس
مفجعہ مین لکھتے ہین اور صفحہ ۳۷ مین آپنے بھی اونکی عبارت کو نقل کیا ہے وہ یہ ہے ولاعزو ولاضیر فی نقل روایاتہم
فان نقل الروایۃ کما رواھا الراوی لیس من الکذب فی شی فالعہدۃ علی المروی عنہ یعنے
کوئی قباحت نہین ہے مخالفین کے روایات کے نقل کرنے مین کیونکہ نقل کرنا روایت کا جیسا کہ راوی بیان کرے یہ کسیطرح
جھوٹ نہین ذمہ دار اسکا مروی عنہ ہے تیسرا نامربوط یہ کہنا ہے کہ بشریت کی وجہ سے غفلتاً موضوع روایت لکھدے
غفلت کا احتمال تو سب پر ہوتا ہے اگر اس احتمال پر بنا وضع کی ہے تو بہت سے اخبار علماء کے موضوع ہو جاوینگے
اور آپنے جو تقریریات نامربوط لکھے ہین وہ بھی غفلتاً لکھدیے ہونگے مگر یہ کہ آپ عصمت کا دعوی کرین اپنی سخن
پروری کے وجہ سے چوتھا نامربوط یہ لکھنا ہے کہ محض نقل سے روایت کی فی نفسہا صادق ہونیکے وہ ذمہ دار
نہین ہین یہ تو فرمایئے کون ناقل روایت کے فی نفسہا صادق ہونیکا ذمہ دار ہوتا ہے فقط ناقل معتبر کے بیان پر
نقل کر دیتے ہین خواہ وہ فی نفسہا صادق ہو یا نہو نفس الامر و واقع کی تکلیف ہمکو نہین ہے جیسا کہ عبارت
مجالس مفجعہ سے ظاہر ہوا کیا جتنے روایات فضائل و مصائب علمائے لکھے ہین کوئی کہہ سکتا ہے کہ فی نفسہا وہ
صادق ہین یا علمائے اونکے فی نفسہا صادق ہونیکی ذمہ داری کر لی ہے یا آپنے جو اقوال اس رسالہ مین اور تقریر
تمام مین لکھے ہین کیا وہ سب فی نفسہا صادق ہین کس کشف و کرامات سے آپکو یہ علم ہوا کیا علم غیب کے بھی آپ مدعی ہین اور

حقیقۃً قاسم موضوع ہی تو اکثر روایات موضوع ہو جاوینگی باب بکا و ابکا مسدود ہو جاویگا جیسا کہ حج فاطمہ مین بیان ہوا قولہ صفحہ ۱ سطر ۵ سے لغایت صفحہ ۴ سطر ۱۴ کا خلاصہ جو کچھ مولوی حبیب صاحب نے شیخ محمد واعظ سے نقل کیا ہی وہ سفسطہ ہی اور اونکا بیان صحیح نہین ہی اور وہ بے سواد ہین اونکا بیان کسی شخص کے اعادہ پر مبنی ہی اور راویونکا جملہ علماء ثقات مین ہونا معلوم نہین یا معلوم العدم ہی اور راونکا کلام قابل سماعت نہین ہی اور مشاہیر مجتہدین عراق قصہ امادی کی نقل کو ناجائز بتاتے ہین بلکہ اوسکو شان اہل بیت کے منافی قرار دین اور شیخ محمد صاحب اوسکی ترویج و استماع کو علماء ارباب احتیاط کی طرف منسوب فرماوین انتہی ملخصاً اسی مطلب کو حسب عادت تقریرات طولانی مین طعن و تشنیع و افترا کے ساتھ بیان کیا ہی **اقول** مولف رسالہ اور اونکے ہمراز جو کچھ بیان کرین اگرچہ وہ مہمل و نامربوط ہو وہ سب صحیح اور اونکا مخالف اگر تمام زمانہ ہو خواہ علماء خواہ غیر علماء اور بات بھی معقول کہین اور حج فاطمہ بھی بیان کرین وہ سب جھوٹ و غلط ہی جرأت کا ایسا حال ہی اونسے جوڑ باندھی کہ امام حسین شہید نہین ہوے اب جتنے دلائل اور کتب کے عبارات اوسکے جواب مین پیش کیے جاتے ہین وہ سب جھوٹے ہین ناظرین اس ہٹ اور سخن پروری کو ملاحظہ فرماوین کیا تدین و انصاف ہی لکھتے ہین خود مولف رسالہ صفحہ ۱۰۱ حصہ دوم تقریر حاسم کے حاشیہ مین لکھتے ہین کہ ایک مرد مومن نے جواب رضوانمآب کو نقل کیا ہی اور مومن کے نسبت جھوٹ کا گمان کرنا مناسب نہین ہی انتہی حالانکہ مولف رسالہ اوس مرد مومن سے جسنے جواب رضوانمآب کو نقل کیا ہی واقف نہین کہ معتبر تھے یا غیر معتبر کسی غرض سے یہ جواب نقل کیا ہی یا بلا غرض کیونکہ اوس زمانہ مین مولف رسالہ کا لکھنؤ مین وجود بھی نہ تھا اگر موجود بھی ہون تو بچہ لا یعقل ہونگے فقط مومن ہونا سنکر یہ کہتے ہین کہ اونکی طرف جھوٹ کا گمان بیجا ہی اور شیخ محمد واعظ یزدی جو عالم مقدس ہین جتنے زائرین کربلائے معلی سے آتے ہین ہم لوگ اونکے مدح و ثنا علم و تقدس کے کرتے ہین اور علاوہ اونکے سرکار شریعتمدار جناب قائم مقام میرزا محمد باقر طباطبائی جو کربلائے معلی مین حجۃ الاسلام کے لقب سے مشہور و معروف ہین اور مرجع خواص و عوام ہین ہر شخص جانتا ہی یہ جناب شیخ محمد مذکور کو شیخ الواعظین اور عمدۃ المتکلمین لکھتے ہین ایسے بزرگوار کو مولف رسالہ جھوٹا اور بے سواد کہتے ہین اور علماء ثقات مین شمار نہین کرتے اور اونکے کلام کو قابل سماعت نہین جانتے جس سے یہ لازم آتا ہی کہ حجۃ الاسلام بھی جھوٹی تھی جو الفاظ مدح شیخ مذکور کے نسبت اونھون نے لکھے وہ سب جھوٹ لکھے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم اس نا انصافی اور ہٹ دھرمی کو ناظرین ملاحظہ فرماوین کوئی خوف خدا و رسول اپنی ہٹ دھرمی کے مقابلہ مین نہین کرتے اسکی خبر ادنہی ہی کہ اونکے

جنکے وہ فضائل و مصائب بیان کرتے ہین اور آگے بھی خود مولف رسالہ قول صواب کے صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳ مین فتوے
آقای صدر و آقا سید کاظم طباطبائی کو اسباب مین نقل کرتے ہین کہ روایات ضعیفہ و مرسلہ کا مصائب مین
پڑھنا جائز ہے چنانچہ اصل عبارت اون دونون بزرگوارونکی یہ ہے عبارت آقای صدر بسم اللہ الرحمن الرحیم و بقتی
روایات ضعیفہ و مرسلہ را اگر خوانندہ بگوید چنین نقل شدہ یا صاحب فلان کتاب چنین ذکر نمودہ و امثال
اینہا ظاہراً ضرر ندارد الخ عبارت سید کاظم طباطبائی خواندن روایات ضعیفہ و مرسلہ اگر بعنوان جزم نباشد
بآنکہ بگوید در فلان کتاب چنین نقل کردہ است یا بگوید در روایتے چنین است یا بگوید نقل شدہ است از
فلان کسے ضرر ندارد چہ در مصائب چہ در غیر آن الخ اور عقد قاسم بھی اونھین روایات ضعیفہ سے ہے یہی وجہ ہے
کہ اوسکے نقل کرنے کو بطور روضہ کو ناجائز کسینے مشاہیر علماء سے نہین لکھا جو مسائل متعلق جواز ذکر عقد قاسم
کے مکرر طبع ہو چکی ہین ناظرین نے اونکو دیکھا ہوگا اور بھی آخر مین اس رسالہ کے فتاوی علماء معتبرین و مشاہیر
علماء عراق کے مع ترجمہ لکھدیے گئے ہین ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ مشاہیر علماء سے کسینے عقد قاسم کا پڑھنا ناجائز
نہین لکھا ہے اب یہ مولف رسالہ کا کہنا کہ مشاہیر علماء عراق عقد قاسم کو ناجائز کہتے ہین اور خلاف شان
اہلبیت قرار دیتے ہین کیسا جھوٹ و محض افترا و بہتان و عوام فریبی ہے اب اس حال مین جو الفاظ ناشایستہ
مولف رسالہ نے جناب شیخ مذکور اور صاحب حجج کے نسبت لکھے ہین اوسکے مصداق خود مولف رسالہ ہوے یا نہین
اسیطرح یہ افترائات کیے ہین صاحب حجج قاطعہ کے نسبت لکھا ہے کہ وہ مجرد احتمال صدق سے روایت کا نقل
کرنا جائز جانتے ہین خواہ وہ معتبر ہو یا نہو حالانکہ یہ کذب صریح ہے مصداق تلاوت آیہ مشہورہ ہے کہین صاحب حجج
نے یہ نہین لکھا کہ روایت خواہ معتبر ہو یا نہو مجرد احتمال صدق سے نقل کرنا جائز ہے جا بجا حجج قاطعہ مین تصریح
اسکی موجود ہے کہ ناقل معتبر جب نقل کرے تو اوسکا پڑھنا جائز ہے مثل دیگر روایات کے قولہ صفحہ ۴۴ سطر ۱۶ سے
لغایت سطر ۱۹ کا خلاصہ جو کچھ آپنے بیان کیا اوسکا حال معلوم ہوا اور روضۃ الشہداء اور اوسکے مصنف کے
اعتبار پر کوئی دلیل قایم نہین کی محض زبانی دعوی ہے انتہی ملخصا **اقول** جو کچھ اپنے بیان کیا اوسکی حقیقت
بخوبی کھولدی گئی اور کاشفی اور روضۃ الشہداء کے اعتبار کے دلائل حجج قاطعہ مین ایسے بیان ہوے ہین جنکا جواب
آپسے نہین بنتا بجز افترا و بہتان کے باوجود اسکے یہ کہنا کہ کوئی دلیل نہین قایم کی ہے مصداق مثل مشہور ہے
اسکا کوئی علاج نہین شل حیرت کے **قولہ** صفحہ ۴۴ سطر ۱۹ ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس قصہ کی ابتدا روضۃ الشہداء
سے ہوئی اور ہمین سند سنتہ کی دی مصدق ہین **اقول** محض جھوٹ کوئی صاحب فہم نکہیگا کہ جب مصنف روضہ نے

اس قصہ کو از خود وضع کر لیا ہے اور نہ یہ کسی عالم با فہم نے لکھا ہے پس آپکا یہ کہنا کہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ کذب
صریح ہے اور حجج قاطعہ میں لکھ دیا ہے کہ مقتل ابو المفاخر سے او بعنوانہ نقل کیا ہے اور صاحب منتخب و فاضل نراقی
بھی کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے من سن سنۃ سیئۃ کے مصداق آپ ہوے کہ خلاف اجماع بدعت کو رواج
دیتے ہیں اور مصائب مظلوم کربلا کو مثل حیرت کے سناتے ہیں طرفہ یہ ہے کہ یہاں کہتے ہیں کہ ہر شخص کو معلوم ہے
کہ اس قصہ کے ابتدا روضۃ الشہدا ہے جس سے یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور صفحہ ۷۲ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ مطلب اس کا
حصول الیقین کا دعوی نہیں کیا گیا ناظرین اس تفاوت بیانیکو ملاحظہ فرماویں کہ ایک بات پر قائم ہی نہیں رہتے قولہ
صفحہ ۷۰ سطر ۱ سے لغایت صفحہ ۷۵ سطر ۹ کا خلاصہ آپکے یہاں ہر خبر محتمل الصدق کا پڑھنا جائز ہے بلکہ آپ کو
معتبر ہو جیسے بحث نہیں انتہی ملخصا اقول اگر زیادہ درستی کا لحاظ ہوتا تو مقام بعض آیات کے لکھنے کا تھا
بار بار اس بحث کو لکھنا اپنی ہیں صاحبان فہم کے نظروں میں خفیف کرنا ہے یہ تو بتایے کہ کس عبارت حجج قاطعہ سے
آپنے اجتہاد کیا ہے کہ ہر خبر محتمل الصدق کا پڑھنا جائز ہے او معتبر ہو جیسے بحث نہیں ہے اگر یہی خیال صاحب حجج کا
ہوتا تو کاشفی اور روضۃ الشہدا کا اعتبار کیوں ثابت کرتے اور ناقل معتبر کے قید بار بار کیوں لکھتے کیا افترا
و بہتان آپنے اپنا شعار قرار دیا ہے جب جواب نہیں بنتا تھا تو سکوت کیا ہوتا ان مزخرفات سے تو آپکے بخوبی
حقیقت کھولدی قولہ صفحہ ۷۵ سطر ۱۳ سے لغایت صفحہ ۷۶ سطر ۱۷ کا خلاصہ امر اول یہ کسنے لکھا ہے کہ لفظ
روی یا نقل ہو جو روایت ہو وہ قطعا موضوع ہوگی جو آپ باتہام لکھ رہے ہیں اور کسنے دعوی کیا ہے کہ
صاحب روضۃ الشہدا نے ان الفاظ سے لکھا ہے اور الفاظ مذکورہ سے اگر ناقل معتبر بیان کرے تو اسکی نظر میں
وہ روایت موضوع ہوگی دوم ناقلین روایت کی دو قسمیں اول ناقل متیقظ و بصیر و وسیع النظر و قریب العہد ایسا
ناقل جو الفاظ مذکورہ سے نقل کرے تو روایت احتمال وضع سے ابعد ہوگی اگرچہ بدون بیان حال نقل کرے تو
بھی وہ روایت موثوق الصدق سمجھی جاویگی اور سیر عمل بدون تفحص کرنا صحیح ہوگا اور اگر ناقل مغفل و بے بصیرت و
قاصر النظر و بعید العہد ان الفاظ سے نقل کرے تو روایت میں احتمال وضع قوی ہوگا اور اس روایت کا مادی
جن لوگوں نے بلفظ روی یا نقل وارد کیا ہے وہ قسم دوم میں ہیں انتہی ملخصا اقول انسان کو چاہیے کہ پہلے
سلیقہ سخن فہمی کا حاصل کرے بعد [illegible] رد و قدح کی کرے جناب محقق صاحب حجج قاطعہ میں بطور دفع دخل کے
لکھا ہے کہ لفظ روی و نقل روایت کے موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتے ایکے خدام کرام کی جانب نسبت
نہیں دی ہے جو آپ اتہام کی نسبت صاحب [illegible] کی طرف کرتے ہیں یہ آپکی سخن فہمی ہے ہاں البتہ حضور نے

یہ لکھا ہی کہ اگر ناقل مغفل و بے بصیرت و قاصر النظر و بعید العہد ان الفاظ سے نقل کرے تو روایت مین احتمال وضع قوی ہوگا اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ روی و نقل یہ روایت کے موضوع ہونے پر فی الجملہ دلالت کرتے ہین اور صفحہ ۱۴ و ۱۵ تقریر جاسم حصہ اول مین دلیل مین اپنے دعوے کے آپ تحریر فرماتے ہین کہ صاحب منتخب کا اس قصہ کو وارد کرنا بوجوہ عدیدہ قابل استدلال نہین یہ قصہ اونھون نے بلفظ روی یا نقل نقل کیا ہے اور یہ الفاظ خبر ضعیف یا مشکوک الصحۃ مین استعمال کیئے جاتے ہین انتہی بعد چند سطرون کے لکھا ہے کہ اہل سنت کے یہان بھی لفظ روی و نقل وغیرہ کا خبر منقول کے غیر موثوق بہ ہونے پر دال ہونا از قبیل مسلمات ہے انتہی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اوس روایت کو جو بالفاظ مذکورہ نقل کیجائے غیر معتبر و غیر موثوق بہ جانتے ہین اور اوسی کو آپ جابجا موضوع کہتے ہین اور عقد قاسم کو بھی آپ موضوع و غیر موثوق بہ کہتے ہین اور اوسکی دلیل مین عبارت مذکورہ آپنے لکھی ہے اس سے توصاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ مذکورہ موضوع ہونے پر دلالت کرتے ہین اگرچہ آپ صاف صاف نہ کہین اور یہان آپ ایسے کچھ بن نہین پڑا انکار کردیا جیسا جہان موقع پاتے ہین ویسا کہدیتے ہین مگر اس سے کیا ہوتا ہے لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اور بھی آپنے صفحہ ۲۲ حصہ اول تقریر جاسم مین عبارت روضۃ الشہداء کو نقل کیا ہے سطور سے کہ راوی گوید کہ چون قاسم بن الحسن چہرہ برادر خود را دید الخ اب فرمایے کہ لفظ روی یا نقل اور فقرہ راوی گوید کے معنی مین کیا فرق ہے جواب لکھتے ہین کہ کسنے دعوی کیا ہے کہ روضۃ الشہداء نے ان الفاظ سے لکھا ہے مگر یہ کہا جاوے کہ لفظ روی نہین لکھا ہی فقرہ راوی گوید لکھا ہی معنی اگرچہ ایک ہین مگر الفاظ تو مختلف ہین اب صاحبان فہم صدق مقال و خوش فہمی مولف رسالہ کو ملاحظ فرمادین اور یہ کہنا آپکا کہ اگر ناقل معتبر الفاظ مذکورہ سے بیان کرے تو اوسکی نظر مین وہ روایت موضوع نہوگی یہی مطلب صاحب حج کا ہی جب وہ موضوع نہوی اور ناقل معتبر نے بھی اوسکو لکھا تو بحسب قاعدہ اوسکے پڑھنے مین کیا قباحت ہے اور اوسکی تحقیق کرنیکی بھی ضرورت نہین ہی اور صفحہ ۶۸ مین آپ خود لکھتے ہین کہ ناقل معتبر کی روایت مین تحقیق کو ہم لازم نہین جانتے ہین یہانتک تھا جواب امر اول کا اب سنیئے جواب امر ثانی کا پہلے مولف صاحب فخر المحققین یہ فرمادین کہ قریب العہد کی قید نقل روایت مین جو آپنے لگائی ہی یہ ایجاد ذہن شریف ہی یا کہیں لکھا بھی ہی بظاہر قریب العہد سے وہی شخص مراد ہوتا ہی جو عہد ائمہ سے قریب ہو اب جتنے علما قریب العہد

ائمہ سے نہ تھے اونکی روایت بلفظ روی یا بالنقل غیر معتبر ہوگی سبکو جانے دیجیئے صاحب بحار تو یقینا قریب العہد
تھے اونکی تو کل اس قسم کی روایات آپنے موضوع کردیے شاباش آفرین باد برین فہم و دانش اور بھی یہ فرماتے
کہ قول صواب صفحہ ۵ مین لکھا ہی کہ خبر کا عالم موثق جو فن اخبار اور روایت مین بصیرت رکھتا ہو اوسکی کتاب مین
موجود ہونا کافی ہی احتمال وضع کے برطرف ہونے مین اگرچہ راوی صادق اللہجہ نہو اور یہان آپنے یہ قید قبول
روایت مین بڑہائے کونسا بیان صحیح مانا جائے اور بھی مولف رسالہ فخر المحققین سے یہ پوچھنا چاہئے کہ طریحی
صاحب مجمع البحرین جنکا کمال جنکی وسعت نظر کتاب مجمع البحرین کے دیکھنے سے ظاہر ہی اور حجج قاطعہ مین اونکی
حالات تفصیل سے بیان ہوے اور ملا مہدی نراقی جو اکابر مجتہدین سے تھے کثیر التصانیف جنکی مدح و ثنا ملا نوری
نے بھی کی ہی یہ دونون بزرگوار ناقل متیقظ بصیر و وسیع النظر تھے یا نہین اگر تھے تو مطلب ہمارا ثابت انھون نے
عقد قاسم کو نقل کیا ہی بنا بر آپہی کے فرمان واجب الاذعان کے وہ احتمال وضع سے ابعد ہوگی اور بلا بیان
حال اگر نقل کیجائے تو بھی موثوق الصدور سمجھی جائیگی اور بدون فحص او سپر عمل صحیح ہوگا اور اگر نہ تھے تو مغفل
و بے بصیرت و قاصر النظر تھے بلکہ مولف رسالہ کے نزدیک یہ بزرگوار ایسے ہی تھے کیونکہ روایت دامادی کو انھون نے
بلفظ نقل یا روی نقل کیا ہی اور جسنے ایسا کیا ہی وہ مولف رسالہ کے نزدیک مغفل و بے بصیرت و قاصر النظر
ہی پس یہ بزرگوار جس روایت کو لفظ روی وغیرہ سے نقل کرینگے تو اوسمین احتمال وضع قوی ہوگا قابل عمل نہوگی
اب جن علما نے ایسے روایات طریحی سے نقل کیے ہین وہ قابل عمل نہونگے موضوع ہونگے اور بھی صفحہ ۲۱۶ مین
جناب علیین مکانکو آپ عالم معتبر و متتبع و وسیع النظر اور متیقظ با بصیرت و بصیر لکھتے ہین اور کہتے ہین کہ
اسکا انکار ایک شخص بھی نہین کرسکتا انتہی وہ بھی تو مجالس مفجعہ مین لکھتے ہین فلا یاس بذکرھذہ
القصہ اس قصہ کے ذکر کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے کیا یہ جناب بھی مغفل ہین انکا لکھنا بھی قابل عتبار
نہین ہی صاحبان فہم خود سمجھ لین کہ ایسا بیان قابل مضحکہ صبیان ہی یا نہین **قولہ** صفحہ ۶۶ سطر ۲۰ سے
لغایت صفحہ ۶۷ سطر ۱۲ کا خلاصہ تین امر ہین اول صاحب بحار وغیرہ کتب معتبرہ مین جن روایات کا بلفظ
روی یا بالنقل منقول ہونا فرض کیا گیا ہی ۲ ملا کاشفی اور اونکے امثال کی روایات پر قیاس کرنا بالکل
بے انصافی ہی کیونکہ صاحب بحار متیقظ و با بصیرت اور وسیع الاطلاع اور حامل علوم ائمہ تھے اونکی
روایات مین احتمال وضع ابعد ہوگا اور ملا کاشفی مغفل عامی بے بصیرت بنسبت جناب بحار کے قاصر النظر تھے
اونکی روایات مین احتمال وضع اقرب ہوگا امر ثانی اگر یہ قیاس صحیح ہو تو جناب شیخ اور اونکے امثال مرتبہ جلالت

مین مساوی کاشفی کے ہوجاوینگے امر ثالث یہ کہنا کہ کوئی ضرورت ماخذ کے دریافت کی نہین ہے
علی الاطلاق درست نہین ہی انتہی ملخصا اقول امر اول کئی وجہون سے نامربوط ومہمل ہے اولا یہ کہنا کہ
جن روایات کا بلفظ ردی بالنقل منقول ہونا فرض کیا گیا ہی لفظ فرض سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بحار وغیرہ
مین لفظ مذکور سے روایات نہین ہین فرض کرلیا گیا ہے یہ بالکل مہمل ہی بہت سے روایات کتب
معتبرہ مین بالفاظ مذکورہ منقول ہین بلکہ بحار مین لفظ حکی سے روایت نقل کی ہی اگر مولف رسالہ کی
طرح حجم کتاب بڑہانا منظور ہوتا تو وہ روایات بھی نقل کیے جاتے جسکا جی چاہے کتب مین دیکھ لے
عیان را چہ بیان ثانیا جلالت مرتبت صاحب بحار و ملا کاشفی سے یہان کیا بحث ہی بالکل بے تعلق ہی
غرض تو یہ ہی کہ روایات ضعیفہ کے نقل کا مدار ناقل معتبر ہی حیثیت اعتبار مین جیسا صاحب بحار جھوٹے
نہ تھے ملا کاشفی بھی جھوٹے نہ تھے کوئی جلالت مرتبت وغیرہ کو یہان دخل نہین ہی پس یہ کہنا کہ کاشفی
و صاحب بحار جلالت مرتبت مین برابر ہوجاتے ہین اس مقام پر بالکل مہمل و نامربوط ہی ثالثا یہ کہ
ابھی تو قبل اسکے اپنے ناقل مین قریب العہد کی قید لگائی تھی ایسا جلد بھول گئے یہان وہ قید نہین
لگائی کیا صاحب بحار کو قریب العہد ہونیسے خارج کردیا بنا بر بیان سابق کے اونکی روایت بالفاظ
مذکورہ صحیح نہین ہوتی اور اس بیان سے صحیح ہوئے جاتی ہی رابعاً یہ کہ جب روایات صاحب بحار کے ابعد
احتمال وضع سے ہوئی اور معتبر ہوئی تو صاحب بحار نے غرق ہونا شہربانو کا فرات مین اور بعالم معجزہ
کا مدینہ مین ہونا بھی نقل کیا ہی آپ کیون تقریر جاسم مین بشد و مد اسکو غیر معتبر لکھتے ہین خامساً یہ کہ
ملا کاشفی کو عامی و بے بصیرت کہنا سوائے زیادہ گوئی کے اور کیا ہی کیا عامی بے بصیرت تفسیر قرآن کی
کرسکتا ہی صاحب تصنیفات ہوسکتا ہی اور جب کاشفی عامی جاہل تھے تو اونکو ملا کاشفی کیون لکھا گیا
دو ہوا سادساً یہ کہ جب کاشفی کی روایت مین احتمال وضع قریب ہی اور وہ جھوٹے تھے اور بریح نجفی نے بھی
روایت دامادی قاسم کو اونھین سے نقل کیا ہی جیسا کہ آپ صفحہ ۹ وغیرہ حصہ اول تقریر جاسم مین لکھتے ہین تو صاحب
منتخب بھی غیر معتبر ہوگئے وضعی روایت کو بغیر بیان وضع نقل کردیا کیون جناب زیادہ بھی عامی و جاہل تھے اگرچہ آپ
اونکو اپنا ایسا قابل و لائق سمجھا نہین مگر جاہل بھی نہ کہیے گا اور بھی کاشفی کو بنسبت صاحب بحار کے قاصر النظر کہنا
ان دو باتون سے ایکبات ضرور ثابت ہوتی ہی یا تو صاحب بحار بھی عامی و بے بصیرت ہوئے جاتی ہین یا ملا
کاشفی اونسے زیادہ عامی و بے بصیرت ہونگے اسکو تو آپ گوارا نکرینگے یا صاحب بحار کے فضل و کمال و وسعت

نظر کے مقابلہ مین کاشفی قاصر النظر تھے اس صورت مین وہ عامی نہین ٹھہرتے فما
لہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا جواب امر ثانی ذرا سخن
پروری کو چھوڑیے مطلب فہمی کا سلیقہ بہم پہونچایئے یہان کوی جلالت مرتبت
کا ذکر نہین ہے جو شیخ مفید و کاشفی مساوی ہو جاوین یہان ناقل معتبر کا ذکر ہے جو
جھوٹا نہ ہو اگر شیخ مفید و کاشفی دونون جھوٹے نہونے مین مساوی ہون تو جلالت
مرتبت مین کیونکر مساوی ہو جاوینگے یہ آپ کی فہم و فراست و حدت ذہنی ہے جب
سمجھیے گا اولٹی سمجھیے گا یا تجاہل ہے تاکہ جواب مین آسانی ہو جواب امر ثالث کا یہ ہے کہ
صاحب حج قاطعہ نے کہان لکھا ہے کہ مطلقا ماخذ کے دریافت کی ضرورت نہین ہے یہ بھی
آپکی کج فہمی ہے یہ افترا ہے حج قاطعہ مین تو یہ لکھا ہے کہ جب ناقل معتبر بیان کرے تو ماخذ کی دریافت کی ضرورت
نہین ہے یہ مسلمہ ہے قابل انکار نہین **قولہ** صفحہ ۷۶ سطر ۱۵ الی غایت صفحہ ۸۱ سطر ۳ کا خلاصہ اگر روایت دامادی کو
کوی عالم معتبر بالبصیرت وسیع النظر بطور اعتماد بھی بیان کرتا تب بھی ہم بدون بیان حال پڑھنا جائز نہ جانتے اسلیے کہ اوسکی
مطالب کا تصریحات اہل فن اور شان اہلبیت کے منافی ہونا ثابت ہو چکا ہے اور کاشفی عالم معتبر نہین بلکہ مغفل
ہونا اوسکا ثابت ہو چکا انتہی ملخصا **اقول** بیان مذکور کئی وجہون سے مردود ہے اول اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ
روایت دامادی کو سوا کاشفی کے کسی عالم معتبر نے نہین لکھا حالانکہ مکرر بیان ہوا کہ طریحی نجفی و ملا نراقی جو اکابر
مجتہدین سے ہین کتب معتبرہ سے اوسکو نقل کیا ہے ان بزرگوارون کو غیر معتبر بے بصیرت و غیر وسیع النظر کہنا ناظرین
ملاحظہ کرین مہمل ہے یا نہین دوسرے اس سے زیادہ مہمل یہ کہنا ہے کہ اگر عالم معتبر بالبصیرت وسیع النظر بطور اعتماد بھی بیان
کرتا تب بھی ہم بدون بیان حال نقل کرنا جائز نہ جانتے گویا کہ موجد شریعت بھی ہین کہ احکام الہی انکے
ہاتھ مین ہین جس چیز کو چاہین حلال کردین اور جس چیز کو چاہین حرام بنادین اگرچہ جملہ علما حلال جانتے
ہون کوی مجتہد ہی سے وسیلہ اس دعا کی بیان کئے ہوئی کہ جسنے یہ ضابطہ لکھا ہے یا ذہن نقاد کا تراشیدہ ہے دوم
یہ کہ ابھی صفحہ ۷۶ مین لکھ چکے ہین کہ ناقل بصیر وسیع النظر کے روایت احتمال وضع کے بعد ہوگی بدون بیان حال وہ روایت
موثوق الصدور سمجھی جاویگی اور راوسیر بدون تفحص حال اگر نقل صحیح ہوگا انتہی اور صفحہ ۱۰۰ سطر ۳ مین لکھا ہے کہ ہر
شخص باخبر کو معلوم ہے کہ کسی عالم کے نقل پر وہ موقت اعتماد کرنا درست ہوتا ہے جبکہ اوسکا ماخذ معلوم نہو والا
اصل ماخذ کے اعتبار و عدم اعتبار پر نظر کرنا متعین ہوگا انتہی اور یہان لکھتے ہین کہ ناقل مذکور کی روایت بدون

بیان حال جائز نہیں یہ کیسا فہم ہے اور کبھی بیان حال سے مراد یا تو بیان حال موضوعیت ہے پس جب ناقل
مذکور کے روایت احتمال وضع سے البعد ہوئی تو بیان حال موضوعیت عبث ہوگا اور یا بیان حال سے مراد منقول
عنہ کا بیان کرنا ہے تو بھی اوسکا بیان کرنا عبث ہوگا کیونکہ آپ لکھ چکے ہیں کہ ناقل بصیر مذکور اگر نقل کرے تو بدون
بیان حال وہ روایت موثوق سمجھی جائیگی اور عمل اوسپر بدون فحص صحیح ہوگا پس اس حال میں یہ کہنا کہ عالم
معتبر بالبصیرت وسیع النظر بطور اعتماد بھی بیان کرے تو بدون بیان حال پڑھنا جائز نہیں ہے مہمل ہوا یا نہیں
سیوم یہ کہ حجج قاطعہ میں بیان ہوا کہ روایت دامادی قاسم تصریحات اہل فن کے منافی ہے اور نہ شایان
اہلبیت کے منافی ہے اوسکا جواب تو دیتے نہیں وہی بیان پارینہ منافات کو کہے جاتے ہیں چہارم یہ کہ نفی
کا عالم معتبر نہونا بالکل مغفل ہونا فقط زبانی جمع خرچ ہے کوئی دلیل آپ اسپر قائم نکر سکے اور جو وجوہ اوسکے
عدم اعتبار کے بیان کیے وہ سب نقش بر آب مہمل ہیں جیسا کہ گذر انجم یہ کہ اعتبار و عدم اعتبار سے آپکو بحث
ہی نکرنا چاہیے آپ تو لکھتے ہیں کہ روایت دامادی کو اگر عالم معتبر بالبصیرت وسیع النظر بطور اعتماد کے بھی بیان کرے
تو ہم نمانینگے پس اسیقدر آپکو کہدینا کافی ہے کہ کیسا ہی معتبر عالم روایت دامادی کو لکھے ہم نہیں مانتے ہمارے
ہاتھ میں باگ شریعت کی ہے جسکو چاہیں گے مانیں گے جسکو چاہیں گے نہ مانیں گے علما کیا چیز ہیں ششم یہ کہ
صفحہ ۸۶ میں آپ لکھ چکے ہیں کہ ناقل معتبر کی روایت میں ہم بھی تحقیق کو لازم نہیں جانتے ساتوین قول
صواب صفحہ ۱۱۳ میں آپ لکھتے ہیں اگر ناقل فضیلت متحرز عن الکذب ہے تو اوسکا قول کسی ایسے ماخذ کی طرف
ضرور مستند ہوگا جو اوسکی نظر میں معتبر ہو پس اسصورت میں نہ اوسکا قول اختراع میں داخل ہوگا نہ حدیث
ضعیف میں منحصر ہے بلکہ اوسکا مظنون الصدق ہونا ظاہر ہے اور یہان آپ عالم معتبر بالبصیرت وسیع النظر
جو بطور اعتماد بیان کرے اوسکو نہیں مانتے اب یہ لغو ہے یا نہیں **قولہ** صفحہ ۸۶ سطر ۵ سے لغایت سطر ۱۶ کا
خلاصہ چار قباحتیں روایت عقد قاسم کے پڑھنے میں بیان کی ہیں اول ارتکاب کذب و دروغ اور اوسکا سمعہ
ہونا لوگوں سے بیان کرنا دوسرے خدع و تلبیس و فریب بنا تیسرے معصوم اور معصوم زادونکی توہین چوتھے لغو و بیفائدہ
کا معصوم کی طرف نسبت کرنا انتہی ملخصا **اقول** بیان مذکورہ کئی وجہوں سے لغو و مہمل ہے اول کذب و دروغ کا
معتمد ہونا بیان کرنا اسیکو خدع و تلبیس بھی کہتے ہیں اور یہی لغو و بیفائدہ بھی ہے پھر اس مضمون کو تین قباحتیں
قرار دینا لغو و مہمل عوام فریبی ہے دوسرے کذب و دروغ ہونا اس روایت کا ہرگز ثابت نہیں جیسا کہ حجج قاطعہ میں
بیان ہوا بلکہ یہ کہنا مولف رسالہ کا اونکو خود کاذب و دروغ بنانا ہے کیونکہ قول صواب صفحہ ۱۰۳ میں خود لکھائے ہیں کہ

اسکے دروغ ہونیکا علم حاصل نہین اور بعض اہل سیر نے اسکو نقل بھی کیا ہی تیسرے یہ کہنا کہ اس قصہ کا معتمد ہونا لوگونسے
بیان کرنا کذب صریح و خدع و تلبیس ہی ہرگز کوئی ناقل اسطور سی بیان نہین کرتا بلکہ بطور دیگر روایات ضعیفہ کے
بیان کیا جاتا ہی چوتھے اگر یہ قصہ کذب و دروغ ہوتا اسکے بیان کرنے مین فریب ورہ معصوم اور معصوم زادونکی
توہین تھی تو ایک جماعت اکابر علما ہرگز اسکو نقل نہ کرتے اور نہ کوئی عالم مجتہد اسکو پڑھتا نہ سنتا حالانکہ حجج
قاطعہ مین بیان ہوا کہ علما و مجتہدین نے اسکو لکھا بھی اور پڑھا بھی ہی اور سنا بھی ہی بلا انکار کے بلکہ خدع و تلبیس و
فریب و اغرا بجہل یہ ہی کہ اپنے سخن پروری کے وجہ سے امر جائز کو ناجائز لکھنا حلال کو حرام بنانا شریعت
اور قواعد شریعت مین تغیر و تبدل کرنا پانچوین اس قصہ مین نہ کوئی توہین معصوم اور معصوم زادونکی ہی
اور نہ کوئی لغویات اونکے جانب منسوب ہوتی ہی امر جائز کا نسبت کرنا اونحضرات کے جانب خصوصا وہ
امر جو شدت مصائب پر دلالت کرتا ہو جسکی وجہ سے اجر بیحساب اونحضرات کو حاصل ہو مستحسن ہی جیسا کہ حجج قاطعہ
مین بیان ہوا کہ بموجب وصیت عقد کا ہونا بیان ہوتا ہی نہ امر نامشروع کا اس مین کیا توہین ہی اور کونسی
لغویات ہی قولہ صفحہ ۶۰ سطر ۹ سے الغایت صفحہ ۶۹ سطر ۹ کا خلاصہ یہ قصہ کسی کتاب مین جو قبل روضۃ الشہدا کے
تالیف کی گئی ہو نہین ہی اگر کوئی ماخذ ہو بھی تو غیر معتبر ہوگا اور بالفرض ملا حسین کاشفی کا اوسکو کسی ماخذ سے
نقل کرنا اوس ماخذ کے معتبر ہونیکو مستلزم نہین ممکن ہی کہ کاشفی نے کسی مجموعہ اکاذیب سے نقل کیا ہو یا کسی
مقام پر لکھا ہوا دیکھا ہو یا کسی قصہ گو کی زبانی سنا ہو اور کتاب مین لکھدیا اگر کوئی صاحب دعوی کرین تو
ماخذ معتبر بتائین اور اس مطلب کا تقریر حاسم صفحہ ۲۹ اور حصہ دوم صفحہ ۱۹ و ۹۲ و ۹۹ وغیرہ مین ذکر ہو چکا ہی
بلکہ علماء اعلام و مورخین فخام کی کتب مین ایسے امور موجود ہین جو اس روایت کے ساتھ جمع نہین ہو سکتے
انتہی ملخصا **اقول** مردود ہی کئی وجہون سے اول خود ہی صفحہ ۷۲ سطر ۱۴ اس رسالہ مین لکھتے ہین کہ اس مطلب پر
حصول یقین کا دعوی نہین کیا گیا ہی اور یہان لکھتے ہین کہ کسی کتاب مین قبل روضۃ الشہدا کے یہ قصہ نہین
ہی جسکا ظاہر حصول یقین ہی آپ کا کلام آپکو خود جھوٹا بناتا ہی ہمکو جواب کی ضرورت نہین دوسرے یہ وہی
شبہات پارینہ ہین جنکا جواب حجج قاطعہ مین ہو چکا ہی اور اوسکے جواب الجواب مین آپ عاجز ہوگئے مصداق
فی طغیانہم یعمہون کے ہو رہے ہین تیسرے ماخذ روضۃ الشہدا کا مقتل ابو المفاخر ہی اور وہ غیر
معتبر کیونکر ہو گیا کیا کوئی الہام ہوا ہی یا جبرئیل نے خبر دی ہی یا کشف و کرامات سے معلوم ہوا ہی بہت سے
کتب مقاتل مین روایات ایسے راویون سے نقل کیے ہین جنکے حالات سے ہم واقف نہین ہین مثل کلبی و مدائنی و ہلال

بن معویہ وغیرہ کے پس چاہیے کہ ان سب کی روایات غیر معتبر و وضعی ہو جاوین جیسا کہ حجج قاطعہ صفحہ ۱۰ مین

بیان ہوا اوسکا جواب الجواب تو بنتا نہین اپنے ہی کہے جاتے ہین یہ تو حیرت کی گفتگو ہی جو ہم کہین وہ

ٹھیک اور تمام زمانہ جو کہے وہ جھوٹ اسکا کیا علاج ہی چوتھے یہ کہنا کہ کاشفی کا کسی ماخذ سے نقل کرنا

اوس ماخذ کے معتبر ہونیکو مستلزم نہین بالکل مہمل ہے یہی تقریر صاحب بحار و شیخ مفید و ابن شہر آشوب

کے ماخذ مین بھی جاری ہو سکتی ہی پھر سب وہ غیر معتبر ہو جاوینگے جیسا کہ حجج قاطعہ صفحہ ۳۰ مین بیان

ہوا پانچوین یہ کہنا کہ ممکن ہی کاشفی نے مجموعہ اکاذیب سے نقل کیا ہو یا کسی مقام پر لکھا دیکھا ہو یا کسی

قصہ گو کی زبانی سنا ہو انتہی مہمل در مہمل ہی ممکن ہی کہ کاشفی نے کتاب معتبر سے نقل کیا ہو یا راوی

معتبر متدین سے سنا ہو اور بھی ممکن ہے کہ کاشفی کے جانب جو کذب و بہتان و عدم اعتبار کی نسبت

کرتا ہو وہ سخن پرور ہو وغیر ذلک من الوجوہ اور بھی عجب یہ قصہ ایسا تھا تو کیون آپنے قول صواب مین

اسکے پڑھنے کی اجازت دی ہی چھٹے یہ کہ تقریر جاسم کا جو حوالہ دیا ہے اون سبکا جواب حجج قاطعہ مین دیا گیا

ہے جسکی جواب الجواب مین بجز کلمات متہافتہ کے اور کچھ نہین بن پڑتا ساتوین آپ خود تقریر جاسم مین لکھ آئے

ہین کہ نفس امکان سے کوی واقعہ ثابت نہین ہوتا جب تک شاہد درست موجود نہو آٹھوین یہ کہنا کہ

علماء اعلام و مورخین فخام کے کتب مین ایسے امور موجود ہین جو اس روایت کے ساتھ جمع نہین ہو سکتے

حجج قاطعہ مین بیان ہوا جن امور کو آپ منافی اس روایت کے سمجھتے ہین وہ منافی نہین ہین اور بر تقدیر

منافات روایت پامالی کے منافی روایت عدم پامالی ہے بلکہ یہ منافات آپکے امور موجودہ کے منافات

سے کہین زیادہ ہی پس یہ روایت بھی موضوع ہو گی اور اگر امور موجودہ سے آپکی مراد وہ روایت صحیحہ

یقینیہ متواترہ ہی جسکو آپ ضمیمہ گوہر شہوار مین لکھتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو عنایت فرما کر

اوس روایت کا پتہ و نشان بتاے کہ کونسی روایت ہی اور کس کتاب مین ہی جناب والا دروغ گو را

فروغ نہین ہی **قولہ صفحہ ۶۹** سطر ۱۴ سے لغایت صفحہ ۷۰ سطر ۶ کا خلاصہ کئی امر ہین امر اول مولویصاحب

کا یہ بیان کرنا کہ یہ دعوی کرنا کہ کسی مورخ نے اس روایت کو نہین لکھا خلاف عقل ہی اور اسمین اعلیٰ درجہ کے

اسائت ادب ہی اگر یہ قول تسلیم کر لیا جاوے تو مولوی صاحب نے بھی اپنے دو جزو کے رسالہ مین مقام

خلاف عقل کیا ہی اول جتنے علما فریقین کے گذرے ہین سبھونکی سیرت و عملدرآمد اسی بات پر ہی کہ کیا انھون

نے کل علماء کی کتابین دیکھی ہین یہ بھی خلاف عقل ہے دوم یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ روایات ضعیفۃ السند کا

پڑھنا جبتک کہ علم ویقین وضع کا نہو جائز ہی کسیلئے انکار نہین کیا الخ خلاف عقل ہی سیوم یہ کہنا کہ اگر بجوالہ کتاب پڑھے تو بلا خلاف جائز ہی خلاف عقل ہی چہارم کسیلئے علماء اعلام سے کاشفی کو جھوٹا نہین کہا خلاف عقل ہی پنجم ناقل معتبر کا بیان کافی ہی اسی پر عملدرآمد ہی خلاف عقل ہی ششم خبر شہادت امام حسین وغیرہ کا توریت وغیرہ کتب قدیمہ مین ہونا قدما سے کسیلئے نہین لکھا خلاف عقل ہی ہفتم جو ناقل معتبر بیان کریگا اوسکے پڑھنے مین کوئی مضائقہ نہین اسی پر عملدرآمد کل ارباب مقاتل و واعظین کا ہی خلاف عقل ہی ہشتم خبر ضعیف السند کا نقل کرنا فضائل و مصائب مین بلا خلاف جائز ہی خلاف عقل جو جواب مولوی صاحب نے ان آٹھ خلاف عقل کا دینگے وہی جواب ہمارا بھی ہی امر دوم تقریر جاسم حصہ اول صفحہ ۹ مین ہی بظاہر اس قصہ کے ابتدا فقط روضۃ الشہدا سے معلوم ہوتے ہی اس عبارت سے فقط رجحان پیدا ہوتا ہی نہ یہ کہ یقینا روضۃ الشہدا سے ابتدا ہوئی ہی کیونکہ علماء فریقین مین سے کسیلئے اس قصہ کو قبل روضۃ اپنی کتاب مین نہین لکھا اور صاحب روضہ نے بھی کسی کتاب کے جانب منسوب نہین کیا اور جناب علیین مکان اور جناب سید علی محمد صاحب نے بھی اس قصہ کا قبل روضہ کسی کتاب مین موجود ہونا بیان نہین کیا امر سیوم اگر اس قسم کا دعوی خلاف عقل ہو جیسا مولوی صاحب نے کہا ہی تو لازم آئیگا کہ کسی امر پر اتفاق یا عدم خلاف کا دعوی درست نہو اور کسی امر مجمع علیہ یا ضروری مذہب یا ضروری دین ہونیکا دعوی بھی درست نہوگا مولوی صاحب کے بنا پر یہ سب دعاوی خلاف عقل ہونگے امر چہارم اس اعتراض کا تحقیقی جواب یہ ہی کہ حصول علم ویقین مین تمام علماء کے کتب پر عبور کے ضرورت نہین ہی بلکہ اہل فن کے کتب موجودہ اور مشاہیر علماء کے تنقیحات و تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کل علما کا یہی قول ہے یقینا خصوصًا جبکہ قرائن خارجیہ بھی اوسکے موید ہون تو کوئی شبہ باقی نہین رہتا مثلاً آب جاری کثیر کا بمجرد ملاقات نجس نہونا یا آب مضاف کثیر و قلیل کا بمجرد ملاقات نجس ہونا کل علماء شیعہ کا اتفاقی امر ہی اسمین کل فقہاء کے کتب دیکھنے کی ضرورت نہین ہی بلکہ مشاہیر علماء کے تنقیحات اس باب مین کافی ہین اسیطرح دس مثالین لکھی ہین اور رسالہ کا حجم بڑھایا ہی حالانکہ ایک دو ہی مثالین کافی تھین بعد اوسکے لکھا ہے کہ اسیطرح قصہ دامادی کو قبل روضہ کسی مورخ نے نہین لکھا لہذا اوسکے نہونیکا یقین کرنا خلاف نہوگا انتہی ملخصًا **اقول** وباللہ التوفیق یہان مولف رسالہ نے اپنا بڑا زور طبیعت دکھایا ہی تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو جاوے کہ مولف رسالہ بڑے صاحب کمال بڑے وسیع النظر ہین حالانکہ جو کچھ تطویل بلا طائل کے ہے بجز عوام فریبی کے اور کچھ بھی نہین ہی اوھن من بیت العنکبوت کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان

ماء کے مانند ہی اب ناظرین ہر ایک امر کا جواب علیحدہ علیحدہ سنین جواب امر اول مولف رسالہ کو ابھی تک وجود
وعدم مین فرق نہین معلوم باوجود ادعاء فضل وکمال و منطقی ہونیکی جناب محقق الثانی صاحب حجج نے
جو لکھا ہی کہ یہ دعوی کرنا کہ کسی مورخ نے نہین لکھا خلاف عقل ہی کر یہ بنابر قاعدہ عدم الوجدان
لا یدل علی عدم الوجود کے ہی کسی امر کا نہ دیکھنا مستلزم اسکے نہین ہی کہ واقع مین بھی وہ امر نہو
یہ مسلمہ کل عقلاء کا ہی جو اسکے خلاف کہیگا وہ ضرور خلاف عقل ہوگا اور جو آٹھ مقامات آپنے اپنے جودت
ذہنی تلاش کرکے حجج قاطعہ مین نکالے ہین اونکی بنا وجدان پر ہی عدم وجدان پر نہین ہی جو آپ معارضہ کرتے
ہین قیاس مع الفارق کو دخل دیتے ہین حجج قاطعہ مین جو دعوی سیرت و عملدرآمد و اتفاق و بلا خلاف کا کیا ہی
تو وہ امر وجدانی ہی علماء نے اوسکو لکھا ہی اور عملدرآمد بھی اوسکا موجود ہی جیسا کہ قول صواب مین آپنے بھی
بکثر مقامات مین عبارات علما کو اس باب مین لکھا ہی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی ہمین کوئی ضرورت بکل کتب علما کے
دیکھنے کی نہین ہی بلکہ لکھدینا علماء معتبرین کا کافی ہی جیسا کہ اپنے مثالین دی ہین وہ ہماری مفید ہین آپکے عدم شہود
سبب خیر مگر خدانخواستہ اور بھی متعلق شہادت امام حسین علیہ السلام کے حجج قاطعہ مین جو لکھا ہی اوسکا مطلب یہ ہی
کہ ممکن ہی کہ قدما نے بعض امور مین زیادہ تحقیق نکی ہو اور متاخرین نے اپنے کد وکوشش بلیغ سے بعض امور حاصل کیے
ہون بنابر قول مشہور بین العلماء کم ترک الاول للآخر کے ہے یعنی بہت سی چیزین ایسی ہین کہ
قدماء نے اونکو تحقیق نہین کیا ہی متاخرین نے اپنے کد وکوشش سے حاصل کین جیسا کہ شہادت امام حسین کا
کتب قدیمہ مین ہونا متاخرین نے تحقیق کیا قدما نے اوسکی جانب توجہ نکی اب صاحبان انصاف ملاحظہ
کرین کہ یہ کیا خلاف عقل ہی بخلاف اسکے جس روایت کو یا قصہ کو ایک مورخ لکھتا ہو اور دو عالم معتبر باکمال
وسیع النظر بھی لکھتے ہون اور ایک گروہ علما نے بھی اوسپر عمل کیا ہو اوس قصہ کے نسبت کوئی شخص
کہے خصوصا وہ شخص جو اون عالمون کی فضل وکمال و وسعت نظر کے مقابلہ مین پاسنگ بھی نہو اور نو
عمر بھی ہو کہ یہ قصہ کسی مورخ نے جو قبل ان کے تھے نہین لکھا یہ کہنا ضرور خلاف عقل ہوگا بلکہ صاحبان
فہم ایسے کلام کو محمول جہالت پر کرینگے بموجب قاعدہ مذکورہ کے اور یہ کہنا مولف رسالہ کا کہ اس مین اعلے
درجہ کے اسائت ادب ہی انتہی ناظرین ملاحظہ فرماوین جب مولف رسالہ خلاف عقل کہنا اپنے نسبت اعلے
درجہ کے اسائت ادب سمجھتے ہین تو اونھون نے جناب تاج العلماء کے نسبت جو گستاخیان کی ہین تقریر حاکم مین
جنکا بیان آیندہ کیا جائیگا مثلاً جناب مرحوم کے جواب مین لکھا ہی کہ کیا حضرت قاسم مانجھی کا جوڑا پہنے ہوے

لنگنا باندھے ہوے مہندی لگائے ہوے اٹھنے کو گئے تھے جو اجداد اونپر ترحم کرتے اور بھی لکھا ہی جواب مین کہ
کشف وکرامات کو یہان دخل نہین اور بھی لکھا ہی کہ کیا پروانہ دستیاب ہوا ہی اس قسم کے طعن آمیز کلمات
تاج العلماء کے جواب مین لکھے ہین چھوٹا موںھ بڑی بات اب ناظرین ملاحظ فرماوین جب خلاف عقل کہنا ہی
اعلے درجہ کے اسائت ادب ہی تو بیان مذکور مین کس قدر اسائت ادب ہوگا اور بقول آپکے البادی
اظلم ابتدا آپ ہی کے جانب سے ہے اور اس رسالہ مین جو علما متدینین ومقدسین کے نسبت لفظ
مغفل وبے بصیرت اور اونکے فتاوی کو بیوقعت کہا ہی اور اونکو اجنبی بنایا ہی یا صاحب حجج قاطعہ
کے نسبت جو طعن وتشنیع کے الفاظ لکھے ہین مثل مفتری وحق پوشی وعوام فریب ونالائق اور
شعر تا مرد سخن نگفتہ باشد * عیب وہنرش نہفتہ باشد اور شعر ہر گناہے کہ بخواہی شب اوینہ بکن
الخ لکھکر چھوڑ دیا ہی جو اشارہ ہی مصرعہ تاکہ از صدر نشینان جہنم باشی ہی کے طرف اور مثل ای ایاز قدر خود بشناس وغیرہ الفاظ
عامیانہ کیا یہ بیانات فقرہ خلاف عقل سے کم ہین کیا اسائت ادب نہین ہی ایسے الفاظ مین تو توہین علماء کرام کے
ہی جو نائبان ائمہ معصومین ہین اور فعل ناجائز وحرام موجب عذاب ونکال آخرت کے ہے اسائت ادب
انکے مقابلہ مین کیا چیز ہی اور خلاف عقل کہنے مین اسائت ادب بھی نہین ہی چہ جائیکہ اعلے درجہ اسائت
ادب کا ہو یہ آپ کا سلیقہ فہم ہی اور بھی حجج قاطعہ کو دو جزو کا رسالہ کہنا یا عوام فریبی ہی یا جھوٹ ہی
دونون صورتون مین آپ مستوجب عذاب ونکال آخرت کے ہوے جواب امر دوم یہ کہنا مولف رسالہ
کا کہ تقریر حاسم حصہ اول صفحہ ۹ مین یہ لکھا ہی کہ بظاہر اس قصہ کے ابتدا فقط روضۃ الشہداء سی معلوم
ہوتے ہین جس سے رجحان پایا جاتا ہی نہ یقین الخ یہ عوام فریبی ہی جواب سے عاجز ہونے کی دلیل ہے
اب سنیے ناظرین یہ عذر بدتر از گناہ ہی جب دعوے مذکورہ خلاف عقل تھا تو اس جواب کی کیا ضرورت تھی
حالانکہ یہ جواب بھی غلط ہی اوسی صفحہ مین تقریر حاسم کی صاحب تحفہ کو رد وغلو کہا ہی اور قبل اوسکے صفحہ ۶
سطر ۲ مین لکھتے ہین کہ بقدر امکان وفرصت اس قصہ کے موضوعیت کے بیان پر اکتفا کیجاتی ہے
انتہی پھر صفحہ ۲۲ مین لکھا ہی اس رسم کا قدیم ہونا کسیطرح قابل تسلیم نہین والا کتب قدیمہ مین بھی
اسکا کہین تذکرہ ہوتا اور جسکو اسکے قدیم ہونیکا دعوی ہو وہ ایک آدہی کتاب قدیم مین اسکا
تذکرہ دکھلا دیوین پھر صفحہ ۸۸ مین لکھا ہی اس قصہ کا ان دونون کتابون یعنی روضہ ومنتخب کے
سوا علماء فریقین کے قدما ومتاخرین مین سے کسی عالم مورخ کی کسی کتاب مین مذکور ہونا عاقل

نزدیک لااقل اوسکے مظنون الکذب ہونے کو ضرور تقتضی ہے پھر حصہ دوم صفحہ ۹۲ مین لکھا ہے از رلہ جہ ہانی
شیعیان عجم کے کسی ایسی کتاب کا نشان دین جو ملا حسین کاشفی کے قبل کے تالیف ہوئے ہوں اور مع
ذلک قصہ مذکورہ اوس مین مندرج ہو پھر ضمیمہ اخبار گوہر شہوار نمبر ۶ جلد ۳ ماہ جون سنہ ۹۱ء کے صفحہ ۱۱
و ۱۴ و ۷ و ۸ و ۱۲ مین جو نام سے مولوی حسن علی صاحب وقار جونپوری کے چھپا ہے لکھا ہے کہ یہ قصہ
بے اصل متیقن الکذب ہے کسی مورخ و محدث نے اسکا مطلقاً ذکر نہین کیا انتہی ملخصاً اور بھی اسی رسالہ کے
صفحہ ۷ سطر ۵ مین لکھا ہے کہ حسب فتویٰ کا ماخذ فقط روضۃ الشہداء کے حکایت بے سر و پا ہو جو جملہ ارباب تواریخ
و سیر کے نصوص کے مخالف اور بھی اسی رسالہ مین کئی مقام پر لکھا ہے صفحہ ۸ سطر ۱۵ مین اور صفحہ ۳۹ سطر ۱۵ وغیرہ
مین اب ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ مولف رسالہ کا یہ کہنا کہ تقریر جاسم سے فقط ظہور و رجحان عدم ذکر قصہ
مذکورہ کا پیدا ہوتا ہے یقین عدم ذکر کا نہین نکلتا صحیح رہا یا جھوٹ اور قابل مضحکہ تو یہ ہے کہ خود ہی چند سطر
کے بعد مکرر لکھتے ہین کہ اگر اس قصہ کے قبل روضہ کسی کتاب مین موجود نہونے پر حصول یقین کا دعوے
کرلیا جاوے تب بھی بے محل نہوگا کیونکہ علماء فریقین سے کسینے اس قصہ کو قبل روضہ اپنی کتاب مین نہین
لکھا انتہی اب مولف رسالہ پوری مصداق اوس فقرہ کے جو صاحب روضۃ الشہداء کے نسبت تقریر جاسم
مین لکھا ہے ہوئے یا نہین اور یہ کہنا کہ صاحب روضہ نے بھی کسی کتاب کے جانب منسوب نہین کیا انتہی مہمل ہے
کیا بحار وغیرہ کتب مقاتل مین کل روایات کو کتاب کے جانب منسوب کیا ہے اکثر روایات اونہین قیل وغیرہ اون
الفاظ سے لکھے ہین جنسے نہ کتاب کا پتا چلتا ہے نہ راوی کا نام معلوم ہوتا ہے اگر اسوجہ سے صاحب روضہ کا کلام موضوع
ہوگیا تو کل ایسے روایات بحار وغیرہ کتب مقاتل کے موضوع ہوجاوینگے اب فرمائے یہ طمطراق آپکا کہان گیا
اور جناب علیین مکان اور جناب تاج العلما سید علی محمد صاحب نے اگرچہ قبل روضہ کسی کتاب مین ہونا بیان نہین
کیا باوجود اسکے بھی اوسکے پڑھنے کو جائز جانا ہے موضوع نہین کہا ہے یہ تو ہمارے مفید ہے معلوم ہوتا ہے بھولے سے
آپنے یہ لکھدیا جواب امر سیوم کا اوپر بیان ہوا کہ صاحب حجج کا دعوی بنا بر قاعدہ عدم الوجدان لا یدل
علی عدم الوجود کے ہے خلاف عقل ضرور ہوگا اور اتفاق و عدم خلاف و ضروری مذہب و دین کا ہونا
بنا بر وجدان کے ہے جسکی مثالین آپنے خود بیان کی ہین ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور
وجود و عدم مین فرق نکرنا ہے جواب امر چہارم کا اگرچہ یہ سب صحیح ہے کوئی ضرورت امور مذکورہ مین جملہ فقہاء کے
کتب پر عبور کرنے کے نہین ہے پہلے یہ تو فرمائے وہ کون کتب اہل فن ہین اور کون مشاہیر علما ہین جنھون نے تصریح و

نقض کرے ہی کہ عقد قاسم موضوع و بے اصل ہی اور کسی نے مورخین و علما سے اپنے کتب مین نہین لکھا جتنی مثالین
اپنے لکھی ہین وہ سب جدا ہی ہین او نمین تصریح و تخصیص موجود ہی اور دعوی صاحب حجج کا بنا بر عدم وجدان کے
ہی وہ سب مثالین مفید و مؤید صاحب حجج کے ہین جیسا کہ بیان ہوا اور یہ کہنا آپکا کہ قصہ دامادی کو قبل وضع
کسی مورخ نے نہین لکھا پس اس بنا پر آپکو چاہیئے تھا کہ ہرگز اسکے پڑھنے کی اجازت نہ دیتے حالانکہ قول جواب مین
آپ اسکے پڑھنے کی اجازت دیتے ہین یہ تناقض کیسا ہذا ینبغی ان یحقق المقام **قولہ** صفحہ ۷۶ سطر ۱۱ سے لغایت صفحہ
۷۸ سطر ۱۲ کا خلاصہ کئی امر ہین اوّل مولوی صاحب نے جو مضمون مدینۃ المعاجز سے نقل فرمایا ہی وہ بالکل اسکے
مطابق نہین اور اوس مین تصرفات فرمائے ہین اور سات تصرفات لکھے ہین جنکا خلاصہ یہ ہی کہ مولوی صاحب نے
چار کتب خانونکو ایک ہی کتب خانہ لکھا ہی اور عبارت فہمی کی بھی لیاقت نہین ہی جو مبتدین طلبہ کو ہوتی ہی دوم جملہ کتب کا اس
زمانہ مین دستیاب ہوتا اور راوی پر عبور کا ہونا مسلم ہی لیکن اتفاق کا دعوی کرنا جملہ کتب کے حال ہوانے اور اونکے عبور ہونے پر موقوف ہی
ورنہ کسیطرح اتفاق کا دعوی ممکن نہوتا اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ امام زین العابدین یا حضرت علی اکبر
زمانہ رسول خدا مین موجود نہ تھے یہ امر جملہ ارباب سیر کا اتفاقی ہی اور یقینی ہی کیا اس دعوی کو خلاف عقل
آپ بتائینگے اور دیباچہ مدینۃ المعاجز کو اوسکے جواب مین پیش کرینگے سوم یہ کہ دیباچہ مدینۃ المعاجز کا ترجمہ
محرف پیش کیا ہی انتہی ملخصا **اقول** جواب امر اول مطلوب صاحب حجج کا کثرت کتب کا بیان کرنا ہی کتبخانونکے
تعداد کا بیان منظور نہین تھا حجم کتاب بڑھانے کے واسطے جیسا آپنے شقوق طول و طویل تقریرات لاحاصل مین
اپنی لیاقت جتانے کے واسطے بیان کیئے ہین وہ مطلب صاحب حجج کے بیان سے حاصل ہے اس مطلب مین
کوئی غلطی اونھونے نہین کی پس آپ کا اس مضمون کو غلط کہنا آپکی غلطی ہی نہ اونکی اور ترجمہ عبارت مدینۃ المعاجز کے
مین جو آپ غلط فہمی کے نسبت کرتے ہین تو اوسکی حالت یہ ہی ناظرین با فہم ملاحظہ فرماوین عبارت مدینۃ المعاجز
یہ ہی فقد حکی صاحب عمدۃ النسب ان کتب المرتضی کان ثمانین الف مجلد و یحکی عن الصاحب
اسمعیل بن عباد ان کتبہ محتاج الی سبع مائۃ بعیر قال و حکی عن الشیخ الرافعی ان کتبہ مائۃ
الف و اربعۃ عشر مجلد و قد اناف القاضی عبد الرحمن الشیبانی علی جمیع من جمع کتابا
فاشتملت خزانتہ علی مائۃ و اربعین الف مجلد اس عبارت مین اگر کتبہ اور خزانتہ کی ضمیر علم الہدی کے
کے جانب راجع کیجائے تو معنی عبارت مذکورہ کے یہ ہونگے کہ صاحب عمدۃ النسب نے حکایت کی ہی کہ کتب خانہ
علم الہدی کا اسی ۸۰ ہزار جلد کا تھا اور اوسنے بیان کیا ہی کہ حکایت کیجاتی ہی صاحب اسمعیل بن عباد سے اس امر کے

کہ کتب خانہ مین اونکی احتیاج سات سو اونٹون کے ہوتی تھی اور یہی بیان کیا صاحب عمدۃ النسب نے
کہ حکایت کی گئی شیخ رافعی سے کہ کتب خانہ علم الہدی کا ایک لاکھ چودہ ہزار جلد کا تھا اور ثعالبی نے
عبد الرحمن شیبانی نے کل کتب خانون سے علم الہدی کے کتب خانہ کو زیادہ بتایا ہی کہ وہ مشتمل
تھا ایک لاکھ چالیس ہزار مجلد پر اور اگر لفظ کتبہ اول کے ضمیر صاحب اسمعیل بن عباد کے جانب
اور کتبہ ثانی کے ضمیر شیخ رافعی کے جانب اور خزانتہ کے ضمیر عبد الرحمن کے جانب راجع کیجاے تو متعدد
جملہ ہونگے اور ترجمہ وہی ہوگا جو مولف رسالہ نے کیا ہی بہر حال احتمال دونون کا ہی اور دونون احتمال
پر مطلب صاحب حجج کا حاصل ہی مولف رسالہ بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اوسپر مولف رسالہ کی بد زبانی اور یہ
کہنا کہ ترجمہ مین تحریف کی ہی قابل تماشای اولوالالباب ہی ایسے تعرضات لفظیہ کے جانب صاحب حجج نے
التفات نہین کیا ورنہ بہت سے مہملات تقریر جاسم مین موجود ہین جنکے ذکر کرنے مے سواے حجم کتاب
بڑہانے کے اصل مطلب سے تعلق نہ تھا مگر بطور مشتی نمونہ از خروارے چند امر کا اب بیان کرنا ضروری ہوا
اول تقریر جاسم حصہ اول صفحہ ۱۶ مین مصرعہ یا طول خزنی وقلبی فیک افکار ہین لفظ
افکار جو جمع فکر کے ہی اوسکو افکار بکاف فارسی پڑہا ہی بمقتضی بنا ر فاسد علی الفاسد غلط قرار
دیکر ضحکہ ثواکل قرار دیا ہی اور عیوب ونقایص شعر سے شمار کرکے اپنے مہارت فن عروض وقافیہ مین
ظاہر کی ہی بالکل مہمل ہی افکار جمع فکر کے پڑھنے مین شعر کے معنی بھی درست رہتے ہین اور قافیہ مین
بھی خلل نہین ہوتا قلبی طول خزنی پر عطف بمعنی یا قلبی کے منادی حکم خطاب مین ہی اسمین کونسی خرابی معنی
شعر مین یا قافیہ مین ہوتی ہے دوم ادنی طالب علم مبتدی جانتے ہین کہ عرب مین کاف فارسی مستعمل نہین
ہی اور لفظ افکار بکاف فارسی عربی نہین ہی جس شاعر مین ایسی قابلیت تھی جسنے یہ اشعار نظم کیے وہ
بھی نجانتا تھا کہ کاف فارسی کا عرب مین استعمال نہین ہوتا اور لفظ افکار بکاف فارسی عربی نہین ہے
یہ کوی عاقل گمان کر سکتا ہی اب یہ مہمل ہوا یا نہین تیسرا مہمل اوسی صفحہ کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ اگر وقلبی
فیہ افکار پڑہا جاے تو شناعت مذکور لازم نا ئیگی یہ بھی کئی وجہ سے مہمل ہی اول اس بیان سے یہ ظاہر
ہوتا ہی کہ فیہ پڑھنے سے لفظ افکار عربی رہیگی اور فیک پڑھنے مین فارسی ہو جاویگی یہ بھی مہمل
دونون صورتون مین عربی رہتی ہے جیسا کہ بیان ہوا دوسرے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ لفظ فیک
غلط اور لفظ فیہ صحیح ہی یہ بھی مہمل کیونکہ اوپر بیان ہوا کہ قلبی منادی حکم مخاطب مین ہی اس حال مین فیہ

غلط اور رفیک صحیح ہوگا مگر یہ کہ صنعت التفات مین آپ اسکو داخل لین جو تھا مہمل صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین
لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین ان اشعار کے تصحیح کے جانب متوجہ ہوا مگر تصحیح ممکن نہوئی یہ اشعار مشکوک رہگئے ہیں
انتہی جب خود مولف رسالہ کے نزدیک صحت مین ان اشعار کے شک تھا تو یہ کونسی عقل ہے کہ جسکے صحیح
ہونے مین شک ہو اور وہ کلام جاہل کا بھی نہو عربی دانکا ہو اوسکو قطعاً غلط کہدیا اور غلطی بھی ایسی ہو جسکو ہر ایک
عربی دان جانتا ہو پھر اوسپر تفریعات بیجا کیئے جاوین اور ضحکہ ثواکل اور عیوب و نقائص مین داخل کیا جائے
پانچوان مہمل یہ کہ قول صواب صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ و تقریر حاسم صفحہ ۶ مین ذکر عقد قاسم کو جائز ترک اجوط لکھتے
ہین اور دلیل مین اوسکی وہ تقریر لکھی ہے کہ جس سے موضوع ہونا اوس قصہ کا ثابت ہوتا ہے دلیل تو حرمت
پر دلالت کرے اور فتوی جواز کا ہو یہ مہمل ہے یا نہین چھٹا مہمل بلکہ کذب فاحش ضمیمہ گوہر شہوار نمبر ۶
جلد ۳ ماہ جون سنہ ۱۹۰۷ء مین جو مولف رسالہ نے نام سے مولوی حسن علی صاحب قار جونپوری کے چھپوایا ہے
اوس ضمیمہ کے صفحہ ۱۰ سطر ۱۶ مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون مین اور شیخ جعفر شوشتری
نے اپنے تحریر مین اس قصہ کے موضوع و بے اصل ہونے کے نص فرمائی ہے حالانکہ یہ بیان بالکل مہمل و غلط
فاحش ہے جلاء العیون مین مجلسی یہ لکھتے ہین کہ در کتب معتبرہ بنظر حقیر نرسیدہ اس عبارت سے کسیطرح اس قصہ کا
موضوع و بے اصل ہونا ظاہر نہین ہوتا بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو کتب کہ مجلسی کے نزدیک معتبر نہین ہین اونمین
لکھا ہے اسیطرح شیخ جعفر شوشتری نے اس قصہ کو پڑھا بھی ہے اور مجالس مواعظ دیکا مین لکھا بھی ہے اب
مولف رسالہ کا یہ کہنا کہ ان دونون عالمون نے نص فرمائے ہے اس قصہ کے موضوع و بے اصل ہونے پر
کیسا مہمل و کذب فاحش ہے ساتوان مہمل بلکہ کذب فاحش اوسی ضمیمہ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۲ مین لکھتے ہین کہ عروسی
قاسم متیقن الکذب ہے اور روایت صحیحہ یقینیہ متواترہ کے صریح معارض ہے کہ جسلے تاویل بالکل مسدود ہے
انتہی حالانکہ کوئی روایت اسکے موضوع ہونیکی نہین ہے اوسپر طرہ یہ ہے کہ کہتے ہین وہ روایت صحیحہ یقینیہ
متواترہ ہے جو قابل تاویل نہین کیسا کذب فاحش ہے عوام کو گمراہ کرنیوالا اسیطرح تقریر حاسم مین بہت سے
مہملات ہین جنکے بیان مین سوائے طول کے کوئی نفع نہین لہذا اعراض کیا گیا اب ناظرین با فہم عزت
اور مہارت و لیاقت مولف رسالہ کو اور اونکی سلیقہ سخن فہمی کو جانچین براین عقل و دانش بباید گریست جواب
امر دوم کا یہان اتفاق کا دعوی کتب مجلسی کے عبور پر موقوف نہین ہے یہ امر وجدانی ہے مشاہیر علما کا لکھدینا کافی
ہے جیسا کہ گذرا اسی بنا پر صاحب حجج نے بھی دعوی اتفاق کا کیا ہے اور یہ جواب لکھتے ہین کہ اگر کوئی دعوے کرے

کہ امام زین العابدین اور حضرت علی اکبر رسول خدا کے زمانہ مین نہ تھے یہ یقینی ہی کہ جملہ ارباب سیر کا
اتفاق اسپر ہی یہ خلاف عقل نہین ہو سکتا یہ مثال بھی آپکے قابل تماشای اولوا الالباب ہی جناب
محقق صاحب امام زین العابدین اور حضرت علی اکبر کی تاریخ و سن ولادت جو مورخین نے لکھا ہی اس سے
تو صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات زمانہ رسول خدا مین نہ تھے کیا عقد قاسم کے موضوع و بے اصل ہونے کی بھی
جملہ ارباب فن نے نص اور تصریح کر دی ہی جو اسپر عقد قاسم کو آپ قیاس کرتے ہین یہ فہم آپکا ہی
او سپر اپنے تئین آپ ارباب تنقید سے کہتے ہین گر ہمین مکتب است و ہمین ملا کار طفلان تمام
خواہد شد جواب امر سیوم کا بیان ہوا کہ لفظ کتبہ مذکور مین دونون احتمال ہین اسکو تحریف نہین
کہتے تحریف اسکو کہتے ہین جیسے آپنے کی ہے لفظ اذکار صحیح کو افکار بکاف فارسی پڑہا ہی اپنی
لیاقت کا اظہار کیا ہی یا صفحہ ۲۳ تقریر جاسم حصہ دوم مین آپ کا فاطمہ بنت الحسین کے مقام پر
فاطمہ بنت الحسن پڑھنا یا آپکا حصہ اول تقریر جاسم صفحہ ۹۸ مین اس عبارت بحار کو نقل کرنا
ولذلك عدلنا عما التزمنا فی صدر الکتاب بذکر بعض القصص من التواریخ
والکتب التی لم یکن فی درجة ما اوردته فی الفهرست فی الوثوق والاعتماد
الخ اور بعد اوسکے یہ لکھنا کہ جس سے معلوم ہوا کہ علامہ مجلسی نے ایسی کتابون کے قصون کو
بھی نقل کر دیا ہی جن پر کمال وثوق حاصل نہ تھا لکن نفی کمالیت وثوق سے اصل وثوق کی نفی لازم نہین آتی
انتہی کمال وثوق و نفی کمالیت وثوق کس عبارت مجلسی سے آپنے نکالا ہی اوسکا مطلب تو یہ ہی
کہ جیسا وثوق و اعتماد مجھے فہرست کے کتب پر ہی ویسا اعتماد و وثوق مجھے ان تواریخ و کتب پر
نہین ہی اور یہ ظاہر ہی کہ وثوق امر اضافی ہی جیسا کہ آپ بھی صفحہ ۱۲ مین اس رسالہ کے لکھتے ہین
اس سے تو کتب فہرست پر بھی مطلق اعتماد و وثوق نکلتا ہی کمال وثوق نہین نکلتا آپکا کمال وثوق
و نفی کمال وثوق کہنا مہمل اور تحریف ہوئے یا نہین تحریف خود کرتے ہین اور نسبت صاحب مجمع کے
جانب دیتے ہین سبحان اللہ یا آپکے معتمد جسکو آپ سپہر کاشان سے تعبیر کرتے ہین صاحب ناسخ التواریخ
کا اوت مهموز العین کو اوت بحرف شرط پڑھنا جیسا کہ آپ صفحہ ۸۴ کتاب مذکور مین اسپر تعرض کرتے
ہین یہ تحریف کہلاتے ہی نہ جو کہ آپ سمجھے ہین قولہ صفحہ ۸ سطر ۱۵ اسکے نبات صفحہ ۹ سطر ۵ کا خلاصہ
مولوی صاحب نے اپنے اس بیان کو بیان سابق پر متفرع کیا ہی اوسکا حال معلوم ہو چکا جب مورخ

مفروض کا قول جملہ ارباب فن کے مخالف ہی اور اوسکے خلاف کا یقین حاصل ہو چکا ہی تو اوسکا قول ہرگز قابل
التفات نہین اور اگر اوسکا قول جملہ ارباب فن کے خلاف نہین ہی اور نہ یقین اوسکے خلاف کا حاصل ہی تو وہ باطل
نہوگا خواہ مورخ معتبر عالم واعظ ہو یا نہو خواہ کذب وافترا کے بیان کا خلاف عقل و نقل ہونا جانا ہو یا نہین انتہی ملخصا
اقول جو کچھ بیان سابق پر اپنے ایرادات کیے تھے اونکی حقیقت بخوبی کھولدی گئی ناظرین ملاحظہ فرماوینگے
عجب کیفیت ہی مولف رسالہ کی جہان جو ذہن مین آتا ہی وہ کہدیتے ہین مطلق اسکا اعتبار نہین رہتا کہ ہمنے کیا کہا
ہی اور اب کیا کہتے ہین ابھی صفحہ ۲۰ مین لکھ چکے ہین کہ اس قصہ کی ابتدا روضۃ الشہدا سے ہونے پر ہمنے یقین کا دعویٰ نہین کیا ہی
بلکہ دعوے ظہور و رجحان کا کیا ہی اور یہان لکھتے ہین کہ جملہ ارباب فن کے مخالف ہی اور اوسکے خلاف کا یقین حاصل ہو چکا
ہی اس حال مین تو ضرور اس قصہ کی ابتدا روضۃ الشہدا سے ہوئی خواہ صاحب روضہ نے خود وضع کیا ہو یا دوسرے
ایسے متہافت بیانات قابل جواب نہین ہین اور یہی جملہ ارباب فن کے یہ قصہ ہرگز خلاف نہین تھا جب صاحب روضہ بھی ارباب فن مین
ہین جیسا کہ آپ قول صواب مین لکھتے ہین کہ اس قصہ کو بعض اہل سیر نے نقل بھی کیا ہی اور اگر ایسا ہوتا تو بلا شک یہ قصہ قطعی
الکذب ہوتا حالانکہ ایسا نہین ایک جماعت اکابر علما نے اسکو نقل کیا ہی اور انکار نہین کیا اور صاحب بحار نے بھی
اسکو قطعی الکذب نہین کہا اور صاحب روضہ نے مقتل ابو المفاخر سے نقل کیا ہی بلا دلیل کیونکر اوسکو کذاب و وضاع
کہہ سکتے ہین اس صورت مین جملہ ارباب فن کے خلاف کب ہوا یہ بھی جھوٹ اور یہی جب قول مورخ کا مخالف جملہ
ارباب فن کے نہو اور اوسکے خلاف کا یقین نہو تو حکم بطلان کا اوسپر نہین ہو سکتا خواہ وہ عالم ہو یا نہ کذب و افترا اوسکا خلاف
عقل و نقل جانا ہو یا نہین انتہی تو پھر کیون آپ فاطمہ صغرا کے مدینہ مین ہونے سے جسکو صفحہ ۸۰ حصہ دوم تقریر ہاسم
مین لکھتے ہین کہ علامہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہی اور شہربانو کے فرات مین غرق ہونیسے یا حضرت سکینہ کے بروز
عاشورا اسن نسوان مین شوہردار ہونیسے انکار کرتے ہین حالانکہ بیان کرنیوالے امور مذکورہ کی ارباب فن سے ہین
بلکہ صاحب ناسخ و آثار تو آپکے معتمدین سے ہین اور سکینہ کا شوہردار ہونا اونکے نزدیک راجح ہی اور غالب ارباب سیر کا
حوالہ دیتے ہین یہ امور جملہ ارباب فن کے مخالف کہان ہوے کیا علامہ و صاحب ناسخ آپکے نزدیک ارباب فن سے
نہین ہین ذرا صاحبان فہم مولف رسالہ کے ان تحریرات بے سروپا کو ملاحظہ فرماوین **قولہ** صفحہ ۹۰ سطر ۸ سے لغایت
سطر ۱۴ کا خلاصہ اگر کتب موجودہ و قرائن خارجیہ و داخلیہ سے اصل مطلب کے مسلم اور مفروغ از بحث ہونیکا باعتبار
عادت علم حاصل ہو جاوے تو مورخ مذکور کے قول پر احکام کذب و وضع جاری ہونگے انتہی ملخصا **اقول** مکرر بیان ہوا
اور یہ بخوبی واضح ہین کہ بتفصیل سے بیان ہوا کہ کوئی قرائن خارجیہ و داخلیہ قصہ مذکور کے وضعی ہونے پر موجود نہین ہین

بلکہ برعکس ہے علماء معتبرین کا اسکو لکھنا اور پڑھنا اسکے مطعون بصحت ہونے پر دلالت کرتا ہے اور کتب [illegible]
اوسکے کذب و وضع پر نہیں کرتے ہا ناقل مثل طریح نجفی و ملا مہدی نراقی نے اوسکو کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے اور ایک جماعت
اکابر علماء کرام کے مقابلہ مین آپکے علم عادی کا کیا اعتبار ہے اور کس قاعدہ فقہ یا اصول فقہ سے آپ اپنے علم
عادی کو ترجیح دیتے ہین مقابلہ مین ایک جماعت کثیر اکابر علماء کے کیا قواعد فقہ و اصول سے واقف
نہ تھے انھون نے بے قاعدہ کیا اور آپ قاعدہ سے چلتے ہین **قولہ** صفحہ ۹۰ سطر ۱۱ سے لغایت صفحہ
۸۰ سطر ۱ کا خلاصہ اگر مورخ موثوق و ارباب خبرت سے ہو تو اوسکا ماخذ اوسکی نظر مین معتبر ہوگا
بشرطیکہ بدون بیان حال نقل کرے والا ماخذ کا اوسکی نظر مین معتبر ہونا لازم نہوگا کیونکہ بعد
بیان حال کے وہ معذور سمجھا جائیگا اور ایسے مورخ کی نسبت تعمد کذب یا نقل معلوم الوضع کا
احتمال بے معنی ہوگا لیکن اوسکے ماخذ کا اعتبار واقع معتبر ہونا کسیوقت مین لازم نہین ہے اور اگر
مورخ موثوق و ارباب خبرت سے نہو بلکہ مغفل ہو تو اوسکا ماخذ کسی طرح معتبر نہوگا علی کل تقدیر اگر مورخ
کی روایت کسی قادح عقلی یا شرعی پر مشتمل ہوگی یا اوسکا کوئی معارض قوی ہوگا تو وہ ساقط از اعتبار
ہوگی انتہی ملخصا **اقول** اولا یہ تو فرمایئے قول صواب صفحہ ۱۱۳ مین آپ لکھتے ہین کہ اگر ناقل فضیلت
متحرز عن الکذب ہے تو اوسکا قول کسی ایسے ماخذ کی طرف ضرور مستند ہوگا جو اوسکے نظر مین معتبر ہو
اور یہان آپ لکھتے ہین کہ مورخ موثوق جو ارباب خبرت سے ہو اور بدون بیان حال نقل کرے تو ماخذ
کا اوسکی نظر مین معتبر ہونا لازم نہین ہے سبحان اللہ جو ناقل فقط متحرز عن الکذب ہو اوسکا ماخذ تو
ضرور معتبر ہو اور جو ناقل موثق بھی ہو اور ارباب خبرت سے بھی ہو اوسکا ماخذ معتبر نہو یہ عجیب و غریب
تحقیق ہے ثانیا مولف رسالہ سے ہم یہ پوچھتے ہین کہ طریح نجفی و ملا مہدی نراقی موثق و ارباب خبرت سے
ہین یا نہین اگر ہین تو انھون نے عقد قاسم کو بدون بیان حال وضع نقل کیا ہے تو اوسکا ماخذ اونکی
نظر مین معتبر ہوگا یہی کافی ہے اوس قصہ کے روایت کے لیے اور اگر موثق و ارباب خبرت سے نہ تھے
مغفل تھے گو کہ یہ قول مثل ہذیان کے ہے تو اونکا ماخذ بقول آپکے کسیطرح معتبر نہوگا پس ایک جماعت
کثیر اکابر علماء کا طریح نجفی سے جو غیر موثق اور ارباب خبرت سے نہ تھے اور مغفل تھے اور ماخذ بھی اونکا
غیر معتبر تھا روایت دامادی قاسم کو نقل کرنا بدون بیان حال وضع اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ تمام
علماء نالائق تھے اور بے بصیرت اور غیر معتبر تھے مرتکب فعل ناجائز کے ہوئے اور اغرا بجہل کیا اور

عوام کو فریب دیا اور بھی روایات ضعیفہ کے بیان کرتے ہین ان شقوق کو کسنے لکھا ہے ذرا اور اگر قاسم
آپ لکھتے ہین یا اپنے طبعزاد ہین اور نیز بنا بر آپ ہی کے قول کے جب مورخ موثق صاحب خبر کے
نسبت محمد کذب یا نقل معلوم الوضع کا احتمال بے معنی ہے تو روایت عقد قاسم کو بھی ایسے ہی مورخ
مثل طریحی نجفی وغیرہ کے نقل کیا ہے اوسکا موضوع ہونا کیونکر معلوم ہو گیا اور بھی بیان ہوا کہ روایت
دامادی قاسم کسی قادح عقلی یا شرعی پر مشتمل نہین ہے اور نہ کوئی اوسکا معارض ہے یہ وہی شبہات
پارینہ ہین جو تقریر حاسم مین لکھی ہین جنکا جواب حجج قاطعہ مین دیدیا گیا ہے جسکا جواب آپسے نہین بنتا
اولٹ پھیر کر وہی آپ لکھتے ہین اور بھی مستحبات اور مصائب وغیرہ مین معارضات کا اعتبار نہین
ہے والا ہت سے روایات کتب معتبرہ مثل بحار وغیرہ کے غیر معتبر قابل پڑھنے کے نہین ہونگی اور
بھی ماخذ کا اعتبار در واقع معتبر ہونے کو یہان کیا دخل ہے حال واقعی کسی روایت کا معلوم نہین
ہو سکتا جیسا کہ مکرر بیان ہوا اس بنا پر تو کل روایات غیر معتبر ہو جاوینگے الا ما شذ وندر بلکہ ماخذ کا ذکر
کرنا ہی عبث ہے مدار ناقل معتبر کے بیان پر ہے ماخذ کی تحقیق کی ضرورت نہین ہے اور بیان ہوا
کہ کاشفی ناقل معتبر ہین اور دلیل اونکی اعتبار کے یہ بھی ہے کہ جو اونھون نے روایت نقل کی ویسی
طریحی نجفی و ملا محمد نراقی نے بھی نقل کیا ہے اگر کاشفی کی روایت موضوع ہوتی تو یہ حضرات نقل کرتے
فقط کاشفی متفرد نہین ہین نقل قصہ دامادی مین بلکہ ہمارے علما بھی اوسکے موید ہین قولہ صفحہ ۱۸
سطر ۱۴ سے لغایت صفحہ ۱۸ سطر ۷ کا خلاصہ روضۃ الشہدا کا تاریخ معتمد ہونا کسیطرح مسلم نہین ہے
اوسکے بعض احوال کا تقریر حاسم مین ذکر ہوا اور اگر اوس کتاب کے معتمد ہونے سے اوسکے مولف کا
غیر متعمد الکذب ہونا مراد ہے تو مسلم ہے اور اگر اوسکے مطالب بالکذب منقول عنہا کا موثوق بہا ہونا
مراد ہے تو مسلم نہین اور جناب علیین مکان کا روضۃ الشہدا کو کتاب تاریخ کہنا اوسکے معتمد ہونے پر
دلالت نہین کرتا اور جناب سید علی محمد صاحب کے مطالب شریفہ کا جواب تقریر حاسم مین دیا گیا
انتہی ملخصاً اقول یہ حیرت کا ایسا کلام ہے اوسکے مقابلہ مین جتنے کتب تواریخ و دلائل پیش کرتے ہین
وہ کسیکو معتبر نہین کہتا جب علماء معتبرین نے روضۃ الشہدا کو معتبر جانا ہے اور بقول آپکے اوسی سے
قصہ دامادی کو نقل کیا ہے تو آپ اونکے مقابلہ مین کیا چیز ہین اور کس قاعدہ سے آپ اوسکو غیر معتبر
کہتے ہین ذرا وہ قاعدہ تو بتائیے کیا وہ قاعدہ آپ ہی سے مخصوص ہے جن علماء معتبرین نے اس قصہ کو

نقل کیا ہے کیا وہ اس قاعدہ کو نہجانتے تھے اور آپکی قابلیت تو آپکے بیان سے ظاہر ہے کہ کبھی تو آپ
صاحب روضہ کو کذاب و وضاع و دروغ گو کہتے ہین جیسا کہ تقریر جاسم اور اس رسالہ مین مکرر آپنے لکھا ہے
اور یہان اونکو غیر متہم بالکذب کہتے ہین ایسے شخص کا کلام کب قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور بھی اوسکے
مطالب یا کتب منقول عنہا کو غیر موثوق بہا کہنا حالانکہ ہمارے گروہ علمائے کرام نے بعض اون مطالب کو
موثوق بہا جانکر اپنی کتابون مین بھی نقل کیا ہے مقصود ان شگوفہ معنی کے بیان سے کم نہین ہے اور بھی
ناظرین ملاحظہ فرماوین جب جناب علیین مکان نے روضۃ الشہدا کو تاریخ کہا ہے اور قصہ دامادی کو اوس سے
نقل بھی کیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ فلا باس بذکرہ اوس قصہ کے پڑھنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے
اس عبارت علیین مکان کو چونکہ مخالف مولف رسالہ کے ہے ذکر ہی نہین کیا اس حال مین یہ کہنا کہ
علیین مکان کا تاریخ کہنا اوسکے معتبر ہونے پر دلالت نہین کرتا کیسا مہمل کلام ہے جب وہ جناب اوس
کتاب کو معتبر نجانتے تھے تو قصہ دامادی کو نقل کیون کیا اور اوسکے پڑھنے کی اجازت کیون دی یہ تو معمولی
عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے مگر مولف رسالہ کو سلب ادراک ہو گیا ہے اور تقریر جاسم حصہ اول صفحہ ۸۷
مین لکھا ہے کہ علیین مکان کے کلام سے قصہ مذکورہ کے ثبوت پر استدلال کرنا بوجوہ عدیدہ صحیح نہین ہے
انتہی بعد اوسکے وجوہ بیان کیئے ہین ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ مولف رسالہ کو اتنا ادراک بھی نہین ہے کہ
سمجھین علیین مکان کے کلام سے کس بات پر استدلال کیا جاتا ہے اون جناب کے کلام سے ثبوت قصہ
دامادی پر استدلال نہین کیا جاتا اور نہ یہ موضع نزاع ہے بلکہ اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ
روایت دامادی کا پڑھنا جائز ہے بموجب قاعدہ کے اور یہ امر واضح طور سے اون جناب کی عبارت سے
ثابت ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا باوجود اس تصریح کے مولف رسالہ تقریر جاسم آخر صفحہ ۸۷ مین لکھتے
ہین کہ علیین مکان کے کلام سے قصہ مذکور کا غیر موثوق الصدور اور مظنون الکذب ہونا بوجوہ عدیدہ
ثابت ہوتا ہے انتہی ذرا ناظرین اس لغو بیانی کو ملاحظہ فرماوین جب علیین مکان کے نزدیک یہ قصہ
مظنون الکذب تھا تو وہ پڑھنے کی اجازت کیون دیتے کیا اونکو اتنی بھی قابلیت نہ تھی کہ سمجھتے میری
عبارت تو قصہ مذکورہ کے مظنون الکذب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور پھر مین اجازت دیتا ہون اوسکے
پڑھنے کی اب تقریر جاسم کا کلام مہمل ہوا یا نہین بار بار اوسکا حوالہ دینا مہمل در مہمل ہے اسیطرح تاج العلماء
جناب سید علی محمد صاحب مرحوم پر جو تعرضات کیئے ہین وہ بھی مہمل ہین جو مبنی اون تعرضات کا ہے اوسکو

مجمع قاطعہ مین باطل اور بیخ و بن سے گرا دیا ہے اور بھی ناظرین پر واضح ہو کہ یہان جناب سید علی محمد صاحب
کے مطالب کو مطالب شریفہ کہا ہے اور صفحہ ۳ ابتدا رسالہ مین لکھا ہی کہ جناب مرحوم نے شبہات جو قلوب
عوام الناس مین پیدا کر دیے ہین اونکو ہمنے دفع کر دیا تاکہ عوام کو اونکے مطالب تاریخیہ ہونیکا توہم
نہو اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ جناب مرحوم نے تدلیس کی ہی شبہات قلوب عوام الناس مین
پیدا کر دیے ہین جنکا وجود کتب تاریخیہ مین نہین ہی اور یہان اونکے مطالب کو شریفہ کہتے ہین یا تو یہ طعن
ہین یا جھوٹ محض عوام فریبی ہی باقی مہملات قابل جواب نہین ہین **قولہ** صفحہ ۱۸ سطر ۱۲ سے تا نہایت
صفحہ ۱۴ سطر ۸ کا خلاصہ دو امر ہین اول صاحب روضۃ الشہدا کا ہر رطب و یابس کو جمع کرنا اور کتب
منقول عنہا کی اعتبار پر نظر نکرنا تقریر قاسم حصہ اول و دوم مین بدلائل بیان ہو چکا ہی مولوی صاحب
کا اسکو مجرد دعوی کہنا خلاف انصاف ہے اور ایسے اعتراض واہی کے نظر عقلا مین کیا وقعت ہو سکتی ہی
اور مولوی صاحب ادہر اودہر سے بعض الفاظ فراہم کر لاتے ہین اور ارباب تنقید کے مقابلہ مین پیش کر دیتے ہین
الی آخر الہفوات امر دوم قصہ دامادی کا ضعیف اور مظنون الکذب ہونا تو مولوی صاحب اور اونکے ہم مذہب
لوگون کے نزدیک بھی قابل انکار نہین پس اوسکا باین عنوان بیان کرنا ہرگز درست نہو گا جس سے اوسکا
مظنون التصدیق یا محل اعتماد ہونا ظاہر ہو تو فریب ظاہر ہی انتہی بلفظہا اسی مضمون کو حسب عادت تقریرات
طولانی لاحاصل مین بیان کیا ہی اور طعن و تشنیع بھی حسب عادت بد کی ہی **اقول** مولف رسالہ نے تقریر جامع
حصہ اول مین لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ روضۃ الشہدا مین مضامین متناقضہ و متخالفہ لکھے ہین یا اسے وہ سے
کتاب وغیرہ کو غیر معتبر کہتے ہین اور صاحب روضہ کو کہتے ہین کہ اونھون نے ماخذ غیر معتبر سے لکھا ہی اور ماخذ کے
اعتبار پر نظر نہین کی ہی ناظرین سخن فہم ملاحظہ فرماوین کہ اگر یہی وجہ غیر معتبر ہونے کتاب اور ماخذ کتاب کے
ہو تو اکثر کتب فضائل و مصائب غیر معتبر اور اونکا ماخذ بھی غیر معتبر ہو جاویگا کیونکہ کوئی کتاب خالی روایات
متناقضہ و متخالفہ سے نہین ہی اب باب فضائل و مصائب بند ہوا یا نہین مولف رسالہ کو اتنا بھی ادراک نہین
ہی کہ علما روایات فضائل و مصائب مین معارضات کا اعتبار نہین کرتے اور پھر دعوی یہ ہی کہ ہم ارباب تنقید سے
ہین کہین لاف و گزاف سے آدمی ارباب تنقید مین ہو جاتا ہی اور تقریر جامع حصہ دوم مین لکھا ہے کہ
روضۃ الشہدا مین شہادت ہاشم بن عتبہ ملقب بمرقال کی کربلا مین لکھا ہی حالانکہ وہ جنگ صفین مین شہید ہوے
اسیطرح عفر جنی کا کربلا مین آنا غلط ہی حالانکہ روضۃ الشہدا مین لکھا ہی اس رسالہ مین بھی یہی وجوہ کتاب روضہ

اور اوسکے ماخذ کے غیر معتبر ہونیکے لکھی ہین یہ سب جوہ ملا نوری کے لولو و مرجان سے اخذ کیے ہین
اس کا جواب کئی وجہون سے ہے اول یہ کہ بحث ہماری خاص روایت عقد قاسم مین ہے اگر فرض کیا جائے
کہ روضۃ الشہداء و کاشفی غیر معتبر ہین تو جس روایت مین کاشفی متفرد ہونگے وہ روایت غیر معتبر ہوگی
اور جس روایت مین ناقل غیر معتبر متفرد نہو بلکہ اوسکو معتبرین نے بھی لکھا ہو تو علما بحسب قاعدہ اوس
روایت کو معتبر جانتے ہین جیسا کہ علامہ مجلسی جس روایت مین خاص برسی متفرد ہو اوسکو معتبر نہین
جانتے اور اگر علاوہ برسی کے اور معتبرین بھی روایت کرتے ہین تو معتبر جانتے ہین یہی حالت عقد قاسم کی
ہے اگر کاشفی غیر معتبر بھی ہون مگر وہ اس روایت مین متفرد نہین ہین بلکہ ہمارے علماے معتبرین نے بھی اوسکو
نقل کیا ہے اور پڑہا ہے اور اجازت پڑھنے کی دی ہے پس بموجب قاعدہ اسکے پڑھنے مین بھی کوئی قباحت نہوگی
دوم یہ کہ ملا نوری کا مضمون مذکور کو کسی کتاب مین نہ دیکھنا مستلزم اسکے نہین ہے کہ صاحب روضۃ الشہداء
نے بھی کسی کتاب معتبر مین نہ دیکھا ہو ملا نوری کے وسعت نظر علامہ مجلسی سے زیادہ نہ تھے شیخ محمد یزدے
صدر الواعظین نزہۃ المشتاق مین لکھتے ہین کہ کتاب مزار بحار مین ایک زیارت مبسوط حضرت علی اکبر کے
لکھی ہے اور کہا ہے کہ میرے گمان مین یہ زیارت تالیفات سید مرحوم سے ہے جناب شیخ مذکور تحریر فرماتے ہین کہ میرا ارادہ تھا
کہ زیارت مذکورہ کی شرح لکھون مگر چونکہ مجلسی نے زیارت مذکورہ کی نسبت سید کے جانب کی تھی تو مین
اوسکی شرح سے باز رہا ایک روز حرم مطہر مین حاجی مرزا حسین نوری سے ملاقات ہوی زیارت مین مشغول تھے
جب زیارت سے فارغ ہو تو مین نے اون سے پوچھا کہ آپ زیارت مبسوط حضرت علی اکبر ع کے بارے مین کیا فرماتے ہین
یہ سنکر تبسم کیا اور فرمایا خدا رحمت کرے مرحوم مجلسی پر یہ زیارت امام ع سے ماثور ہے کتاب مزار طبرسی میرے پاس موجود ہے
اوسمین لکھا ہے ومن الزیارات الماثورۃ یعنی زیارات ماثورہ سے زیارت علی اکبر کی ہے انتہی ملخصا پس جب
مجلسی کو نمعلوم ہوا اور ملا نوری کو جو اون سے کمتر تھے معلوم ہو گیا اسیطرح جس کتاب معتبر سے ملا کاشفی نے شہادت
ہاشم بن عتبہ کو اور زعفر کا آنا کربلا مین لکھا ہے وہ کتاب ملا نوری کے نظر سے نہ گذری ہو تو ہمین کیا عجب ہے سیوم اگر کوئی
مضمون کسی کتاب مین غیر معتبر ہو تو اوس سے کل کتاب اور کل مضامین کیونکر غیر معتبر ہو جاوینگے کوئی بری عن الخطا
نہین ہے الانسان بساوق السہو والنسیان خصوصا وہ مضمون جسکو دیگر علماے معتبرین نے بھی
نقل کیا ہو اور پڑہا ہو اور اجازت بھی پڑھنے کی دی ہو وہ مظنون الصدق ضرور ہوگا جناب ملا نوری مرحوم
لولو و مرجان مین لکھتے ہین کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد مین لکھا ہے کہ معجزات حضرت امیر ع

که کوئی زخم حضرت کو کسی لڑائی مین نہین لگا بجز ضربت ابن ملجم کے اور یہ بیان تصریحات خود جناب
شیخ اور دیگر علماء کے خلاف ہی پس چاہیے کہ ارشاد شیخ مفید غیر معتبر ہو جاوے چہارم یہ کہ جناب ملا نوری
لکھتے ہین کہ روایت کو ثقہ یعنے معتبر سے نقل کرے اگرچہ خود ناقل اوسکے صدق کو نجانتا ہو تو کوئی
قباحت نہین ہی بموجب قاعدہ شریعت کے اور صاحب روضۃ الشہداء کا ثقہ معتبر ہونا ثابت ہی کیونکہ
بنا بر قول مولف رسالہ علماء معتبرین نے اون سے روایت کو نقل کیا ہی اگر وہ معتبر نہوتے تو علماء معتبرین ہرگز
اونکی روایت کو نقل نکرتے اور نہ پڑھنے کی اجازت دیتے اسکو بخوبی ناظرین سمجھین گے کہ روایت ہاشم بن عتبہ
اور زعفر جنی کے نقل کرنے سے نہ کاشفی غیر معتبر ہوے نہ روضۃ الشہداء اور نہ پڑھنا عقد قاسم کا ناجائز
ہوتا ہی اور جو کچھ مولف رسالہ نے بدزبانی صاحب حجج کے نسبت کی ہی اور اونکے اعتراض کو واہی کہا ہی
اور لکھا ہی کہ وہ ادہر اودہر سے الفاظ فراہم کر لیتے ہین ان سب کے مستوجب مولف رسالہ ہو اور اپنے تئین ارباب
تنقید سے کہا ہی کیا اہل تنقید کی یہی شان ہی جہان جو مناسب سمجھے معقول و نامعقول کہتا چلا جاوے
اور جب آپ ارباب تنقید سے ہین تو کیون آپنے اپنے مورخ معتمد ہونے سے انکار کیا جب آپ جناب ڈپٹی مولوی
سید علی اکبر صاحب کی خدمت مین ابھی رسالہ لیکر گئے تھے اور وہان جناب مولوی سید احمد رضا صاحب قبلہ خلف جناب
مولانا سید ابراہیم صاحب قبلہ مرحوم اور جناب مولوی سید سبط حسین صاحب قبلہ اور جناب سید محمد سجاد صاحب عرف
منن صاحب پوتے جناب غفرانمآب کے یہ سب حضرات موجود تھے اور جن علماء کرام نے عقد قاسم کو نقل کیا ہی اونکو
آپنے مورخ غیر معتمد کہا تو جناب منن صاحب مذکور نے آپسے پوچھا کہ آپ مورخ معتمد ہین یا نہین آپنے کہا نہین
پس منن صاحب نے جواب دیا کہ پھر آپکا قول کب قابل اعتبار ہو سکتا ہی آپسے بجز سکوت کے کچھ جواب بنا جب آپ
مورخ معتمد نہین تو مضامین تاریخیہ مین ارباب تنقید سے کیونکر ہو گئے اور بھی جب آپنے جناب ڈپٹی صاحب موصوف
سے یہ کہا کہ اپنی اپنی تحقیق ہی اوسپر ڈپٹی صاحب نے جواب دیا کہ اچھا آپ تثلیث مین ایک رسالہ لکھیے جواب
امر دوم کا یہ ہی کہ روایت دامادی کا مظنون الکذب ہونا ہرگز صاحب حجج نے اور اونکے ہم مذاق نے نہین لکھا ہی
کیا ارباب تنقید جھوٹ بھی بولتے ہین یا افترا بھی کرتے ہین اور یہ کہنا آپکا کہ اوسکا باین عنوان بیان کرنا ہرگز درست
نہوگا جس سے اوسکا مظنون الصدق یا محل اعتماد ہونا ظاہر ہو یہ فریب ظاہر ہی انتہی عنوان بیان روایت مذکورہ
کا یہی ہوتا ہی کہ صاحب منتخب نے لکھا ہی یا منقول ہی یا روایت مین وارد ہوا ہی اس عنوان سے بیان کرنے مین کوئی
قباحت ہی نہ فریب ظاہر ہی بلکہ آپکا اسکو فریب کہنا فریب ہے اور محل اعتماد سے اگر مراد وثوق روایت ہی تو مسلم ہی اور اگر

محل اعتماد ہے حتم و جزم مراد ہی تو اسطرح کوی روایت ضعیفہ نہین بیان کی جاتی آپ کا صاحب حجج اور اونکے ہم مذاق کے جانب یہ نسبت کرنا دوسرا فریب ظاہر ہی باقی اور مزخرفات جو تقریرات طولانی لا حاصل مین بیان کیئے ہین اور طعن و تشنیع کی ہے وہ قابل جواب نہین اور بعض مزخرفات کا جواب اوپر بیان بھی ہو چکا ہی قولہ صفحہ ۸۵ سطر ۶ سے لغایت صفحہ ۸۷ سطر ۷ کا خلاصہ تین امر ہین اول تقریر حاسم کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہو جاتا ہی کہ روضۃ الشہدا کا ماخذ غیر معتبر ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگا پھر تقریر حاسم کی مدح مین لکھا ہی کہ اوسکی عبارت نہایت سلیس اور سہل اردو ہے جسکے سمجھنے مین کسی قسم کا اشکال نہین ہر ایک شخص اوسکو بسہولت سمجھ سکتا ہے امر ثانی غیر مہذب الفاظ لکھنے کے ابتدا مولویصاحب نے کی ہی امر ثالث پردہ دستیاب ہونے کا فقرہ تاج العلماء کے نسبت نہین لکھا بلکہ صاحب روضہ کے نسبت لکھا ہی جو یقینا عامی و مغفل تھے اور کشف و کرامات کا فقرہ راوی مجہول کے نسبت تحریر ہوا ہی نہ تاج العلماء کے نسبت انتہی ملخصا اسی مطلب کو تقریرات طولانی لاطائل مین حسب عادت حجم کتاب بڑھانیکی غرض سے بیان کیا ہی اور طعن و تشنیع اور افترا بھی کیا ہی **اقول** امر اول کا جواب اوپر بیان ہوا اور آئندہ جو کچھ گوہر افشانی کیجائیگی اوسکا جواب اوس مقام پر دیا جائیگا اور تقریر حاسم کی مدح مین جو یہان لکھا ہی کہ ہر شخص اوسکو بسہولت سمجھ سکتا ہے اور ضمیمہ اخبار گوہر شہوار نمبر ۷ جلد ۳ ماہ جولائی ۱۹۰۷ء مین جو نام سے مولوی حسن علی صاحب وقار کے چھپوایا ہی اوس ضمیمہ کے صفحہ ۱ سطر ۲ مین لکھا ہی کہ تقریر حاسم کو ہر شخص سرسری نظر سے ہرگز نہین سمجھ سکتا بلکہ شخص قلیل الاستعداد کو مطالعہ اور فکر کرنے کے بعد بھی سمجھنے مین بڑی دقت پڑیگی اور جو عیب اوسمین نکالیگا وہ اپنی فہم کے خوبی سے انتہی اب ناظرین خود ہی سمجھ لین کہ مولف رسالہ کے کلام کا کوی اعتبار ہی کہین کچھ لکھتے ہین کہین کچھ کیا ایسا شخص متدین ہو سکتا ہی امر ثانی کا جواب یہ ہی کہ حجج قاطعہ مین کسیکو مخاطب نہین کیا ہی اور نہ الفاظ غیر مہذب لکھے ہین جیسا کہ ناظرین حجج قاطعہ پر واضح ہی بس یہ کہنا کہ غیر مہذب الفاظ کے ابتدا کے غلط ہی جو ایسے غیر مہذب الفاظ نسبت صاحب حجج کے اس رسالہ مین لکھی ہین مثل حق پوش و عوام فریب و صاحب افترا و بہتان و غیر صحیح الدماغ و بے وقوف و نالائق وغیرہ جنکا ذکر دیباچہ مین کیا گیا ایک ہی لفظ یا فقرہ مثل انکے بتا دیجیے کہ کہان حجج قاطعہ مین لکھا ہی جواب امر ثالث یہ عذر بدتر از گناہ ہی ایسے ملمع کاریسے کہین ناظرین باتہذیب سخن فہم گریز ہو سکتا ہی لن یصلح العطار ما افسد الدھر اب

جناب تاج العلماء مولانا سید علی محمد صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہی کہ واقعہ دامادی روضۃ الشہداء وغیرہ
مین منقول ہی جو فن تاریخ کی معتمد کتاب ہی اور اس قصہ کے وضع کر لینے پر بظاہر کوئی مذہبی امر داعی
نہین ہی انتہی اسکے جواب مین تقریر جاسم صفحہ ۹۹ مین لکھا ہی کہ سلمنا کہ صاحب روضۃ الشہداء نے
اپنے فقط اون مطالب کو نقل کیا ہی جو اونکی نظر مین قابل اعتماد تھے لیکن اون مطالب کا فی نفسہا قابل
اعتماد ہونا اوسیوقت ثابت ہو سکتا ہی جبکہ اونکے لیے غلطی اور خطا واقع ہونے سے محفوظ رہنے کا پروانہ
دستیاب ہو گیا ہو جو حضرت مستدل کے نزدیک بھی قابل تسلیم ہوگا انتہی اب غور کرین ناظرین جناب
تاج العلماء اس واقعہ کو معتمد جانتے ہین اور اونکے جواب مین یہ کہا جاتا ہی کہ یہ مطالب اوسوقت ثابت
ہو سکتے ہین جب اونکے لیے غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کا پروانہ دستیاب ہو گیا ہو یہ طعن اور نسبت
گستاخی کسکی طرف ہوئے اور بعد اوسکے فقرہ حضرت مستدل اون جناب کے شان مین لکھا ہی جس سے سوء ادب
اور طعن ظاہر ہی فقرہ خلاف عقل جو صاحب نے لکھا ہی اوسکو مولف رسالہ اعلے درجہ کا سوء ادب کہتے ہین
اور عبارت مذکورہ مین کوئی طعن و سوء ادب نہین ہی ذرا صاحبان فہم غور کرین اسیطرح جناب تاج العلماء نے
لکھا ہی کہ قدماء کا اس واقعہ پر مطلع نہونا مستبعد نہین ہی کیونکہ قدماء کو بسا اوقات بوجہ تقیہ و نایابی کتب
کے کسی مطلب پر اطلاع نہین ہوتی اور متاخرین کو عرق ریزی کے بعد اوس سے اطلاع ہو جاتی ہی انتہی کلامہ
الشریف یہ کیسا معقول کلام ہی اوسکے جواب مین تقریر جاسم صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہی سلمنا لیکن اوسکا کسی
راوی یا مورخ قدیم سے اخذ کرنا ضرور ہی اسلیے کہ کشف و کرامات کا اس مقام پر دعوی مسموع نہین ہی لہذا
تا وقتیکہ اوسکا نشان اور اوسکی حالت و شان معلوم نہو محض تخمین و تخرص سے باوجود مخالفت کافہ اہل فن
اوسکی تصدیق کیونکر ہو سکتی ہی انتہی اب ناظرین با انصاف غور کرین کہ تصدیق واقعہ مذکورہ کے تاج العلماء
کرتے ہین اور وہی یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ قدماء کو اطلاع نہین ہوئی اور متاخرین مطلع ہو گئے اوسکے
جواب مین سلمنا لکھکے عبارت مذکور لکھی ہی اب یہ طعن و تشنیع و الفاظ بے ادبانہ کسکی طرف رجوع کرینگے اور
علاوہ انکے اور بھی طعن و تشنیع حسب عادت بد کیہ ہی جناب مرحوم نے اتمام الآیہ لکھا ہی کہ نوشاہ کا قتل کر ڈالنا
معہود نہین ہی تو قاسم کا عقد کر دیا اس خیال سے کہ شاید اعدا اس نوشاہ پر رحم کرین انتہی ملخص کلامہ الشریف
اوسکے جواب مین مولف رسالہ گوہر افشانی فرماتے ہین کہ اگر جناب قاسم کا میدان جنگ مین کنگنا باندھے ہوے
مانجھے کا جوڑا پہنے ہوے مہندی لگائے ہوے اعدا کے سامنے جانا فرض کیا جاے تو اعادہ کا سامنے عقد پر مطلع

ہونا قابل انکار نہین ہوسکتا انتہی اب صاحبان فہم دیکھین کہ یہ کیسے طعن و تشنیع و بے ادبی کے کلمات ہین
باوجود ایسے بدزبانیون کے پھر کہنا کہ ہمنے اونکے نسبت نہین لکھا بڑی بہادری و شجاعت مولف رسالہ پر دلالت
کرتا ہی این کار از تو آید و مردان چنین کنند اور یہ بھی جناب مرحوم نے لکھا ہی کہ ممکن ہی وصیت مین بعضے
خفیہ ہون الخ اوسکے جواب مین صفحہ ۵۰ التقریر الحاسم مین لکھتے ہین کہ اور بعض مصالح کا بر تقدیر وقوع
قضیہ بیان کردینا اصل قضیہ کے ثبوت مین کافی نہین ہوسکتا بلکہ بمقتضاے قول مشہور ثبت العرش ثم
انقش اول اصل قضیہ کو کسی دلیل سے ثابت کرنا چاہیے الخ ناظرین با تمکین دیکھین کہ ایسے شخص جلیل القدر
عالی مرتبت کے نسبت چھوٹا آدمی اس عنوان سے نقل بیان کرے اونکے کلام کی رد کرے یہ بے ادبی
و بدتہذیبی نہین ہی اون سبکو جانے دیجیے اسی رسالہ مین مولف رسالہ عذر بھی کرتے ہین اور پھر جناب
مرحوم کے نسبت بے ادبی بھی کرتے ہین جا بجا کہ بیان ہوا صفحہ ۳ مین لکھا ہی کہ سید علی محمد صاحب مرحوم کے
بعض شبہات کو قلوب عوام الناس سے دفع کرنے کے لیے بروجہ اجمال تعرض کیا تھا تاکہ عوام کو مطالب
مذکورہ کا مضامین تاریخیہ مین ہونا متوہم نہو انتہی اس عبارت سے صاف یہ ظاہر ہی کہ جناب مرحوم نے
شبہات قلوب عوام الناس مین پیدا کردیے تھے اور جو مضامین تاریخیہ نہ تھے اونکو تاریخیہ قرار دیکر عوام کو
متوہم کردیا تھا یعنی اون جناب نے عوام فریبی اور تدلیس کی ہی یہ کیسی بدزبانی و بے ادبی ہی اب تو ناظرین
مولف رسالہ کے ملمع کاری کو بخوبی سمجھ گئے اور یہ بھی اونکو معلوم ہوگا کہ جو طعن و تشنیع صاحب حجج قاطعہ
کی ہی اوسکے لائق مولف رسالہ ہین لہذا اونکے جواب سے اعراض کیا گیا کالاے بد بریش خاوندش قولہ صفحہ
۸۷ سطر ۲۰ سے لغایت صفحہ ۸۸ سطر ۶ کا خلاصہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہی کہ علماء موثقین اور با بصیرت اور
وسیع الاطلاع کے روایات کا موثوق الصدور ہونا معلوم ہی اور احتمال غفلت و خطا اونمین بدون
معارض قوی محل التفات عقلا نہین ہوسکتا اور پر صاحب روضہ کو جو اکاذیب مین ضرب المثل ہوچکی ہون
قیاس کرنا مولوی صاحب اور اونکے امثال کا کام ہی انتہی ملخصا اقول جب کہین گے الٹی کہین گے جب
جواب بنتا تھا تو کیون آپنے اسقدر تکلیف گوارا کی اور روپیہ برباد کیا عقلا تو ایسی صورت مین سکوت اختیار
کرتے ہین ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ حجج قاطعہ مین لکھا ہی کہ کوئی بری بحث الخ ملخصا نہین ہی اوسکا جواب تو نہین بن
پڑا کہتے ہین کہ علماء موثقین با بصیرت و وسیع الاطلاع کے روایات موثوق الصدور ہوتے ہین اور احتمال
غفلت و خطا اونمین بدون معارض قوی نہین ہوسکتا اس بیان کو جواب مین کیا دخل ہی کیا اس سے وہ برد

عن الخطا ہو جاوینگے اور بھی یہ کیونکر معلوم ہو گیا آپکو کہ بر تقدیر عدم معارض قوی علمائے مذکورین کے
روایات مین احتمال غفلت و خطا نہین ہو سکتا کیا کشف و کرامات سے معلوم ہوا ہے آپکو یا الہام ہوا ہے کیا وہ
معصوم ہو جاوینگے انحصار عصمت کا ائمہ معصومین مین نہ رہیگا اور بھی علامہ طریح نجفی جنکو آپ بھی متصف
باوصاف مذکورہ جانتے ہین اوسی رسالہ مین اونکی تصدیق کرتے ہین اور ملا مہدی نراقی ان بزرگوارون نے بھی روایت
دامادی کو لکھا ہے بلکہ ایک جماعت علما نے بھی اس روایت کو معتبر جانا ہے اور بعض نے پڑھا بھی ہے اور علیین مکان نے
بھی صاف صاف لکھدیا ہے کہ اسکے پڑھنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے اور کوئی معارض قوی بھی اوسکا نہین ہے جسکی
وجہ سے یہ روایت موضوع قرار پاوے ورنہ اسقدر علما نہ لکھتے نہ پڑھنے کی اجازت دیتے نہ پڑھتے اس حال مین
روایت دامادی کیونکر موضوع ہو سکتی ہے اور بھی آپکے نزدیک جب طریح نجفی بھی اونھین علمائے مذکورین مین داخل ہین تو
کیون اونکی طرف آپ نسبت غفلت کی کرتے ہین یکبام دو ہوا ہے اور بھی جب بدون معارض قوی احتمال
غفلت و خطا نہین ہو سکتا تو بر تقدیر وجود معارض قوی اون علمائے کے روایات مین بھی احتمال غفلت
و خطا ہوگا اس صورت مین جتنی روایات متعارضہ کتب معتبرہ مین مثل بحار وغیرہ کے ہین اون سب مین احتمال
غفلت و خطا ہوگا روایت دامادی کی کیا خصوصیت ہے اور بھی احتمال غفلت و خطا سے روایت کا موضوع ہونا
اور قابل پڑھنے کے نہ رہنا کسنے لکھا ہے اور کس قاعدہ سے ہے یہ بھی قاعدہ آپکا طبعزادی ہے علاوہ ان سب باتون کے
یہ تو فرمایئے کہ وہ کونسی مثل ہے جس سے صاحب روضۃ الشہداء کا اکاذیب مین ہونا ضرب المثل ہو گیا ہے نہین
معلوم مولف رسالہ ان اکاذیب کے لکھنے سے کیا نتیجہ سمجھے ہین **قولہ** صفحہ ٨٨ سطر ٥ سے تا نہایت سطر ٩ کا خلاصہ
ناقل معتبر کے روایت مین تحقیق کرنیکو ہم بھی لازم نہین جانتے مگر آپکے نزدیک تو ناقل کے معتبر ہونیکی بھی
ضرورت نہین ہے جیسا کہ آپکے بیانات سابقہ سے معلوم ہوا مگر یاد رہے صاحب روضۃ الشہداء اور اونکے
امثال ناقلین معتبرین مین کسیطرح شمار نہین ہو سکتے اونکے ماخذ کی تحقیق لازم ہے انتہی ملخصا **اقول** الحمد للہ
یہان تو حق بر زبان جاری ہوا کہ ناقل معتبر مین تحقیق کی ضرورت نہین ہے اب یہ فرمایئے کہ صفحہ ٥ مین
جوابیہ لکھا ہے کہ مولوی صاحب کو اولا قصہ مذکورہ کے ثبوت و عدم ثبوت مین کلام کرنا تھا بعد اوسکے
جواز و عدم جواز کا فتوی دیتے انتہی اس بیان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناقل معتبر مین بھی تحقیق لازم ہے
کیونکہ طریح نجفی اور ملا مہدی نراقی نے اس قصہ کو نقل کیا ہے آیا وہ ناقل معتبر ہین یا نہین اگر ہین تو کیون
آپ اونکی روایت مین چون و چرا و تحقیق کرتے ہین اور اگر نہین ہین تو صفحہ ١٩٣ مین اس رسالہ کے کیون طریح نجفی کو

عالم معتبر و متقی و زاہد ہونا تسلیم کرتے ہین اور صفحہ ۱۳۰ مین کیون ملا مہدی کو عالم فقیہ کہتے ہین اور سطر ۲ سے
کے پہر صفحہ ۱۲۱ مین کہتے ہین کہ صاحب منتخب کا اعنی منتخب کا کسی ماخذ معتبر سے نقل کرنا دلیل اعتبار نہین ہے اور یہان
لکھتے ہین کہ ناقل معتبر کی روایت مین تحقیق لازم نہین کس قسم کی تہافت بیانی ہے مولف رسالہ سے کچھ
بن نہین پڑتا جو جہان ذہن مین آتا ہے معقول و غیر معقول کہدیتے ہین الحق یعلو و لا یعلی
حق مٹائے مٹ نہین سکتا ابتو رسالہ حجج قاطعہ اسم بامسمی ہوا یا نہین جسکے جواب مین آپ بیمار ہیں ایک مقام
پر قرار نہین لیتے اور پہر اپنے تئین ارباب تنقید مین شمار کرتے ہین ع ہرکس نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب
ابدالدہر بماند اور یہ جو آپ لکھتے ہین کہ صاحب حجج کے نزدیک ناقل معتبر ہونیکی ضرورت نہین ہے
یہ کس عبارت حجج قاطعہ سے آپنے اجتہاد کرکے استنباط شگرف کیا ہے وہ تو لکھتے ہین کہ ناقل معتبر کا بیان
ما نحن فیہ مین کافی ہے اور ہر مقام پہ ناقل معتبر کی قید لگائی ہے آپ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتے ہین
کیا فخر المحققین کے مفہوم مین جھوٹ بولنا داخل ہے جیسا کہ مورخ معتبر کے مفہوم مین عالم واقف کار
ہونے کو آپ داخل لیتے ہین جیسا کہ بعد اسکے معلوم ہوگا اور یہ کہنا آپ کا مگر یاد رہے صاحب روضۃ الشہداء
اور اونکے امثال ناقلین معتبرین مین کسیطرح شمار نہین ہوسکتے الخ مضحکہ صبیان سے کم نہین ہے یہ تو وہی
بات ہے کہ کوئی شخص کہے تم سب لوگ اچھے ہو مگر یاد رہے جو تم مین سے ہماری بات نمانیگا وہ برا ہے جب آپ
کہہ چکے ہین کہ ہم کل علما کو معتبر جانتے ہین اور طریحی نجفی و ملا مہدی نراقی کو ہم عالم جانتے ہین پہر کیا وجہ ہے
کہ اس شد و مد سے آپ لکھتے ہین کہ کسی طرح ہم طریحی نجفی و ملا مہدی نراقی کو معتبر نہ جانین گے اور اونکے ماخذ کی
تحقیق لازم ہوگی امثال صاحب روضۃ الشہدا آپہی حضرات ہین اونہین نے روایت دامادی کو معتبر جانکر
نقل کیا ہے کبھی انکو آپ معتبر کہتے ہین کبھی غیر معتبر بنائے دیتے ہین پہر اپنے تئین ارباب تنقید سے کہتے ہین
کیا ارباب تنقید کے مفہوم مین یہ بھی داخل ہے یہ انجام سخن پروری کا ہوتا ہے **قولہ** صفحہ ۹۱ سطر ۲ سے
نعایت سطر ۱۳ کا خلاصہ مورخ موثق و معتبر جو فن تاریخ مین بصیرت رکھتا ہو اوسکی روایت قبول کرنے مین
ہمکو عذر نہین ہے بشرطیکہ اوسکے لیے کوئی معارض عقلی یا نقلی موجود نہو اس تقدیر پر مورخ مذکور کا فاسد العقیدہ
ہونا مضر نہوگا اور مولوی صاحب کا یہ کہنا خصوصا جبکہ وہ مورخ عالم واقف کار بھی ہو خالی از غرابت
نہین ہے اسلیے کہ عالم واقف کار کا ہونا تو مورخ معتبر کے مفہوم مین داخل ہے مولوی صاحب کو اسکا بھی کچھ وقوف
نہین ہے انتہی ملخصا **اقول** صاحب منتخب و ملا مہدی نراقی فن تاریخ مین بصیرت رکھتے تھے یا نہین معتبر تھے

یا نہین اگر تھی تو مطلب ہمارا ثابت او نھون نے عقد قاسم کو لکھا ہی اور اگر نہ تھی تو اتنی بھی قابلیت او نکو نہ تھی
کہ وہ جانتے کہ بحسب شرع کس روایت کا نقل کرنا جائز ہی اور کس روایت کا ناجائز باوجود نجاننے کے روایت
موضوعہ کو خلاف قاعدہ نقل کر دیا تو وہ عالم فقیہ معتبر متقی و زاہد کیونکر ہو سکتے ہین حالانکہ او نکو آپ عالم فقیہ معتبر
کہتے ہین اور بھی اندھیر یہ ہی کہ فاسد الاعتقاد کا قول تو معتبر ہو اور طریحی شیعی کا قول معتبر نمانا جاے رہا معارضہ
عقلی و نقلی انمین کوئی امر روایت قاسم مین نہین ہی جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور آیندہ بھی انشاء اللہ
بیان ہوگا علاوہ اسکے معارضات کا اعتبار مصائب و فضائل مین علما نے نہین کیا ہی نہ کرتے ہین یہ قید بھی
ایجاد ذہن شریف ہی مثل دیگر اختراعات کے اور یہ کہنا کہ عالم واقف کار ہونا مورخ معتبر کے مفہوم مین
داخل ہی قابل تماشاے اولوا الالباب ہی ارباب فہم خوب سمجھتے ہین کہ متبادر لفظ عالم سے وہی شخص ہوتا ہی جو
علوم دینیہ اور اونکے مقدمات سے واقف ہو اگرچہ حالات تاریخیہ سے واقف نہو یہی وجہ ہی کہ کہتے ہین کہ فلان شخص
عالم ہی مورخ نہین یا مورخ ہی عالم نہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مورخ بھی ہوتا ہی اور عالم بھی ہوتا ہی پس ہر ایک
مورخ کا عالم ہونا ضروری نہین ہی یہ ہر شخص سمجھتا ہی اور مولف رسالہ کہتے ہین جو مورخ ہوگا وہ عالم بھی ہوگا
یہ تلازم اونھون نے کہان سے پیدا کیا اگر کوئی دُھنیا جلاہا کہ یا حالات تاریخیہ فقط جانتا ہو اور معتبر بھی ہو
اور علوم دینیہ سے بالکل جاہل ہو تو اوسکو کوئی عالم نہ کہیگا مگر مولف رسالہ کے نزدیک وہ عالم بھی ہوگا ناظرین
ملاحظہ فرماوین جو شخص ایسے مہملات و مزخرفات بیان کرے اور پھر اپنے تئین ارباب تنقید مین شمار کرے وہ
بیوقوف ہے یا صاحب حجج معقول بات کہنے پر بیوقوف ہونگے **قولہ** صفحہ ۸۹ سطر ۱۵ مولوی صاحب کا یہ کلام بھی الفاظ
خلاف تہذیب لفظ پر مشتمل ہین اور اپنے ماخذ کو جہان بیان کرینگے وہین جواب بھی دیا جائیگا انتہی ملخصا اقول
حجج قاطعہ مین لکھا ہی اگر یہی ہٹ دھرمی ہی کہ بغیر ماخذ کے ہم نہین مانتے تو ماخذ بھی بتا دینگے انتہی اس جملہ کو
مولف رسالہ خلاف تہذیب کہتے ہین حالانکہ فقرہ ہٹ دھرمی خلاف تہذیب نہین ہی ایک معمولی فقرہ ہے
جو شخص کسی بات پر اصرار کرتا ہی اوس سے کہا جاتا ہی اگر آپ اسکو خلاف تہذیب سمجھتے ہین تو خاص آپکو نہین کہا
گیا ہی بلکہ عموماً جو ہٹ دھرمی کرے اوسکے نسبت ہی اور آپنے جو گستاخیان اور بے ادبیان نسبت تاج العلما جناب
کی ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اگر اوسکے جواب مین بمفاد کلوخ انداز را پاداش سنگست درشتی بھی کیجاتی تو خیر مناسب
نہ تھا کیونکہ ابتدا آپنے ہی کی ہی بقول آپکے البادی اظلم **قولہ** صفحہ ۸۹ سطر ۲۰ سے لغایت صفحہ ۹۰ سطر ۱۲ اکا
خلاصہ قبل ازین معلوم ہوا کہ اس روایت کے معارضات قویہ موجود ہین جنسے اوسکی بے اصل و موضوع ہونیکا

علم حاصل ہوتا ہی اور ضعف کے لیئے اس سے انکار کرنا ممکن نہین ہی اور اگر علم کا حاصل ہونا تسلیم نکیا جاوے تو ظن قوی کا حاصل ہونا قابل انکار نہین ہی جسکے شواہد جناب علیین مکان کے مجالس مفجعہ مین بھی موجود ہین ایسی روایت کا بدون بیان حال نقل کرنا درست نہین اور بیان حال کے بعد نقل مین کوی فائدہ نہین ہی بعد اسکے تنبیہ مین لکھا ہی کہ مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ کوی معارض اس روایت کا ایسا نہین ہی جس سے بے اصل و موضوع ہونا روایت کا ثابت ہو اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ معارض روایت کا ہی مگر ویسا نہین ہی جس سے موضوعیت ثابت ہو اور پھر لکھا ہی جن بیانات کو معارض قرار دیتے ہین وہ معارض نہین اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کوی معارض روایت کا نہین پس عبارت مختل ہی پھر عبارت کی اصلاح کی ہی اور لکھا ہی کہ مولوی صاحب کی تقریر لطیف کا جواب تفصیلی آئندہ بیان ہوگا انتہی ملخصا **اقول** ان سب کا جواب اوپر بیان ہوا اور حجج قاطعہ مین بھی بیان ہو چکا ہی مگر پہلے یہ تو فرماییے کہ صفحہ ۱۹ مین آپ لکھتے ہین کہ بعض معارضات مستلزم کذب کے ہوتے ہین اور بعض نہین یہ بدیہی ہی اور عروسی قاسم کے معارضات مستلزم کذب ہین اور صفحہ ۹۴ مین آپ لکھتے ہین کہ معارضات قویہ سے ہر ایک روایت موضوع نہین ہو سکتی اور یہان آپ لکھتے ہین کہ روایت عقد قاسم بوجہ معارضات قویہ کے موضوع ہو گئی وہ کون سے معارضات قویہ یا غیر قویہ ہین جنسے ہر روایت موضوع نہین ہو سکتی اور وہ کون سے معارضات قویہ یا غیر قویہ ہین جنسے بعض روایا مثل روایات عقد قاسم کے موضوع ہو گئی تاکہ معارضات قویہ کی تشخیص کر لی جاوے جب اس روایت کے ایسے معارضات قویہ تھے جنسے اسکی بے اصل و موضوع ہونیکا علم حاصل ہوتا ہے اور اوس سے انکار ممکن نہین تو ایک جماعت علماء کاملین جنھون نے اس روایت کو نقل کیا ہی بدون بیان حال وضع وہ سب نالائق تھے کہ باوجود ایسے معارضات قویہ کے جنسے روایت کے موضوع ہونیکا علم حاصل ہوتا ہی اور موضوع ہونا روایت کا ایسا واضح ہے کہ اوس سے انکار کرنا ممکن نہین پھر بھی اون گروہ علما نے موضوع روایت کو بدون بیان حال وضع نقل کر دیا اور اوس پر طرہ یہ ہے کہ خود مولف رسالہ بھی قول صواب مین اسکے پڑھنے کی اجازت دیتے ہین ناظرین اس فضول بیانی کو ملاحظہ کرین کہ ایسے بیانات قابل التفات ہین

اسیطرح یہ کہنا کہ جناب علیین مکان کے مجالس مفجعہ مین شواہد اسکے موجود ہین کہ یہ روایت لفظی قوی
موضوع ہی کیسا مہمل کلام ہی علیین مکان ایسے ناقابل تھے کہ خود ہی تو اونھون نے شواہد اسکے
موضوع ہونیکی لکھی اور اوسپر اونکو تنبہ نہوا اور اوس روایت کو بدون بیان وضع نقل بھی کردیا
اور یہ بھی لکھدیا کہ اسکے پڑھنے مین کوئی قباحت نہین ہی ایسا تو کوئی ادنی طالب علم بھی نہین
کرتا ہی چہ جائیکہ علیین مکان اور ہر مقام پر فقرہ بیان حال لکھکر گول کردیتے ہین مگر صاحبان
فہم کے سامنے ایسا دہوکا نہین چل سکتا مکرر بیان ہوا کہ اگر مراد بیان حال سے بیان حال
وضع ہی تو جن علما نے اس روایت کو بیان کیا ہی اونھون نے اسکی وضعیت کو بیان نہین
کیا اور اگر مراد بیان حال سے بیان منقولہ عنہ ہے تو ہمارے مضر نہین بلکہ مفید ہی اس سے
وضعیت روایت کے ثابت نہین ہوتے اور پڑھنا جائز ہوجاتا ہی اور عبارت حجج قاطعہ
پر جو اعتراض کیا ہی وہ بھی خوش فہمی آپکی ہی ناظرین ملاحظہ کرین عبارت حجج قاطعہ کی یہ ہی کہ کوئی
معارض اس روایت کا ایسا نہین ہی جس سے موضوع و بے اصل ہونا اوسکا ثابت ہوا اور
جن بیانات کو معارض قرار دیتے ہین وہ معارض نہین ہین جیسا کہ بیان ہوگا اور بر تقدیر تسلیم معارض
کا وجود مستلزم کذب و وضع کے نہین ہی انتہی اس عبارت سے ظاہر ہی کہ روایت عقد قاسم کا
کوئی ایسا معارض نہین ہی جس سے وہ موضوع قرار دیجاوے اور جن بیانات کو مانعین ویسا معارض
تجویز کرتے ہین جس سے روایت موضوع ہوتی ہی وہ بیانات ویسے معارض نہین ہین اور اگر ویسا معارض
تسلیم بھی کرلیا جاوے تو مطلق وجود معارض مستلزم وضع نہین ہی عبارتکی جملہ اولی اور جملہ ثانیہ مین کوئی منافات
نہین ہی اور عبارت مین کوئی خلل ہی اور مولف رسالہ خلل بتاتے ہین اور اصلاح کرتے ہین مگر
مولف رسالہ نے اپنی عبارات کے تناقض و تہافت و ناہمواری کی اصلاح نکی قول صواب و تقریر
جاسم اور اس رسالہ مین اسقدر نامربوط و متہافت بیانات ہین اگر اون سے تعرض کیاجاوے
تو بہت کچھ ہوجاوے مگر تعرضات لفظیہ سے عبث جانکر اعراض کیا گیا قولہ صفحہ ۷ وسطر ۱۲ سے
تا غایت صفحہ ۹ وسطر ۱۰ کا خلاصہ تین امر ہین امر اول مولوی صاحب کا علیین مکان کے کلام کو
نقل کرنا خالی از نفع ہی اسلیے کہ اونکے کلام سے ہرگز یہ ظاہر نہین ہی کہ وجود معارض کسیوقت بھی مستلزم
کذب نہین ہوتا بلکہ اونکے کلام سے روایات مخصوصہ مین مستلزم کذب نہونا ظاہر ہی پس اونکے کلام سے

ہر معارض کے مستلزم کذب نہونے پر استدلال کرنا درست نہوگا اسلیئے کہ بعض معارضات کا مستلزم کذب
ہونا اور بعض کا نہونا بدیہی ہے اوسکا بیان کرنا محض بیفائدہ ہے ورقصہ عروسی کہ معارضات مستلزم کذب ہین جیسا کہ
اس رسالہ اور تقریر حاسم مین بیان ہوا امر ثانی مولویصاحب کا یہ کہنا کہ اکثر روایات بحار وغیرہ کے
موضوع ہوجاوینگے بے معنی ہے اسلیئے کہ ہر ایک معارض کے مستلزم کذب ہونیکا دعوی کسیئے نہین
کیا امر ثالث اگر کسی کتاب کے بعض روایات بوجہ معارض کے موضوع فرض کرین تو اسمین کیا قباحت
ہوگی انتہی ملخصا **اقول** یہ عادت مولف رسالہ کی ہے جو اپنے مخالف پلٹتے ہین اوسکو خالی از نفع
بتادیتے ہین کا عن شعور اب سنیین صاحبان فہم حجج قاطعہ مین لکھا ہے کہ سید العلماء کے کلام
سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وجود معارض مستلزم کذب کے نہین ہے ورنہ اکثر روایات بحار و مناقب
وغیرہ کے موضوع ہوجاوینگے انتہی اور سید العلماء کی عبارت جو مولف رسالہ نے بھی نقل کی ہے یہ ہے
وانما اردنا ایراد ہذہ الروایات والجمع بینہا الی ان قال للتوسع فی قرائۃ المصائب
علی العترۃ الاطائب حتی یختار القاری ایہا شاء ویوثر ما ہو ادخل عندہ
فی البکاء جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ ہماری غرض ان روایات مختلفہ کے وارد کرنے اور جمع کرنے
سے یہ ہے کہ مصائب عترۃ طاہرہ کے پڑھنے مین وسعت ہو پڑھنے والا ان روایات مختلفہ مین
سے جسکو چاہے پڑھے اور جو موثر زیادہ بکا مین ہو اوسکو اختیار کرے انتہی اس عبارت سے صاف
ظاہر ہے کہ بیان مصائب عترۃ طاہرہ مین وسعت ہے جس روایت مختلفہ متعارضہ کو چاہیے پڑھے
معارضات کا اوسمین اعتبار نہین ہے جب مولف رسالہ سے کچھ جواب نہین بنتا ہے تو کہین معنی
بدلتے ہین کہین معنی عبارت کے بدلتے ہین کہین تجاہل کرتے ہین جیسا کہ مکرر اوپر بیان ہوا اسیطرح
اب بھی سید العلماء کے مراد کو بدلا ہے کہ اونہون نے خاص روایت علی اصغر کے بارے مین لکھا ہے
کہ ایک روایت مصائب مین یہ بیان جاری نہوگا حالانکہ ادنے طالب علم جو معمولی عقل کا ہوگا وہ
سمجھیگا کہ خاص علی اصغر کے روایات مین تو معارضات کا اعتبار نہو اور دیگر مصائب مین معارضات کا
اعتبار ہو یہ تخصیص بلا مخصص کیسے اور یہ بھی فقرہ للتوسع فی قرائۃ المصائب علی العترۃ الاطائب
پکار رہا ہے کہ کل مصائب عترۃ طاہرہ مین وسعت ہے کسی مین معارض کا اعتبار نہوگا اور یہی
سید العلماء کی عبارت سے یہ ظاہر ہوا کہ خاص روایات علی اصغر مین معارضات کا اعتبار نہین ہے

اور دیگر روایات مین ہی اس بنا پر جو بحار وغیرہ مین روایات متعارضہ دیگر مصائب کے بھی لکھے ہین یا تو
صاحب بحار نے غلطی کی یا سید العلما نے غلطی کی بلکہ خود سید العلما نے بھی علاوہ شہادت علی صغر کے اور روایات متعارضہ بھی
بیان فرمائے ہین کیا سید العلما بھی آپ ہی کے ایسے تھے جو جہان ذہن مین آیا بلا غور و فکر کے لکھدیا
علاوہ ان سب باتون کے یہ فرمائے کہ ما نحن فیہ مین بعض معارضات کا مستلزم کذب ہونا اور
بعض کا نہونا کس قاعدہ کے بنا پر آپ کہتے ہین اور کسنے لکھا ہی یا یہ بھی ایجاد ذہن شریف ہی اور یہ بھی
فرمائے وہ کون سے معارض ہین جو مستلزم کذب ہوتے ہین اور وہ کون سے ہین جو مستلزم کذب
نہین ہوتے اور معارضات بحار وغیرہ مستلزم کذب کے ہین یا نہین اس مقام پر جب کچھ بن
نہ پڑا تو کہدیا کہ یہ بدیہی ہی اسکا بیان کرنا محض بیفائدہ ہی حالانکہ اوسکے بیان مین بڑا فائدہ تھا
کہ مولف رسالہ کا مطلب ثابت ہو جاتا مگر لن یصلح العطار ما افسد اللہ ہر ایکے
بلمع کاری سے کہین حق پوشیدہ ہو سکتا ہی اور تقریر جاسم اور اس رسالہ مین جو معارضات آپنے
لکھے ہین اونکا جواب حجج قاطعہ مین ہو چکا ہے جواب امر ثانیکا یہ ہی کہ صفحہ ۳۰ کے حاشیہ مین آپ
لکھتے ہین کہ روایت کے مقبول ہونے مین فقدان معارض شرط ہی اور ابھی صفحہ ۸۹ مین آپ لکھ آئے
ہین کہ روایت کے قبول کرنے مین ہمکو کوی عذر نہین ہی بشرطیکہ اوسکے لیئے کوی معارض عقلی و نقلی
موجود نہو اسیطرح متعدد مقامات مین آپنے لکھا ہی جنسے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہر ایک معارض کے نفی
قبول خبر مین شرط ہی اور یہان آپ کہتے ہین کسنے دعوی کیا ہی کہ ہر ایک معارض مستلزم کذب کے ہوتا ہی
اور بالفرض جب ہر ایک معارض مستلزم کذب کے نہین ہی تو آپ کو چاہیے تھا کہ اون معارضات کو بیان
کرتے کہ کون مستلزم کذب ہین اور کون نہین تا کہ معلوم ہو جاتا کہ روایت عقد قاسم کے معارضات
مستلزم کذب ہین اور دیگر روایات کے معارضات مستلزم کذب نہین ہین اور بھی بعض روایات بحار
ایسے باہم مخالف ہین کہ ایک روایت سے دوسری روایت کی صراحۃ نفی ہوتی ہی مثلاً ایک روایت پامالی کی ہی
دوسری روایت عدم پامالی کی ہی ایک روایت مین فاطمہ صغرا کا کربلا مین ہونا لکھا ہی دوسری مین
اوسکے نفی اسیطرح دیگر روایات ہین اور عقد قاسم کے جو معارضات آپ لکھتے ہین اون سے کسیطرح
صراحۃ نفی عقد قاسم کی نہین نکلتی جب ایسے معارضات جنسے صراحۃ نفی عقد قاسم کی نہین پائی
جاتی موجب وضع و بے اصل ہونے روایت قاسم کی ہین تو روایات مذکورہ بحار کے جنسے صاف

صاف صراحتہ نفی دوسری روایت کی نکلتی ہی بطریق اولی بے اصل و موضوع ہونگے اسیطرح اکثر روایات
بحار وغیرہ کے موضوع وغیر معتبر ہوگئی اور قول صاحب حجج کا بے معنی نہوا بلکہ آپ ہی کا قول جہل
بے معنی ہوگیا جواب امر ثالث کا جب بوجہ معارض کے کسی کتاب کے روایت موضوع ہوئی تو
بنا برآپکی وہ کتاب بھی غیر معتبر ہوجاوے گی جسطرح کہ کتاب روضۃ الشہداء و منتخب کو آپ بوجہ
روایت عقد قاسم کی غیر معتبر کہتے ہین یہ قباحت ہوگی جو آپکے ذہن شریف مین نہ آئی **قولہ**
صفحہ ۹۲ سطر ۱۴ سے لغایت آخر صفحہ ۹۳ کا خلاصہ مولویصاحب نے معارض کے مستلزم کذب ہونیکی
تین مثالین لکھی ہین مثال اول شہربانو کا فرات مین غرق ہونا اسکا معارض اونکا حالت نفاس مین
انتقال کرنا ہی اسکے دو جواب ہین اول ممکن ہی کہ دو شہربانو ہون ایک فرات مین غرق ہوئین ایک نے
حالت نفاس مین انتقال کیا جب تک مولوی صاحب ان دونون کا ایک ہونا کسی دلیل معقول
سے بیان نکرین دونون روایتون کا باہم معارض ہونا مسلم نہین ہی اور سند منع مین یہ کہہ سکتے
ہین کہ جن شہربانو نے حالت نفاس مین انتقال کیا اوسکی تصریح عیون اخبار رضا مین موجود ہے
کہ وہ والدہ امام زین العابدین کے تھین اور جنکا غرق ہونا فرات مین لکھا ہی اوسمین یہ نہین ہی
کہ وہ والدہ امام کے تھین جواب دوم اگر فرض کرین کہ دونون معظمہ ایک تھین تو دونون روایتون سے
ایک روایت غلط ہوگی مثال دوم فاطمہ صغری کا مدینہ مین ہونا اوسکا معارض اونکا کربلا مین موجود
ہونا ہی اسکے بھی دو جواب ہین اول جو فاطمہ مدینہ مین تھین وہ اور ہین اور جو کربلا مین تھین وہ اور ہین
جب تک ان دونون کا ایک ہونا کسی دلیل سے ثابت نکرین اوسوقت تک معارضہ مسلم نہین ہی اور
اس مطلب کے لیے تقریر جاسم کی طرف رجوع کرنا خوب ہی جواب دوم اگر ان دونون روایتون کا معارضہ
فرض کرلیا جاوے تو روایت دولے غلط ہوگی جسکی وجہ تقریر جاسم مین ہی مثال سوم امام حسین علیہ السلام کا امام
سے فرمانا کہ روک لو زین العابدین کو ایسا نہو کہ زمین نسل آل محمد سے خالی ہوجاوے اسکا معارض امام
محمد باقر کا موجود ہونا ہی زمین نسل آل محمد سے خالی نہوتی یہ معارضہ صحیح نہین ہی اسواسطے کہ اسکی کوئی
دلیل نہین ہی کہ اگر امام زین العابدین شہید ہوجاتے تو امام محمد باقر علیہ السلام باقی رہتے بلکہ شاہد حال و زمانہ تو یہ
مقتضی اسکے تھا کہ اگر امام زین العابدین شہید ہوجاتے تو امام محمد باقر بھی ضرور شہید کرڈالے جاتے
اور مولوی صاحب کا بطریق حزم تقریبا امام محمد باقر کو پانچ سال کا قرار دینا خالی از مناقشہ نہین ہی

علاوہ اسکے مولویصاحب کی تقریر مین اور بھی لطائف ہین جنکے بابت مناقشہ کرنا طول دینا غیر مناسب ہے انتہی ملخصاً اولاً
بحمد اللہ وتوفیقہ ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ کیسے سراسیمگی و اضطرار پر کلام مولف رسالہ کا دلالت کرتا ہی جو دلیل عجز ہی
کچھ بنائے نہین بنتی ہی پوری مصداق فی طغیانہم یعمہون کے ہوگئے ہین ایسی حالت مین اونکو خود رائی کرنا
کسیطرح مناسب نتھا بلکہ اور عقلاء و ارباب فہم کی جانب رجوع کرنا چاہیے تھا یا سکوت مناسب تھا اقل مرتبہ یہی کرتے
کہ عقلاء و ارباب فہم جو اونکے ہم مذاق ہین اونسے جواب مین مشورہ کر لیتے اور دکھا دیتے تو ایسی ٹھوکرین نہ کھاتے
ادعا بڑی چیز ہین ؎ اونھون نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اوٹھا کے چلے اب سنئین ناظرین سراسیمگی و
اضطرار مولف رسالہ کو جو اوھن من بیت العنکبوت اور مصداق کسراب بقیعۃ یحسبہ
الظمآن ماء اکے ہی لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ دو شہربانو ہون کئی وجہون سے یہ بیان مردود ہے
اول تقریر جاسم صفحہ ۱۱ جواب مین تاج العلماء مرحوم کے لکھا ہے کہ نفس امکان سے کوئی واقعہ ثابت
نہین ہوتا تاوقتیکہ اوسکے لیئے کوئی شاہد بیان نکیا جاوے انتہی اب یہان کیونکر دو شہربانو کا ہونا بیان
کیا جاتا ہی کیا کوئی شاہد درست آپکو دستیاب ہوا ہی کسی مورخ نے اگرچہ وہ مجہول بھی ہو دو شہربانو
کا وجود لکھا ہی اوسکا حوالہ تو دیجئے فقط امکان واختراع ذہنی سے یہان کام نہین چلتا جہان یہ قول
ایجاد کیا تھا وہان دو تین کتابون کے نام بھی تجویز کرکے لکھدیے ہوتے اور آپکی سند منع قابل تماشائے
اولو الالباب ہی کیون جناب جبکہ عیون اخبار رضا کی روایت مین تصریح اسکی ہی کہ شہربانو والدہ
امام زین العابدین نے حالت نفاس مین انتقال کیا اور جس روایت مین غرق ہونا شہربانو کا
فرات مین لکھا ہی وہان والدہ ہونے کی تصریح نہین ہی فقط شہربانو لکھدیا ہے اور اس سے آپ سمجھتے
ہین کہ دو شہربانو تھین اسیطرح ایک روایت مین ہے کہ حسین فرزند فاطمہ کی لاش پامال ہوئی اور
دوسری روایت مین ہی کہ حسین کی لاش پامال نہین ہوئی اسمین فرزند فاطمہ ہونے کی تصریح نہین
ہے تو اس سے آپ یہی سمجھین گے کہ دو حسین تھے ایک کی لاش پامال ہوئی ایک کی نہین ناظرین
ان مہملات کو دیکھین یہ قابل جواب ہین وجہ دوم اگر دو شہربانو تھین تو یہ جو اختلاف علماء نے کیا ہی کہ
بعض کہتے ہین کہ شہربانو فرات مین غرق ہوئین اور بعض کہتے ہین کہ اونھون نے حالت نفاس مین
انتقال کیا یہ سب ان علما کا بیان لغو وبیفائدہ ہی کوئی اتنا بھی نسمجھا کہ شہربانو دو تھین یہ اختلاف
لغو ہی وجہ سیوم جب دو شہربانو کا ہونا ممکن ہی تو تقریر جاسم حصہ اول صفحہ ۸۳ مین کیون آپ لکھتے ہین

کہ شہربانو کا کربلا مین ہونا غلط و باطل ہی اور بنا بر مذہب منصور کے اونکا کربلا مین ہونا ثابت نہین
بتصریح محققین وہ ایام نفاس مین انتقال کر چکے تھین انتہی یہان بھی کہدیا ہوتا کہ دو شہربانو تھین
ایک نے ایام نفاس مین انتقال کیا ایک کربلا مین رہین بلکہ یہان پر یہ کہنا زیادہ مناسب تھا اسواسطے کہ
ابن شہر آشوب سے معتبر شخص نے لکھا بھی ہے کہ وہ فرات مین غرق ہوگئین وجہ چہارم یہان تو
آپنے دو شہربانو اور دو فاطمہ کہکے جان چھڑائی مگر پامالی کے روایت مین کیا کہیے گا زیارت ناحیہ سے
پامالی ثابت ہوتی ہی اور روایت کافی سے عدم پامالی ثابت ہوتی ہی کیا اس معارضہ کے مٹانیکے
واسطے آپ دو امام حسین قرار دینگے ایک پامال ہوے دوسرے نہین اسیطرح اور روایات ہین جہان
جمع کرنا دشوار ہی وہان بھی اسی قسم کی تاویلات ہوا کیجیے گا وجہ پنجم جب دو شہربانو کا ہونا
ممکن ہوا باوجودیکہ کسیلئے نہین لکھا ہی اور نہ کسی سے سنا ہی اور روایت عقد قاسم باوجودے کہ
گروہ علماء معتبرین نے اوسکو لکھا بھی اور بعض نے پڑھا بھی ہی وہ کیونکر غیر ممکن ہوگیا ذرا ناظرین
غور کرین صاحب حجج سے دلیل معقول طلب کیجاتی ہی دونون شہربانو کے ایک ہونے پر اور
خود دو شہربانو ہونے کے کوی دلیل غیر معقول بھی نہین بیان کرتے حالانکہ لغویت اس قول کے
اونکی تقریر جاسم سے ظاہر ہوی اور یہ کہنا کہ اگر فرض کرین دونون معظمہ ایک ہی تھین تو دونو
روایتون سے ایک روایت غلط ہوگی انتہی اول تو لفظ فرض سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ شہربانو دو
تھین اونکا ایک ہونا فرضی بات ہے اسکی لغویت اور اسکا مہمل ہونا اوپر بیان ہوا دوسرے یہ کہ تمام
محنت آپکی برباد و فنا ہوگئی مطلب صاحب حجج کا ثابت ہوگیا اونکا مطلب یہی ہے کہ اگر روایت
کے معارض ہونے سے روایت موضوع و غیر معتبر ہوجاویگی تو جن کتب معتبرہ مین روایات متعارضہ
ہین وہ سب غیر معتبر ہوجاوینگی جیسا کہ منتخب و روضۃ الشہداء غیر معتبر سمجھے جاتے ہین تیسرے
یہ کہ ابن شہر آشوب وغیرہ جنہون نے روایات متعارضہ لکھے ہین وہ سب ناقل معتبرین کے اونکی
نقل پر اعتماد کرنا درست ہوگا کیونکہ اونھون نے روایات موضوع و بے اصل کو نقل کر دیا چوتھے
یہ کہ روایات فضائل و مصائب مین علماء تعارض کا اعتبار نہین کرتے ہین یہ فعل اونکا بھی مہمل
بلکہ خلاف شرع ہوگیا پانچوین یہ کہ جواب صواب مین آپ لکھتے ہین کہ ناقل معتبر و کتب معتبرہ کا
اعتبار ہی اوس مین تحقیق کی ضرورت نہین معتبر کا لکھدینا بعید عن الوضع ہوگا یہ بھی کہنا آپکا لغو

مہمل ہوگیا اور یہ کہنا آپکا کہ فاطمہ صغرا دو تھین نہایت آپسے تعجب ہے آپ تو اپنے تئین ارباب تنقید سے
کہتے ہین جناب مولوی صاحب جب فاطمہ صغری دو تھین تو کیون آپ بڑے شد و مد اور طمطراق سے تقریر
قاسم مین لکھتے ہین کہ دو فاطمہ کا ہونا اولاد امام حسین مین کسیطرح ثابت نہین ہوتا دوسری فاطمہ کا
ہونا باطل ہے اور فاطمہ صغرا کا مدینہ مین ہونا آپ غلط و باطل جانتے ہین اور تقریر قاسم حصہ ۲ مین
متعدد مقامات مین آپ فاطمہ صغری کا مدینہ مین ہونا باطل لکھتے ہین ناظرین صفحہ ۲۹ و ۳۰ و ۱۹
و ۲۰ حصہ مذکورہ ملاحظہ کرین اور اسکو خبر شاذ منافی روایات مستفیضہ کثیرہ کے لکھا ہے اور
سپہر کاشانی کی طرف نسبت غفلت کے کرتے ہین اس کہنے پر یکبام دو دو ہوا یہان تو پوری
مذبذبین کے مصداق ہوئے یا نہین اور یہ کہنا کہ اگر دونون روایتون کا معارض ہونا فرض
کیا جاوے تو روایت اولے غلط ہوگی اسکا جواب وہی جو بہ شہر بانو کے بطلان مین وجوہ بیان
ہوئے رہ گیا یہ امر کہ شاہد حال روز عاشورا مقتضی اسکے تھا کہ اگر امام زین العابدین شہید ہوجاتے
تو امام محمد باقر بھی ضرور شہید کرڈالے جاتے ذرا مولف رسالہ سے کوئی پوچھے کون شاہد حال ایسا تھا جس نے
آپنے یہ تفرس کیا کشف و کرامات سے آپکو معلوم ہوا یا الہام ہوا یا جبرئیل ع نے کہدیا اگر مجرد امکان پر
بنا ہے تو جیسا وہ ممکن تھا ویسا یہ بھی ممکن تھا کہ امام محمد باقر باقی رہتے دوسرا طرہ یہ ہے کہ ایسے خیالات
واہیہ شہر بانو کی دلیل طلب کیجاتی ہے پہلے تو آپ ہی کوئی دلیل معقول اُس قول نامعقول کے بیان کیجیے
پھر صاحب حجج سے دلیل طلب کیجیےگا ذرا ناظرین خیال فرماوین کہ عقد قاسم جسکو علماء معتبرین نے
لکھا اور پڑھا اور پڑھنے کی اجازت دی وہ تو موضوع و بے اصل ہو اور خیالات تراشیدہ ذہنی جنکو
دیکھکر صبیان بھی مضحکہ کرین وہ صحیح ہون اور دلیل مین پیش کیے جاوین ع گر ہمین مکتب است
و ہمین ملا کار طفلان خراب خواہد شد اور یہ کہنا مولف رسالہ کا کہ مولوی صاحب نے بطور جزم تقریبا
امام محمد باقر ع کو پانچ سال کا قرار دیا ہے خالی از مناقشہ نہین ہے انتہی بڑی جودت ذہنی مولف
رسالہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جب جواب نہین بنتا تو کچھ نہ کچھ لکھنا تو ضروری ہے اگرچہ تعرضات
لفظیہ بے سرو پا ہون کیون جناب جب تقریبا کہدیا تو جزم کس فقرہ سے آپنے نکالا ہے یہ بھی
فرما دیا ہوتا اور اس مناقشہ کا بھی ذکر کیا ہوتا کیون چھوڑ دیا اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ مولوی صاحب
کی تقریر مین اور بھی لطائف ہین جن پر مناقشہ طول غیر مناسب ہے انتہی جہان اسقدر وجوہ لطائف

آپنے بیان کئے تھے اونکو بھی بیان کیا ہوتا کہ لوگ مستفیض ہوتے اور اگر طول کا خیال تھا تو وہ اجزو تقریرات
جملہ طولانی سے جنکو اصل مطلب سے کچھ تعلق نہین ہی کیون لکھی اس کلام کو دیکھے لوگ عوام فریبی اور
جھوٹ سمجھینگے یہان تک تھا جواب تین رسالہ کا اب سنئین ناظرین جو مولف رسالہ فخر المحققین نے
حاشیہ مین اپنی نقاوی اور جودت ذہنی اور لیاقت صرف کی ہی اور جملہ لئلا تبقی الارض خالیۃ
من نسل ال محمد کی عجائب وغرائب احتمالات لکھے ہین احتمال اول وہی ہے جو متن مین لکھا ہے
جسکا جواب ہو چکا احتمال ثانی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ نسل آل محمد سے مراد امامت ہے اور امام محمد باقر ع کے
امامت کا زمانہ باعتبار واقع کے بعد ۹۵ھ کے مقرر تھا اگر امام زین العابدین قتل ہو جاتے تو ۹۵ھ
تک امام سے زمانہ خالی رہتا پس یعنی جملہ مذکورہ کے یہ ہوے کہ امام زین العابدین کے قتل سے ایک
زمانہ تک زمین امامت سے خالی رہیگی اور یہ فرض کرنا کہ ممکن تھا امام محمد باقر بعد امام زین العابدین کے
امام ہو جاتے اس فرض کا علم واجب تعالی کے منافی ہونا معلوم ہی انتہی ملخصا اب ناظرین اس طمع کاری کی
ملاحظہ فرماوین حضرت نے تو فرمایا ہی کہ زمین نسل آل محمد سے خالی ہو جاویگی یہ نہین فرمایا کہ امامت سے
خالی ہو جاویگی مولف رسالہ نسل آل محمد کے معنی امامت کے لیتے ہین خلاف معنی متبادر کے اور اوسپر
تفریع یہ کرتے ہین کہ اگر فرض کیا جاوے کہ ممکن تھا کہ امام محمد باقر بعد امام زین العابدین کے امام ہو جاتے
تو اوس فرض کا علم الہی کے منافی ہونا معلوم ہے انتہی جب اصل مبنی ہی فاسد ہی تو اوسکے فرع بطریق
اولی فاسد ہوگی علاوہ اسکے جب باعتبار واقع کے زمانہ امامت امام محمد باقر کا بعد ۹۵ھ کے تھا اور قبل
اسکے اونکا امام ہونا منافی علم واجب کے تھا اور امام حسین ع کو علم امامت سے یہ معلوم بھی ہو گیا تھا تو
اسیطرح باعتبار واقع کے امام زین العابدین کا بروز عاشورا شہید نہونا بھی مقدر تھا اگر شہید ہو جاتے
تو منافی علم واجب تعالی کے ہوتا اور امام حسین ع بھی علم امامت سے جانتے تھے کہ ہرگز شہید نہونگے ورنہ منافی
علم الہی کے ہوگا پس اس صورت مین حضرت کا یہ فرمانا کہ روک لو اونکو تا زمین امامت سے خالی نہو جاوے
عبث و بیفائدہ ہوگا جو جواب سکا مولف رسالہ دینگے وہی جواب ہمارا بھی ہوگا احتمال ثالث جسکا
خلاصہ یہ ہی کہ نسل آل محمد سی خود امام زین العابدین مراد ہین پس اونکی شہادت سی زمین اونسے خالی ہو جاتی تھی
این گل دیگر شگفت جب نسل سی خاص امام زین العابدین مراد ہے ہو تو امام حسین ع کا یہ کلمہ فرمانا خاص امام زین العابدین کے
نسبت عبث ہو جاتا ہی کیونکہ حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر کے شہادت سے بھی زمین نسل آل محمد سی خالی ہوگی جب امام

زین العابدین کو اس وجہ سے روکا تو علی اکبر کو بھی روکنا چاہیے تھا تخصیص کی کیا وجہ ہے اور بھی صاحبان فہم خوب جانتے
ہین کہ متبادر نسل آل محمد سے شخص خاص نہین ہے یہ بھی ملمع کاری ہے احتمال چہارم نسل سے مراد کثرت نسل ہے جو امام
زین العابدین سے بہم پہونچے اگر حضرت شہید ہو جاتے تو کثرت نسل جو حضرت کی اولاد مین ہوئی نہوتی انتہی اگر حضرت
علی اکبر و علی اصغر زندہ رہتے تو اون سے بھی کثرت نسل کا ہونا مستبعد نہ تھا کیونکہ آپکو معلوم ہو گیا کہ اون دو صاحبزادون سے
کثرت نسل نہوتی اور امام زین العابدین سے ہوئی پس اون دونون کی نسبت بھی چاہیے تھا کہ امام حسینؑ یہی کلمہ فرماتے
اور اگر یہ کہیگا کہ علم امامت سے حضرت کو معلوم ہو گیا ہو کہ اون دونون صاحبزادون سے کثرت نسل نہوگی تو اسکا جواب
وہی ہے کہ حضرت کو امام زین العابدین کا بھی شہید نہونا بروز عاشورا معلوم ہو گیا تھا پھر کیون حضرت نے جملہ
مذکورہ فرمایا جو اسکا جواب ہے وہی ہمارا بھی جواب ہے اور بھی نسل آل محمد سے معنی مذکور کا مراد لینا خلاف معنی متبادر
ہے اسپر کوئی دلیل ہے یا اختراع ذہنی ہے صاحب حجج سے تو ہر مقام پر دلیل طلب کیجاتی ہے اور آپ جو تاویلات غیر
معقول محمل کرتے ہین اوسکی دلیل ندارد اور بالفرض محال اگر ہم ان تاویلات کو تسلیم بھی کرلین لیکن تعارض کے دفع کرنیکے
واسطے تو عقد قاسم جسکو علماء معتبرین نے لکھا بھی اور پڑھا بھی اور اجازت پڑھنے کی بھی دی ہے جو اوسکے معارضات
آپ بیان کرتے ہین اور حجج قاطعہ مین دفع تعارض کے واسطے وجوہ معقول بھی بیان کیے ہین اونکو آپ کیون
نہین مانتے اور یہ غیر معقول تاویلات مزخرف کو مانتے ہین اور مقابلہ مین پیش کرتے ہین یہ کونسا انصاف و دیانت ہے
جو ہم کہین اگرچہ وہ نامعقول بھی ہو صحیح ہے اور جو مخالف ہمارے کہے اگرچہ وہ معقول بھی ہو تو غیر صحیح ہے ناظرین
اس سخن پروری ہٹ دھرمی کو ملاحظہ فرماوین اور پھر حاشیہ مین لکھتے ہین کہ اگر اون کو ٹھیک نہین تو تعارض تسلیم بھی کیا جاوے
تو ہمارا مضر نہین اس صورت مین روایت مذکورہ کا ساقط ہونا متعین ہوگا کیونکہ روایت کے مقبول ہونے مین فقدان معارض
شرط ہی تھی کیون جناب جب روایت مذکورہ کا سقوط متعین ہوا تو غیر معتبر و بے اصل ہوا اور وہ کتب معتبرہ مین مثل بحار وغیرہ
موجود ہے اس حال مین تو وہ سب کتابین بھی غیر معتبر ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور صاحب حجج کا مطلب بھی ثابت
ہوا اور آپکی تمام کوشش برباد فنا ہو گئی اور یہ بھی یہ کہنا آپکا کہ روایت کے مقبول ہونے مین فقدان معارض شرط ہے اور
ابھی آپ اوپر بیان کر چکے ہین کہ کسنے دعوے کیا ہے کہ ہر ایک معارض مستلزم کذب ہوتا ہے اور یہان آپ
بلاتخصیص فقدان معارض کو شرط لیتے ہین اور بھی جب مقبولیت روایات مین فقدان معارض
شرط ہے تو جتنے روایات متعارضہ آپکی معتبر کتابون مین ہین وہ سب غیر مقبول قابل پڑھنے کے نہین رہین
قولہ صفحہ ۴ و سطر ۵ سے لغایت صفحہ ۵ و سطر ۱۵ کا خلاصہ بیان سابق سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے

جن روایات کو باہم معارض قرار دیا ہی اونمین تعارض نہین ہی اگر اونکا باہم معارض ہونا تسلیم کرلیا جاوے تو بعد بیان حال اونکے نقل کرنے مین کوی محذور نہین اور ظاہر ہے کہ کسی خبر کی علی ما ہو علیہ نقل کردینے مین کوی قباحت نہین ہی اور وجود معارض کی صورت مین ہر ایک روایت کے مطلقا بے اصل و موضوع ہوجانیکا کوی شخص بھی قائل نہین ہے معلوم نہین کہ ایسے روایات وجود معارضات قویہ خواہ مخواہ کیون بے اصل ہونگے اور اگر اونمین سے بعض بے اصل قرار پائین تو اس مین کونسا نقصان ہی اور کسی مقتل مین روایات متعارضہ کا ہونا صاحب مقتل کے غیر معتبر ہونے کو مقتضی نہین ہو سکتا اور خصوص مقام مین روایات کے منافیات پر نظر کرنے سے کبھی اوسکا غیر معتبر ہونا منکشف ہوجاتا ہی اگرچہ اوسکا ناقل نہایت معتمد ہو وھکذ بالعکس اور عقد قاسم کے معارضات ایسے قوی ہین جنپر نظر کرنے کے بعد اوسکے موضوع و بے اصل ہونے مین شبہ نہین ہوسکتا اور روضۃ الشہدا کے مہمل ہونے مین بھی ایک روایت عقد قاسم کا اوسمین ہونا کافی ہی مولوی صاحب نے یہ فقرہ لکھا ہی یہ کونسی دیانت و انصاف ہے اس فقرہ مین جو کچھ اسائت ادب و بد تہذیبی کے ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہوسکتی ہے حالانکہ خود لکھ چلے ہین کہ ہمنے بد تہذیبی سے احتیاط کی ہی انتہی ملخصا **اقول** اب ناظرین ہر ایک جملہ کا علیحدہ علیحدہ جواب سنیئن **قولہ** بیان سابق سے معلوم ہوا الخ جواب اسکا تفصیل سے اوپر بیان ہوا **قولہ** اگر اونکا باہم معارض ہونا تسلیم کرلیا جاوے تو بعد بیان حال اونکے نقل کرنے مین کوی محذور نہین انتہی یہان بھی فقرہ بیان حال کو گول کردیا یہ عوام فریبی صاحبان فہم کے نزدیک نہین چل سکتی یہ فرماے بیان حال سے کیا مراد ہی اگر مراد یہ ہی کہ بعد بیان حال وضع روایات متعارضہ کے نقل کرنے مین کوی محذور نہین ہی تو جملہ ارباب مقاتل نے جو روایات متعارضہ لکھے ہین کسیکا حال وضع نہین بیان کیا بنابر آپکے سب نے غلطی کی اور خلاف قاعدہ امر ناجائز کے مرتکب ہوے اور اگر بیان حال سے مراد یہ ہی کہ روایات متعارضہ کا بحوالہ المنقول عنہ یا بلفظ قیل وغیرہ بیان کرنا ہی تو تمام مشقت آپکی برباد فنا ہوگئی کیونکہ عقد قاسم بھی بنابر آپکی روایات متعارضہ سے ہی اوسکے پڑھنے مین بحوالہ المنقول عنہ کوی محذور نہوگا **قولہ** اور ظاہر ہے کہ کسی خبر کو علی ما ہو علیہ نقل کرنے مین کوی قباحت نہین ہی انتہی جب یہ ظاہر ہی تو خبر عقد قاسم جسکو علماء معتبرین نے لکھا ہی اوسکو بھی علی ما ہو علیہ نقل کرنے مین قباحت نہوگی اور جب ایسا ہی تو معارضات

خبر کو آپ کیون دیکھتے ہین اور کیون کہتے ہین کہ خبر کے تسلیم کرنے مین فقدان معارض شرط ہی ایک
قول پر قائم رہیے اس تہافت بیانی سے کام نہین چلےگا اور اگر یہ مراد ہی کہ خبر کے علی ما ہو علیہ نقل
کرنے مین اوسوقت قباحت نہین ہی جب اوسکا کوئی معارض نہو اول تو یہ عبارت سے ظاہر نہین
دوسرے یہ کہ اسپر دلیل کیا ہی اور کون اسکا قائل ہوا ہی کہ بر تقدیر معارض خبر کو علی ما ہو علیہ نقل
نہین کرسکتے جہان اور اختراعات آپنے کیے ہین اون مین سے یہ بھی ہی **قولہ** اور وجود معارض کے
صورت مین ہر ایک روایت کے مطلقا بے اصل و موضوع ہو جانے کا کوئی شخص بھی قائل نہین ہوا
انتھی بھلے یہ تو فرمائیے کونسی روایت وجود معارض سے بے اصل ہو جاویگی تاکہ معلوم ہو یا یہ قاعدہ
اپنے خاص روایت عقد قاسم ہی کے واسطے گڑھا ہی دوسرے یہ کہ سابق مین مکرر آپ لکھ کرتے ہین منقول
روایت مین فقدان معارض شرط ہی کوئی تخصیص نہ روایت کی کی نہ معارض کی کی اور یہان آپکے بیان
سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہر ایک روایت وجود معارض سے بے اصل نہین ہوتے بلکہ بعض ہوتے ہین وہ بھی
غیر معین جنکی تشخیص ندارد دونون قولون سے کون سچ ہی کون جھوٹ ہی اب جو افترا کے نسبت اپنے
صاحب مجمع کی طرف کی ہی آپ مفتری ہوے یا وہ **قولہ** پس معلوم نہین ایسے روایات وجود معارضات
قویہ خواہ مخواہ کیون بے اصل ہونگے انتھی ذرا ناظرین اس اضطرار کو ملاحظہ کرین خود ہی صفحہ ۸۹ مین
لکھ آئے ہین کہ قبول روایت مین عدم معارض عقلی و نقلی شرط ہی اور ابھی حاشیہ مین لکھ چکے ہین کہ ہم
خبر مین فقدان معارض شرط ہی ایسا جلد بھولے یہان کہتے ہین کہ معلوم نہین وجود معارض سے کیون خبر
بے اصل ہو جاویگی اور بھی جب معارضات قویہ سے خبر بے اصل نہین ہوتی تو کیون آپنے روایت شہربانو
اور فاطمہ صغری اور امام زین العابدین مین جنکے معارضات قویہ موجود ہین تاویلات بے سر و پا کرکے اپنے
لیاقت کو ظاہر کیا اور کیون آپنے لکھا کہ بر تقدیر معارض ایک روایت غلط ہوگی اسقدر کہدینا کافی تھا
کہ وجود معارض قوی سے روایت بے اصل نہین ہوتے اس کہنے سے پردہ ڈھکا رہتا ہان البتہ اسقدر
قباحت ضرور ہوتی کہ عقد قاسم کے جواز ذکر کا بھی قائل ہونا پڑتا مگر اس سے یہان بھی مفر نہین ہی کیونکہ
جب معارضات قویہ کی صورت مین جو بالکل باہم مناقض و منافی ہین روایت موضوع نہین ہو سکتی
تو روایت عقد قاسم جسکی معارضات بھی آپکے نزدیک قوی ہین مگر ایسے نہین ہین جو صراحۃ مناقض
و منافی ہین کیونکر موضوع ہو جاویگی پس اوسکا پڑھنا بھی جائز رہا اور آپکی تمام جانفشانی برباد فنا ہو گئی

الحق یعلو ولا یعلی **قولہ** اگر اونمین سے بعض بے اصل قرار پائین تو اس مین کونسا نقصان ہے انتہی
سبحان اللہ ابھی تک آپکو نقصان ہی نہ معلوم ہوا تمام زلیخا پڑھ گئے مگر معلوم نہوا کہ زلیخا مرد تھی
یا عورت جناب والا جب بعض اون روایات متعارضہ سے بے اصل ہوگئے تو جن کتب کو آپ معتبر
جانتے ہین وہ غیر معتبر ہوجاوینگی جیسا کہ روایت عقد قاسم کے ہونے سے روضۃ الشہدا اور منتخب
غیر معتبر ہوگئین ان مین اور اون کتابون مین کیا فرق ہوگا **قولہ** کسی مقتل مین روایات مختلفہ
و متعارضہ کا ہونا صاحب مقتل کی غیر معتبر ہونے کو مقتضی نہین ہے انتہی پھر کیون آپ صاحب
روضہ اور صاحب منتخب کو بوجہ روایات متعارضہ ذکر کرنے کے غیر معتبر جانتے ہین **قولہ** اور خصوص
مقام مین روایات کے منافیات پر نظر کرنے سے کبھی اوسکا غیر معتبر ہونا منکشف ہوجاتا ہے اگرچہ
ناقل نہایت معتمد ہو وھکذا بالعکس انتہی اول یہ فرمایئے کہ روایات فضائل و مصائب مین نظر
و تحقیق کرنیکا کسنے حکم دیا ہے یہان تو ناقل معتبر پر مدار ہے جسکو آپ بھی اس رسالہ اور قول صواب مین
لکھتے ہین جب ناقل معتمد نے بیان کر دیا تو اوسکے پڑھنے مین کوئی قباحت نہین ہے منافیات پر
نظر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اگر منافیات روایات پر نظر کیجائے تو بہت سے روایات کتب
معتبرہ کے بے اصل ہوجاوینگے یہ بھی تحقیق آپکی اختراعات سے ہے ثانیاً یہ کہ اس مقام پر فقرہ ھکذا
بالعکس کے معنی یہ ہین کہ روایت کا کبھی معتبر ہونا منکشف ہوجاتا ہے اگرچہ ناقل غیر معتمد ہو پس
بنا بران اگرچہ صاحب روضہ غیر معتمد ہین مگر چونکہ ہمارے ایک گروہ علماے معتبرین نے روایت عقد قاسم کو
نقل کیا ہے اسوجہ سے اوسکا معتبر ہونا اور قابل پڑھنے کے ہونا منکشف ہوگیا **قولہ** اور عقد قاسم کے
معارضات ایسے قوی ہین جنپر نظر کرنے کے بعد اوسکے موضوع ہونے مین شبہ نہین ہوسکتا انتہی
اول تو آپ ابھی لکھ چکے ہین کہ معارضات قویہ سے روایت موضوع نہین ہوتے ایسا جلد بھول گئے اور
اگر معارضات عقد قاسم کا درجہ معارضات قویہ سے بھی زیادہ ہے تو اس زیادتی کا بیان کرنا آپکو لازم
تھا ذرا ناظرین غور کرین کہ ایک روایت مین پامالی سید الشہدا وارد ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ
پامالی نہین ہوئی کیسا معارضہ اور مخالفت صریحہ ہے ان دونون روایتون مین باوجود ایسے مخالفت
و معارضہ صریحہ کے یہ روایتین موضوع نہین ہوتین اور پڑھی جاوین اور روایت عقد قاسم جسکا کوئی
معارض ایسا نہین ہے جو صراحۃً دلالت کرے اسپر کہ عقد قاسم واقع نہین ہوا وہ قابل پڑھنے کے نہ ہوے

ہٹ دہرمی کے سوا اور کیا ہی بڑا معارض مولف رسالہ کے نزدیک عقد قاسم کا یہی ہے کہ جن کتب کو جو نذکرہ
مولف رسالہ نے دیکھا ہی اون کتب مین یہ روایت نہین ہی حالانکہ اون کتب مین موجود نہونے سے یہ لازم
نہین ہی کہ اور دیگر کتب مین بھی نہو اور بھی اون کتب مین یہ نہین لکھا ہی کہ روایت عقد قاسم بے اصل
و موضوع ہی پس اون کتب مین روایت مذکورہ کا نہونا ہرگز دلالت عدم وقوع پر نہین کرتا اور روایت
پامالی ایک دوسرے کے عدم وقوع پر دلالت کرتے ہے اس معارض کا تو اعتبار نکیا جاوے اور عقد قاسم
کے معارض کا جو کسیطرح عدم وقوع پر دلالت نہین کرتا اعتبار کیا جاوے یہ کون سی عقل و فہم ہے اور
کون سی دیانت و انصاف ہی **قولہ** روضۃ الشہداء کے مہمل ہونے مین ایک روایت عقد قاسم کا اوسمین
ہونا کافی ہی انتہی اس بیان سے تو جملہ کتب معتبرہ جنمین وہ روایات ہین جنکے معارضات مثل معارضات
عقد قاسم کے ہین بلکہ اون سے قوی ہین مثل روایت پامالی وغیرہ کے مہمل ہو جاوینگی **قولہ** مولوی صاحب
نے اپنے اس فقرہ مین کہ یہ کون سی عقل و دیانت و انصاف ہی اسائت ادب و بدتہذیبی کی ہے حالانکہ خود
لکھتے ہین کہ ہمنے بدتہذیبی سے احتیاط کی ہے انتہی یہ بھی آپکی خوش فہمی ہی صاحب حجج نے کسیکو مخاطب نہین
کیا اگر عموماً لکھا جاوے کہ جو شخص نامعقول بات کہے وہ بے عقل و بددیانت و بے انصاف ہی تو اس کہنے کو
وہی برا مانیگا جو نامعقول بات کہے مثل مشہور ہے سب واقف ہین اور بھی بموجب آپ ہی کے قول کے
البادی اظلم پہلے آپ ہی نے باوجود مخالفت کے ابتدا بدتہذیبی کی کی جناب تاج العلماء کے
جواب مین آپنے لکھا کہ کیا قاسم مانجھے کا جوڑا پہنے ہوے مہندی لگاے ہوے کنگنا باندھے ہوے لڑنے
گئے تھے جو اعدا کو اون پر ترحم ہوتا اور کشف و کرامات کو یہان دخل نہین ہی اور کیا پروانہ دستیاب ہوا ہی
ایسے فقرات تاج العلماء کے رد مین لکھے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا بنابر ایسے گستاخیون کے اگر صاحب حجج
نے بلا تخاطب عموماً فقرہ یہ کون سی عقل و دیانت و انصاف ہی لکھا جس مین آپ بھی اپنے تئین شامل کرتے
ہین تو کیا بیجا کیا کلوخ انداز را پاداش سنگست سے بھی تو کم ہوا اب جو کچھ مولف رسالہ نے صاحب حجج کے
نسبت سخت کلامی کی ہے اور طعن و تشنیع کے کلمات لکھے ہین اون سے اعراض کیا گیا کالاے بد بریش
خاوندش **قولہ** صفحہ ۵ سطر ۱۰ سے لغایت صفحہ ۹۶ سطر ۲۰ کا خلاصہ اگر ناقل کا موثق بصیر اور وسیع النظر
ہونا معلوم ہو تو کسی مضمون کے غیر معتبر ہونے سے اوسکی کل کتاب غیر معتبر نہوگی اگرچہ مضمون مذکور کا بے
اصل ہونا مقطوع ہو اسلیے کہ غفلت کا وقوع ہونا محال نہین ہی اور اگر ناقل کا حال معلوم نہو یا اوسکا غیر موثق

یا بے بصیرت یا قاصر النظر ہونا معلوم ہو تو اوسکی کل کتاب غیر معتبر سمجھی جاویگی اسلیے کہ احتمال وضع سے اس صورت مین امن حاصل نہوگا اگرچہ اوسکے بعض مطالب کا معتبر ہونا معلوم بھی ہو جاوے پس ہولو لصاحب کا قول ہے۔ بطرح کوی مطلب و نکا ثابت نہوا اسلیے کہ مضمون غیر معتبر کے نقل کرنے سے ناقل کا غیر معتبر ہونا اوسیوقت لازم ہوگا جبکہ وہ غیر معتبر جانکر نقل کرے ورنہ معتبر رہیگا انتہی ملخصاً **اقول** عبارت حجج قاطعہ کی یہ ہے اگر یہ کہا جاوے کہ مضمون غیر معتبر ہونے سے کل کتاب غیر معتبر نہین ہوتی بلکہ وہی مضمون غیر معتبر ہوگا پس اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ اگر وہ مضمون ایسا غیر معتبر ہے کہ قابل نقل کے نہین تو ناقل غیر معتبر ہوا جاتا ہے کہ موضوع و کذب کو نقل کر دیا اور اگر ایسا غیر معتبر ہے کہ قابل نقل ہے موضوع و کذب نہین ہے تو ہمارا مطلب ثابت انتہی اب ناظرین ملاحظہ فرماوین اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ناقل مضمون غیر معتبر کو جو قابل نقل نہین ہے عمداً نقل کر دے تو ناقل معتبر نہ رہیگا اور اگر وہ مضمون ایسا غیر معتبر ہے کہ حد وضع تک نہین پہونچا ہے قابل نقل کرنے کے ہے اور نقل بھی کیا تو اس مضمون کے پڑھنے مین بحسب قاعدہ کوی مضائقہ نہوگا کیونکہ ناقل معتبر نے لکھا ہے قطعی الوضع نہین ہو سکتا ہے یہان کوی غفلت کا ذکر نہین ہے غفلت سے تو کوی بری نہین ہو سکتا بجز معصوم کے اب مولف رسالہ کے بیان کو مطلب حجج قاطعہ سے کیا ربط رہا اور یہ کہنا مولف رسالہ کا کہ اگر ناقل کا حال معلوم نہوا لخ نہایت نقادی ذہن مولف رسالہ پر دلالت کرتا ہے ذرا ناظرین خیال کرین کہ کل کتاب غیر معتبر ہونے کی دلیل مین بیان کرتے ہین کہ احتمال وضع سے اس صورت مین امن حاصل نہوگا انتہی حالانکہ اکثر روایات کتب معتبرہ مین ایسے ہین کہ اونمین احتمال وضع سے امن نہین ہے مثل روایات متعارضہ متخالفہ کے جنکا ذکر ہو چکا اب مولف رسالہ کے نزدیک وہ کل مقاتل غیر معتبر ہو گئے پھر اوسپر طرہ یہ ہے کہ لکھتے ہین کہ اگرچہ اسکے بعض مطالب کا معتبر ہونا معلوم بھی ہو جاوے انتہی کیون جناب جب اس کتاب کے بعض مطالب کا معتبر ہونا بھی معلوم ہو سکتا ہے تو کل کتاب کیونکر غیر معتبر رہے اور احتمال وضع نے کیا نفع دیا یہ حال ہے فہم و ادراک مولف رسالہ کا کہ اسی فہم پر کلام صاحب حجج کو نامربوط و مہمل بتاتے ہین اور علماء کرام کے فتاوی کو بیوقعت جانتے ہین اور مثل مشہور اے ایاز قدر خود بشناس کو تو خود بھولے بیٹھے ہین اور نسبت دیتے ہین صاحب حجج کی طرف برعکس نہند نام زنگی کافور اسیکو کہتے ہین **قولہ** صفحہ ۹۷ سطر ۴ سے لغایت صفحہ ۹۸ سطر اول تک جو لکھا ہے اوسکے ہر جملہ کا جواب ناظرین سنین **قولہ** اگرچہ عدم وجدان کا عدم وجود پر بطور کلیہ دلالت کرنا مسلم ہے اسلیے کہ

بسا ایسا ہوتا ہی کہ بعض واقعات یا روایات کے بعد تتبع اصلیت معلوم ہو جاتی ہی **اقول** جب
آپ یہ جانتے ہین پھر کیون عقد قاسم سے انکار کرتے ہین حالانکہ قول صواب ہین آپ لکھتے بھی ہین کہ بعض
اہل سیر نے اسکو لکھا بھی ہی اگر تتبع کیجیے گا تو اسکی بھی اصلیت معلوم ہو جاویگی جیسا کہ شہادت عون
بن علی کو صاحب ناسخ التواریخ نے کسی کتاب مین نہین پایا اور وہ کتابین بہت زیادہ ہین اُنکی
اون کتابون سے جن مین آپنے عقد قاسم کو نہین دیکھا بعد تفحص کے روضۃ الاحباب مین شہادت
عون بن علی کی نکل آئے یہی صورت عقد قاسم کی ہی چند کتابین جو آپنے دیکھ لین تو آپکو غرہ ہو گیا
تتبع تلم کا یہ کیونکر معلوم ہو گیا آپکو کہ کسی کتاب مین نہین ہی اور بھی بحث قاعدہ مسلمہ علمای کرام تتبع کی
ضرورت ہی ما نحن فیہ مین نہین ہی فقط ناقل معتبر کا کتاب معتبر مین نقل کر دینا کافی ہی اور بھی ناظرین
پر مخفی نرہے کہ مولف رسالہ ضمیمہ گوہر شہوار نمبر ۶ جلد ۳ ماہ جون سنہ ۱۹۱ صفحہ ۱۸ مین لکھتے ہین جسکا
مال یہ ہی کہ قاعدہ عدم الوجدان الخ اوس واقعہ مین جاری ہوگا جو بعض کتب مختصرہ و مطولہ
مین ہو اور بعض کتب موثق و معتبر مین ہو انتہی ملخصا اب ناظرین با فہم سمجھین جب واقعہ مذکورہ
بعض کتب موثق و معتبر مین موجود ہوا تو عدم الوجدان کہان رہا وہان تو وجدان ہو گیا
یہ قاعدہ کیونکر وہان جاری ہوگا یہ حال ہی فہم مولف رسالہ کا **قولہ** لکن کلمات اہل فن کے تفحص کرنے
اور دیگر قرائن جلیہ پر نظر کرنے سے بسا اوقات ایسے امور منکشف ہو جاتے ہین جو خصوص واقعہ
یا روایت کے بے اصل ہونے پر دلالت کرتے ہین جیسا کہ ما نحن فیہ مین قصہ دامادی کی حکایت کا بے اصل
ہونا امور ذیل سے منکشف ہو گیا **اقول** اول تو بیان مصائب مین تفحص کی ضرورت نہین ناقل
معتبر کا بیان کتاب معتبرہ مین کافی ہی ثانیاً یہ کہ کوئی قرینہ جلیہ قصہ دامادی کے موضوع ہونیکا نہین
ہی بلکہ علما کا اس قصہ کو لکھنا اور پڑھنا اور اجازت پڑھنے کی دینا قرینہ جلیہ اسکی مظنون الصدق ہونیکا
ہی اور امور ذیل کا مہمل ہونا ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی **قولہ** جناب قاسم کا وقت وصیت قابل وصیت
نہونا اسلیے کہ اونکا سن شریف اوسوقت تک تقریباً دو یا تین سال سے زائد کسیطرح قرار نہین پاتا
پس امور مہمہ مین ایسے بچون سے تخاطب کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہی **اقول** اصل وصیت عقد تو امام
حسین علیہ السلام سے کی تھی اس مین کوئی سن قاسم کو دخل نہین رہ گیا یہ امر کہ قاسم کے بازو پر تعویذ
باندہ کر اتنا کہدینا کہ جب تمپر مصیبت سخت پڑے تو اسکو کھولکر دیکھنا اسقدر بچوان سے کہدینا کوئی

امر مبہم نہیں ہے کیونکہ آداب حرب و ضرب و طریقہ لڑائی کا بتانا نہیں ہے جو امر مبہم کہا جائے خصوصاً
وہ بچہ جو امام زادہ ہون جنکے بارے میں وارد ہوا ہو کہ صغیرنا و کبیرنا کاسنان المشط سواء
چھوٹی بڑی ہماری مثل کنگھی کے دندانون کے برابر ہین اگر اسقدر کہہ دینا شان امامت کے
خلاف ہے تو پیغمبر خدا کا امام حسن سے حالت شیرخواری مین جب انھون نے صدقہ کا خرمہ
مونھہ میں لے لیا تھا یہ فرمانا کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے اور جھڑک دینا اور کخ کخ فرمانا
خلاف شان نبوت کے ہوگا یا جناب سیدہ کا شکم مادر مین کلام کرنا اور اپنے مادر گرامی کو تسکین
دینا اور مونس تنہائی ہونا یہ بھی خلاف ہوگا یہ سب غلط ہے اور کیا امام زادون کے ادراک کو
آپ اپنا ایسا ادراک جانتے ہیں اور یہ بھی دستور زمانہ کا ہے اور رواج ہے کہ بچون سے بزرگ انکے
سامنے کہتے ہیں کہ تم فلان کام کرنا جب وہ بچہ سن شعور کو پہونچتا ہے تو بزرگ اوسکو یاد دلاتے ہیں
کہ تمہارے باپ یہ کہہ گئے ہین جب وقت اوس کام کا آتا ہے تو وہ بچہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے یہ کہا تھا
اسیطور سے حضرت قاسم نے بھی کہا کہ میرے پدر عالی وقار مجھسے یہ فرما گئے ہین یہ کہنا کیا خلاف شان
امامت کے ہوتا ہے اور یہ بھی کہنا کہ قاسم کا سن اوسوقت مین تین سال سے زیادہ قرار نہیں پاتا یہ حصر
کرنا بھی قابل قبول نہیں اسواسطے کہ شروع ۶۱ھ مین شہادت امام حسین علیہ السلام کے ہوئی اور
۵۰ھ ماہ صفر مین وفات امام حسن علیہ السلام کے بنا بر مشہور کے ہوئی اسکو زمانہ دس برس کا ہوتا ہے
دو مہینہ کم اور حضرت قاسم بروز عاشورا سن بلوغ تک پہونچے تھے اور سن بلوغ ۱۵ سال ہین اس حساب سے
زمانہ امام حسن ع مین سن حضرت قاسم کا چار سال بلکہ زیادہ قرار پاتا ہے تو اس عمر کے بچے سے جو امام زادہ ہو تعویذ
باندھکر اتنا کہہ دینا کہ بروقت مصیبت شدید کے اسکو دیکھنا کوئی امر خلاف نہیں ہے قولہ امام حسین ع کے کسی
صاحبزادی کا زمان امام حسن ع مین موجود ہونا جنکا تا واقعہ کربلا نا کتخدا رہنا اور جناب قاسم کے نامزد ہونا فرض
کیا جائے اقول یہ زبانی دعوی فرضی وہمی ہین جسپر کوئی دلیل نہیں اس قسم کے اختراعات آپنے اپنے سخن
پروری کے واسطے بہت کچھ لکھے ہین قولہ وصیت مفروضہ کا عبث ہونا جو شان امامت کے بالکل خلاف
ہے اقول اسکا جواب اوپر بیان ہوا وصیت مذکورہ کو عبث کہنا اور شان امامت کے بالکل خلاف
لکھنا مضمون شگرف ہے جسکی لغویت ناظران بافہم خوب سمجھین گے قولہ ہنگامہ کربلا کے شور و شغب مین
شادی واقع ہونیکا نہایت درجہ مستبعد ہونا اقول جواب اسکا حجج قاطعہ صفحہ ۹ مین تفصیل سے دیا گیا ہے

اور لفظ شادی کا اس مقام پر لکھنا سوائے عوام فریبی کے اور کیا ہے کیونکہ شادی عرفی جس مین
طمطراق ہوتا ہے نہین تھی اور بھی آپ خود قول صواب مین لکھ چکے ہین کہ مجرد استبعاد سے
روایت دفع نہین ہو سکتی اور یہان استبعاد کو دلیل وضع گردانا ہے سبحان اللہ **قولہ** علماء
فریقین کے کتب موجودہ کا اوس سے بالکل خالی ہونا بلکہ اوسکے منافیات پر مشتمل ہونا اور ایک
مرد عامی مغفل جامع اباطیل کا تقریبا نو سو برس کے بعد اوسکی نقل کرنے مین متفرد ہونا اور اوسکے
منافیات کو بھی ذکر کرنا **اقول** جب علماء فریقین کے کتب اوس سے خالی ہین تو پھر کیون آپنے
قول صواب مین لکھا ہے کہ بعض اہل سیر نے اسکو نقل بھی کیا ہے اور کیون پڑھنے کی اجازت دی ہے
اور بھی ابھی آپ لکھ آئے ہین کہ بعد تتبع لباب اوقات واقعہ نکل آتا ہے پس کتب موجودہ مین جو آپنے
نہین دیکھا اس سے کیونکر آپ کو معلوم ہو گیا کہ جملہ علماء فریقین کے کسی کتاب مین نہین ہے
عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود کے تو آپ قائل ہو چکے ہین اور صاحب روضہ کو
عامی مغفل جامع اباطیل کہنا اور پھر اوسکو بعض اہل سیر مین لیکر فتوی جواز نقل عقد قاسم کا دینا
قابل مضحکہ ہے یا نہین اور بھی صفحہ ۷۰ مین لکھ آئے ہین کہ روضۃ الشہداء سے ابتدا اوس قصہ کے ہونے پر
حصول یقین کا دعوی نہین کیا گیا ہے اور یہان یقینا لکھتے ہین کہ صاحب روضۃ الشہداء متفرد ہین
اور کسی مورخ کا کسی واقعہ کے بیان مین متفرد ہونا اوس واقعہ کے وضعی ہونے کو مستلزم نہین ہے
جیسا کہ شہادت عون بن علی کے بیان مین صاحب روضۃ الاحباب متفرد ہین اور کسی نے نہین لکھا
جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور منہج فاطمہ مین بھی تفصیل سے لکھا ہے اور منافیات روایات کا کسی کتاب مین
ہونا اوس روایت کے موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا جیسا کہ بارہا اوپر بیان ہوا **قولہ** محققین
متاخرین کا اوسکے بطلان پر نص کرنا **اقول** کون سے محقق متاخر نے اسکے بطلان پر نص کی ہے
یہ تو مجبوری ہے جیسا کہ مطالب منہج فاطمہ کو بدل کر اپنے موافق کر لیا ہے ویسے ہی نص کے معنی
بھی آپنے بدلے ہونگے اور اگر محققین متاخرین سے آپکی مراد صاحب ناسخ التواریخ ہین اگر اوسکو آپ
محقق جانتے ہین تو اونھون نے عقد ام کلثوم کا خلیفہ ثانی کے ساتھ لکھا ہے اسکو بھی آپ تسلیم کیجیے
اور بھی صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ بنا بر روایت عقد حسن مثنی کے عقد قاسم اکاذیب سے ہے
یہ وہ نہین سمجھے کہ بنا بر روایت عقد حسن مثنی کے عقد قاسم کا تمام موضوع نہین ہو سکتا دوسرے صاحبزادی سے

امام حسین علیہ السلام کے عقد ہوا ہو کیونکہ انحصار دختران امام حسین ع کا دو بیبیون مین ثابت ہو چکا
ہے جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا **قولہ** نفس قصہ کا ایسے امور مستنکرہ اور اشعار عاشقانہ
اور افعال بیحیائی و بے غیرتی پر مشتمل ہونا جو شان اہل بیت کے بالکل منافی ہے اور اونکے
لئے موجب ہتک حرمت و استخفاف ہے **اقول** جب انسان فضول گوئی پہ کمر باندھے
تو جتنے الفاظ کریہہ چاہے کہتا چلا جاوے اول تو اشعار اصل قصہ مین داخل نہین ہین
جیسا کہ حجج قاطعہ مین بیان ہوا اور آخر رسالہ مین متعلق اشعار کے جو لکھا ہے اوسکا جواب
اوسی مقام پر دیا جاوے گا اور اگر فرض کیجیے کہ اشعار مذکورہ قصہ مین ہین تو درمیان
زن و شوہر کے تنہائی مین پڑھی گئی تو اسمین کوئی بیحیائی ہے نہ بے غیرتی نہ منافی شان اہلبیت کے
ہے نہ ہتک حرمت و استخفاف ہے اس سے زیادہ باتین زن و شوہر مین تنہائی مین ہوا کرتی ہین اوسکو
کوئی بیحیائی نہین کہتا اور خیمہ بھی حضرت قاسم اور اونکی زوجہ کے واسطے علیحدہ کر دیا تھا جیسا کہ
روایت مین ہے **قولہ** پس ایسے امور پر اطلاع ہونے کے بعد کسی منصف باخبر کے لیے قصہ دامادی کے
بے اصل ہونے مین شبہ نہین ہو سکتا **اقول** جتنے امور بیان کیے سوائے فضول گوئی کے کوئی
نتیجہ اوسکا نہین نکلتا جیسا کہ بیان ہوا عاقل منصف کبھی امور مبہمہ مذکورہ کے وجہ سے قصہ
دامادی کو بے اصل نہ کہیگا **قولہ** اور مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ ایسا ہی دامادی قاسم ہے جیسا کہ
آئندہ بیان ہوگا بالکل بے معنی ہے ہرگز اونھون نے اوسکی اصلیت پر کسی دلیل یا شاہد کو بیان
نہین کیا محض زبانی دعوے ہے حالانکہ خود مولوی صاحب بھی اوسکی اصلیت کے مدعی نہین ہین
اقول حجج قاطعہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر کسی واقعہ اور روایت کو ہمنے کسی کتاب مین نہین دیکھا تو
اوس سے یہ لازم نہین ہے کہ وہ واقعہ بے اصل محض ہو بسا ایسا ہوا ہے اور ہوتا ہے کہ
بعض واقعات یا روایت سے انکار کیا جاتا ہے اور بعد تتبع تام کے پھر وہ واقعہ نکل آتا ہے
ایسا ہی دامادی قاسم ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے
کہ روایت دامادی قاسم سے انکار کرنا کہ کسی نے سوائے روضۃ الشہدا کے نہین لکھا خلاف
قاعدہ ہے اگر تتبع تام کیا جاوے تو علاوہ روضۃ الشہدا کے اور کسی مورخ نے بھی ضرور
لکھا ہوگا صاحب روضہ کو کوئی وجہ نہ تھی کہ اپنے دل سے یہ واقعہ کو گڑھ لیتے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا

م مولف رسالہ

جو وعدہ صاحب حجج نے آیندہ بیان کرنے کا کیا ہے وہ یہی ہے کہ قصہ دامادی موضوع نہین ہے اسکے پڑھنے مین اور نقل کرنے مین کوئی قباحت نہین ہے والا ہرگز ایک گروہ علماے متبحرین اسکو بدون بیان حال وضع نقل نکرتا اور نہ کوئی مجتہد اسکو پڑھتا اور نہ پڑھنے کی اجازت دیتا اس امر کو بخوبی طور سے حجج قاطعہ مین ثابت کردیا ہے اور یقینی اصلیت کا دعوے نہ صاحب حجج نے کیا ہے نہ اوسکی کوئی شاہد کی ضرورت ہے نہ یہ موضع نزاع یہ آپکی خوش فہمی اور سلیقہ فہم ہے کہ ابھی تک آپ یہ بھی نہین سمجھے کہ نزاع وقوع و عدم وقوع مین ہے یا پڑھنے اور نہ پڑھنے مین اردو عبارت حجج قاطعہ کی بھی نہین سمجھ سکتے یا تجاہل کرتے ہین تاکہ جواب مین سہولت ہو **قولہ** پس ایسے امر کا وعدہ کرنا جس پر وفا کرنا اونکے امکان سے باہر ہے او نہین کا کام ہے **اقول** صاحب حجج نے جو وعدہ کیا تھا اوس پر بخوبی وفا کی اور وہ امکان سے باہر بھی نہین ہے جیسا کہ صاحبان فہم خوب سمجھتے ہین آپ کا اسکو امکان سے باہر کہنا مثل آپکے دیگر فضول بیانون کے ہے البتہ جو دعوے طبعزاد آپنے کیئے ہین اوس پر شاہد و دلیل قائم کرنا آپکے امکان سے باہر ہے **قولہ** بہرحال جو کچھ وہ آیندہ بیان کرینگے اوسکا حال ناظرین کو خود ہی معلوم ہو جاوے گا **اقول** جو کچھ ابتک آپنے بیان کیا ویسا ہی بیان آیندہ بھی ہوگا اوسی مقام پر آپکے بیان کی حقیقت بھی کھل جاے گی فقط

تمام ہوا حصہ اول اور حصہ دوم انشاء اللہ آیندہ شائع ہوگا

(اعلان)

چونکہ مولف رسالہ سفک المہج نے کتاب روضۃ الشہدا کو مملوا کاذیب سے قرار دیکر خرافات ماب کہا ہے اور روایت عقد قاسم کو بے اصل و موضوع تجویز کرکے اوسکے پڑھنے کو مجالس مین حرام جانا ہے اور صفحہ ۶۴ مین لکھا ہے کہ مشاہیر مجتہدین عراق اسکے نقل کو ناجائز بتاتے ہین لہذا ضرور ہوا کہ چند مسائل و متعلق مشاہیر علماء و مجتہدین کربلاء معلے و نجف اشرف و سامرہ مع ترجمہ اردو کے شائع کیئے جاوین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ بیان مولف رسالہ مذکور کا خلاف واقع ہے اور پڑھنا روایت عقد قاسم کا کتاب روضۃ الشہدا وغیرہ سے جائز ہے

مسائل از متعلق علماء و مجتہدین کربلاء معلے و نجف اشرف و سامرہ

ماقولکم مدظلکم

عبارتیکه در کتاب روضة الشہدا در بارہ عقد حضرت قاسم درج است خواندنش در مجالس عزا بحوالہ کتاب یا بغیر حوالہ چہ حکم دارد بینوا توجروا فقط

جواب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام والمسلمین جناب اخوند آقا محمد کاظم خراسانی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بانسبت و حوالہ بکتاب مزبور باکے ندارد و ہمچنین اگر نسبت دہد کہ بعض چنین نوشتہ اند واللہ العالم

حررہ الاحقر محمد کاظم خراسانی

مہر شریف

جواب سرکار شریعتمدار مرجع الخواص والعوام نائب حضرت صاحب العصر علیہ السلام جناب آقا میرزا محمد تقی مدظلہ العالی متوطن سامرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواندن روایت مزبور نقلا از کتاب ضرر ندارد انشاء اللہ تعالے حررہ الاحقر محمد تقی

مہر شریف

جواب سرکار شریعت مدار قدوۃ العلما اسوۃ الفقہاء جناب الحاج آقا حسین الحائری مازندرانی مدظلہ العالے

ماقولکم مدظلکم

جو عبارت کتاب روضۃ الشہدا مین عقد حضرت قاسم کے بارے مین لکھی ہی اوسکا پڑھنا مجالس عزا مین بحوالہ کتاب یا بغیر حوالہ کیا حکم رکھتا ہی بینوا توجروا فقط

جواب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام والمسلمین جناب اخوند آقا محمد کاظم خراسانی مدظلہ العالی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مذکور کی طرف نسبت اور حوالہ کرکے پڑھنے مین کوئی قباحت نہین ہی اسیطرح اگر کہے کہ بعض نے ایسا لکھا ہی تو بھی مضائقہ نہین ہی واللہ العالم

حررہ الاحقر محمد کاظم خراسانی

مہر شریف

جواب سرکار شریعتمدار مرجع خواص وعوام نائب حضرت صاحب العصر علیہ السلام جناب آقا میرزا محمد تقی مدظلہ العالی متوطن سامرہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پڑھنا روایت مذکور کا کتاب مذکور سے نقل کرکے ضرر نہین رکھتا انشاء اللہ تعالی حررہ الاحقر محمد تقی

مہر شریف

جواب سرکار شریعت مدار قدوۃ العلما اسوۃ الفقہا جناب الحاج آقا شیخ حسین حائری مازندرانی مدظلہ العالی کا

بسم اللہ ولہ الحمد

بعنوان نقل از ان کتاب مستطاب با کتب دیگر

ضرر ندارد و اللہ العالم محمد حسین الحائری

المازندرانی

مہر شریف

جواب سرکار شریعت مدار زبدۃ العلماء الاعلام

نخبۃ الفقہاء الکرام جناب آقا میرزا فضل اللہ

الحائری المازندرانی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر گاہ معلوم شد کہ صاحب کتاب یعنی مصنف

آن عالم و عادل است انشاء اللہ ضرر ندارد

بلکہ ثواب دارد و اللہ العالم خادم الشریعۃ

الطاہرۃ میرزا فضل اللہ الحائری المازندرانی

مہر شریف

بسم اللہ ولہ الحمد

بعنوان نقل اوس کتاب مستطاب سے یا کتب دیگر سے

ضرر نہیں کچھ و اللہ العالم محمد حسین حائری مازندرانی

مہر شریف

جواب سرکار شریعتمدار زبدۃ العلماء الاعلام

نخبۃ الفقہاء الکرام جناب آقا مرزا فضل اللہ

الحائری المازندرانی مدظلہ العالی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جبکہ معلوم ہوا کہ صاحب کتاب یعنی مصنف

اوسکا عالم و عادل ہے

انشاء اللہ ضرر نہیں ہے بلکہ ثواب ہے

و اللہ العالم خادم الشریعۃ الطاہرہ مرزا

فضل اللہ الحائری المازندرانی

مہر شریف